سعدی سخن و قلم

غنی غیور

سخن سخن و قلم

غنی غیور

تفہیم پبلی کیشنز، راجوری (جموں کشمیر)

© غنی غیور

Saadi Sukhan O Qalam

by

Ghani Gayoor

Year of Edition 2022

ISBN:

Price Rs. 500/-

نام کتاب	:	سعدی۔ سخن وقلم
مصنف	:	غنی غیور
سنِ اشاعت	:	۲۰۲۲ء
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۵۰۰ روپے
کمپوزنگ	:	نسیم اختر (6005290480)
سرورق	:	علی زیرک
ملنے کا پتہ	:	میزان پبلی کیشنز، سرینگر
		گرین بک ہاؤس گجر نگر، جموں
زیرِ اہتمام	:	تفہیم پبلی کیشنز، راجوری

نئی نسل

کے

نام

تسبیح

☆ پیش لفظ ____ 06
☆ سعدی و حافظ کا تقابلی مطالعہ ____ 13
☆ شیخ سعدی کے حکیمانہ اشعار اور سنہرے اقوال ____ 43
☆ سعدی کی قطعہ نگاری ____ 55
☆ سعدی کے بہترین اشعار مع اُردو ترجمہ ____ 63
☆ سعدی کی غزلیں مع اُردو ترجمہ ____ 113

پیش لفظ

ہرکس بہ زمانہ خویشتن بود
من سعدی آخر الزمانم

(سعدی)

سعدی کا اسلوبِ غزل کسی فلسفہ یا نظریہ تک محدود نہیں بلکہ خالص تغزل ہے اور ان کے یہاں تخیل و تجسم اور خیال بافی کے بہترین نمونے ملتے ہیں میں نے سعدی کی کلیات حصہ غزل سے انتخاب اشعار مرتب کرنے کی کاوش کی تو ڈیڑھ سو اشعار بر آمد ہوئے جن کا بدل پوری فارسی شاعری میں نظر نہیں آتا۔ اگر سعدی کے منظومات سے بھی اشعار انتخاب میں شامل کئے جائیں تو یہ تعداد کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔ سعدی ہرگز اخلاقیات تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کی قلمرو آفاقی ہے سعدی کے یہاں شعری صنعتیں بھی بقدر نمک مرچ موجود ہیں اور ان کا فکر و فن محکم بنیادوں پر استوار ہوا ہے۔ سعدی کے مزاج میں تلون و بے ثباتی نہیں یہی وجہ کہ ان کا نام صف اول کے عظیم شعرا اور دانشوروں میں لکھا جاتا ہے وہ حافظ کی طرح پرانی شراب کے عوض اپنی گودڑی نہیں بیچتے اور نہ ہی دنیا سے روگردانی و فرار کی سفارش کرتے ہیں وہ غزلیہ اور عشقیہ شاعری میں خیالی جہانوں کی سیر کرتے ہیں اور ارضی حقیقتوں سے دامن نہیں چھڑاتے۔

سعدی، حافظ کی طرح نام نہاد آزادہ روی کے نام پر رندی اور ہوس پرستی کے شکار نہیں ہوتے۔

البتہ معشوق کوانہوں نے تجلی ربانی سمجھ کر بے نظیر وصف بیانی کی ہے۔ بالخصوص ان کی عشقیہ اور فراقیہ شاعری کا تو جواب ہی نہیں، سعدی کے دو شعر دیکھیں انہوں نے شب ہجر کی درازی کے قصہ کو کس طرح استعاروں ہی استعاروں میں سمیٹا ہے اور تخیل ومحاکات، تسویہ وتعدیل دیدنی ہے اور یہ دیکھیں کہ جذبات کا اظہار کتنی باکمال ہنرمندی سے ہوا ہے۔ (اللہ اللہ)

امشب نہ بیاض روز برمی آید
نہ نالۂ مرغان سحرمی آید
(سعدی)

ترجمہ : آج رات کے سینے سے دن کی بیاض نہیں ظاہر ہورہی ہے اور نہ ہی سناٹے کے پردے سے پرندوں کے چہچہے آرہے ہیں۔

بیدار ہمہ شب و نظر بر سر کوہ
تا صبح کی از سنگ بہ در می آید
(سعدی)

ترجمہ : ہماری نظر ساری رات ایک پہاڑ کی چوٹی پر لگی رہی تاکہ پتھر سے صبح کا نور در آئے یعنی نکل آئے۔

صبح کی پہلی کرن ہو یا دن کی آخری کرن سب سے اونچی چوٹی سے ہی ٹکراتی ہے اور منعکس Reflect ہوتی ہے۔ اور صبح صادق کے اول اثرات بھی پہاڑ کی چوٹی سے نمودار ہوتے ہیں کیا پر لطف خیال ہے۔

عرب کے بنونجار کی لڑکیوں کے گیت اس ٹکڑے کی معنی آفرینی سے لطف اٹھائیں۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع

یعنی وداع گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند ہمارے لئے نمودار ہوا۔ سعدی کے خیال میں بھی ایک ہجر کے مارے ہوئے عاشق کی نظر صبح کے انتظار میں پہاڑی کے کنگرہ Summit سے لگی رہتی ہے کہ اس کے آنے کے مژدہ ملے۔ سعدی کے مذکورہ بالا شعر کے مقابلہ میں میر تقی میر اس خیال کا عشر عشیر بھی نہیں پیش کر سکے۔

روتے پھرتے ہیں ساری ساری رات
اب یہی روزگار ہے اپنا
(میر)

فارسی نظم ونثر میں بہت سی بزرگ ہستیاں ہوئی ہیں لیکن سعدی واحد جامع الاطراف اور کثیر الجہت شاعر و ادیب ہوئے ہیں۔ فردوسی، رومی، حافظ الگ الگ طاقوں اور حجلوں میں مسند آرا ہیں۔ لیکن سعدی ہر ایک طاق اور ہر ایک حجلہ سے سر نکالتے ہوئے دِکھائی دیتے ہیں۔ وہ دانشور بھی ہیں، حکیم بھی ہیں، سخن دان بھی، عالم بھی اور مقنن بھی۔ زیر نظر کتاب میں سعدی کے کلام کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد ان کے بہترین کلام کا انتخاب وترجمہ پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ الغرض کئی سالوں کی محنت اور کاوشوں سے ہی یہ مرقع تشکیل ہو پایا ہے۔ زیر نظر کتاب میں شامل کئے گئے کئی سو اشعار باذوق قارئین کے لئے مفید اور کارگر ثابت ہوں گے۔ سعدی کی ہم خیالی میں میرا موقف ایجابی رہا ہے۔ بقول سعدی:

تمتع به هر گوشه ای یافتم
ز هر خرمنی خوشه ای یافتم
(سعدی)

سعدی کی تشبیہات اور بلاغت

آهو بره را که شیر در پی باشد
بیچاره چه اعتماد بر روی باشد؟

جس ہرن کے بچہ کے پیچھے شیر لگا ہو اس کو خود پر کتنا اعتماد ہوگا؟

این ملح در آب چند بتواند بود

وین برف در آفتاب تا کی باشد؟

ترجمہ: پانی میں نمک کا ٹکڑا کتنی دیر رہے گا اور تیز دھوپ میں برف کی ڈھلی کہاں تک پگھلنے سے محفوظ رہے گی۔ بے ثباتی کی بہترین تشبیہیں ہیں۔

سعدی کا فکر وفن ان کی شخصیت کی طرح نہایت متوازن ومتعادل واقع ہوا ہے جہاں تک فنی باریکیوں کا سوال ہے یا وجدانی کیفیتوں یا پھر شاعرانہ اظہار میں بھی وہ ید طولی رکھتے ہیں۔ دیر پا شاعری وجدان اور وسیع خیال کے بغیر ہو نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ پچھلے سات سو سال سے سعدی کی شاعری کی آب وتاب میں کوئی کمی نہیں آئی۔ وہ مجرب ومختبر time tested شاعر ہیں جن کی شہرت فارس تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں ان کا نام اور کام مشہور ہے غزلیات سے ہٹ کر سعدی کی حکیمانہ شاعری جس میں بیک وقت وجدان اور عقل سلیم کی آمیزش ہے۔ اس سے سعدی کی شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سعدی شاعری کو شتر بے مہار بھی نہیں سمجھتے اس لئے گلستان و بوستان جیسی عظیم نثر نگاری و منظومات کے ذریعہ انہوں نے فارسی میں اسلامی وملی اقدار سے دنیا کو معترف کروایا اور اپنے فن کا سکہ رائج کیا۔ بہ مقتضائے بشریت ہر عظیم شاعر کے یہاں بعض مواطن ضعف وثغرات کی مثالیں ڈھونڈ کر نکالی جا سکتی ہیں۔ سعدی لسان غیب کہتے ہیں:

فرو گفت از این شیوہ نادیدہ گوی

نبیند ہنر دیدہ عیب جوی

(سعدی)

یہاں کہنا بے جانہ ہوگا کہ مذاق سخن اور محاورہ زمانہ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے مثلاً: آج ہمیں ولی دکنی اور میر تقی میر کے بعض الفاظ جیسے سوں، ٹک وغیرہ غیر مانوس لگتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

کہ زبانوں کا مزاج بھی آہستہ آہستہ بدلتا رہتا ہے۔اسی طرح بعض اوقات ایک زبان سے دوسری زبان میں آ کر ایک ہی لفظ کی معنویت بدل جاتی ہے۔بعض لوگ سعدی کی زبان پر بے بنیاد اعتراض کرتے ہیں۔

بدستی کہ اگر زہر باشد از دستت

چنان بہ ذوق ارادت خوری کہ حلوہ را

(سعدی)

ترجمہ : تم اگر اپنے ہاتھ سے زہر بھی دو تو ہم اسے ذوق ارادت سے حلوا سمجھ کر کھا لیں گے۔ زہر کھایا جاتا ہے زہر کے تضاد میں حلوا یعنی میٹھا کا لفظ نہایت ہی معقول ہے۔لغت نامۂ دھخدا کی شرح دیکھیں۔

"حلوا یکی از قدیمی ترین و پر طرفدار ترین

دسرهای سنتی ایران است۔البتہ بہ مرور زمان دیگر از

حلوا بہ عنوان دسر یا غذا استفادہ نمی شود"

ایران میں اب حلوا Dessserts Foods کے معنی میں لیا جاتا ہے جس میں کیکس، کوکیز نمکین Snacks اور آئس کریم بھی آتا ہے۔شیخ نے اسے زہر کے برعکس برمحل استعمال کیا ہے۔ عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو تک "غریب" لفظ کے معنی ہی بدل گئے ہم غریب مفلس کو کہتے ہیں جبکہ فارسی و عربی میں اس لفظ کے جلو میں غرابت یعنی اجنبی پن کا مفہوم ہے۔شعر:

از خندہ شیریں، نمک دان دہانت

خوں میرود از دل چوں نمک خوردہ کبابی

(سعدی)

ترجمہ: تمہارا شیریں خندہ جو منہ کے نمکدان یعنی ظرف سے ہمارے خون چکیدہ دل (جس کی حالت کباب جیسی ہے) پر نمک پاشی کرتا ہے۔

معشوق کے چہرہ کو نمکدان کہنا بلاغت کی انتہا ہے۔ نمکدان کی شرح دیکھیں :

نمکدان:

ظرفی کہ نمک را سودہ در آن نگہ دارند۔

یاد رہے زخم سے دہن سرخ کا استعارہ بھی کیا ہے نمک پر زخم چھڑکنا، کفرانِ نعمت کا استعارہ ہے ۔

لغت نامہء دھخدا کی تشریح:

"نمک خوردن و نمکدان شکستن؛ کنایہ از کافر نعمتی و کفران نعمت کردن۔ رجوع بہ ہمین ترکیب ذیل نمک خوردن شود۔"

نمکدان برزخم سرنگون بودن (برزخم شکستن)؛ کنایہ از مبالغہ در کاوش زخم است۔ مرادف نمک برزخم پاشیدن (دہخدا)

اب حافظ سے رہا نہیں گیا، انہوں نے بھی سعدی کے مضمون سے استفادہ کیا۔ حافظ کا شعر:

از لبت شیر روان بود کہ من می گفتم
این شکر گِردِ نمکدان تو بی چیزی نیست
(سعدی)

ترجمہ: تمہارے ہونٹوں سے شیر بہہ رہا ہے تمہارے نمکدان کے اردگرد یہ شکر بے مقصد یعنی یونہی نہیں دکھائی دیتی۔

میرے خیال میں سعدی کا شعر ہر طرح سے بڑا ہے اور حافظ کے لئے محرک بنا ہے۔ حافظ کا ایک اور شعر:

بگشا پستہ خندان و شکر ریزی کن
خلق را از دہن خویش مینداز بشک
(حافظ)

یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم می گشت

معجـز عیسـویت در لـب شـکر خارا بـود

خارا یعنی سنگ سخت و صلب کو حافظ نے شکر کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

سعدی کی زبان معیاری اور اور فصیح زبان ہے اور ہر دور کے ادباء اور شعرا نے اسے حکومت کی ٹکسال میں ڈھلے ہوئے سکّے کی طرح قابل اعتماد سمجھا ہے۔

غنی غیور

○○

سعدی و حافظ کا تقابلی مقابلہ

در پــــای لطافــــت تــــو میــــراد
ہــر ســرو ســہی کــہ بــر لــب جوســت

مــــہ پــــارہ بــــہ بــــام اگــــر برآیــــد
کــــہ فــــرق کنــــد کــــہ مــــاہ یــــا اوســــت؟

آن خــــرمن گــــل نــــہ گــــل کــــہ بــــاغ اســــت
نــــہ بــــاغ ارم کــــہ بــــاغ مینوســــت

(سعدی)

سعدی نے معشوق کے حسن کا جہاں بھی بیان کیا ہماری آنکھوں کے آگے باغ و بہار کا منظر پھرنے لگتا ہے۔ ہر شعر موسم بہار میں پکے ہوئے پھل سے لدی ہوئی شاخ کی طرح آنکھوں کو سرور دیتا ہے اور اگر کوئی دست دراز و عالی ہمت شخص یہ پھل تناول کرے تو تادیر کام دہن کو لذت و حلاوت دیتا ہے۔ سعدی کے یہاں حسن و جمال کا ذکر بغیر کسی تصنع کے کثرت سے وارد ہوا ہے۔

ہرغزل غنایت اور ترنم کا نمونہ معلوم ہوتی ہے۔

در پای لطافت تو میراد
هر سرو سهی که بر لب جوست

ترجمہ: تمہاری لطافت وخوبصورتی کے آگے آبجو کے کنارے پر سرو کا پیڑ ہیچ ہے۔

یہاں آبجو معشوق کے حسن کا استعارہ ہے راستی قد کی مناسبت سے سروسہی استعمال کیا ہے۔

نازک بدنی که می نگنجد
در زیر قبا چو غنچه در پوست

ترجمہ: جس طرح غنچہ اپنی پوست سے پھوٹ کر باہر نکلتا ہوا لگتا ہے ٹھیک اسی طرح تمہارا نازک بدن قبا میں نہیں سماتا۔

مه پاره به بام اگر برآید
که فرق کند که ماه یا اوست؟

ترجمہ: اگر وہ چاند کا ٹکڑا برلبِ بام آجائے تو اس پر چاند ہونے کا شبہ ہوگا۔

آن خرمن گل نه گل که باغ است
نه باغ ارم که باغ مینوست

ترجمہ: معشوق پھولوں کا خرمن نہیں نہ سہی بہار بوستان ہے بلکہ وہ تو مانی و بہزاد کا چمن ہے اور ارم کا باغ ہے۔

سروسعدی کے یہاں خاص استعاراتی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

یکی درخت گل اندر فضای خلوت ماست
که سروهای چمن پیش قامتش پستند

ترجمہ: میری خلوت کی فضا میں ایک پیڑ پھولا ہے کہ اس کے آگے باغ کے سب سرو پست دکھائی دیتے ہیں۔

بہ سرو گفت کسی میوہ ای نمی آری

جواب داد کہ آزادگان تہی دستند

ترجمہ: سرو کے پیڑ سے کسی نے کہا تم پھل نہیں دیتے اس نے جواب دیا کہ آزاد طبع ہمیشہ خالی ہاتھ رہتے ہیں۔

حافظ کے یہاں بھی پیکر تراشی کی مثالیں ملتی ہے۔سعدی وحافظ کے ایک ہی مضمون پر اشعار:

در پای لطافت تو میراد

ہر سرو سہی کہ بر لب جوست

(سعدی)

ترجمہ: یعنی راست وسیدھا سرو کا پیڑ جو آبجو کے کنارے پر ہے،تمہارے بلند و بالا قد و قامت پر رشک کھاتا ہے۔حافظ کا شعر:

نثار روی تو ہر برگ گل که در چمن است

فدای قد تو ہر سرو بن که بر لب جو است

ترجمہ: تیرے چہرے پر چمن کا ہر برگ گل قربان ہو اور تیرے قد پر ندی کنارے کھڑا ہر پیڑ فدا ہو۔

حافظ نے بنیادی خیال سعدی سے لیا ہے البتہ پہلے مصرع میں چہرے کا ذکر کیا ہے اور دوسرے میں قامت کا، اگر چہ ہر مصرع اپنی اپنی جگہ درست ہے لیکن بطور شعری اکائی کے ان دونوں مصرعوں میں بندش مضبوط نہیں ہو سکی ہے محض حسن کا تصور ہی بندش کا تقاضا پورا نہیں کر سکا ہے۔الغرض شعر کے دونوں مصرعے دولخت معلوم ہوتے ہیں اور منقطع۔سعدی وحافظ میں مماثلت کے پہلو کم ہیں اور اختلاف کے پہلو زیادہ ہیں۔مثلاً: سعدی کے مطابق دنیا سے نیکونامی اور حسنِ شہرت کے ساتھ رخصت ہونا ہی فتوت اور مردانگی ہے۔بے شک سعدی،نیکونامی اور حسنِ شہرت کا علمبردار تھا۔جب کہ حافظ عشق و سرمستی اور رندی و آزادہ روی کے لئے مشہور ہوئے۔یہاں سے ان کے راستے الگ ہو گئے۔یہ کیا کم ہے سعدی کی بوستان دُنیا کی عظیم

اور لیجنڈ (Legend) منظومات میں سے ایک ہے اور سعدی کی چھ سو سے زائد غزلیں مقبول خاص وعام ہیں۔ فارسی کے بیشتر شعرا نے انہیں استاد غزل ہی کہا اور مانا ہے۔

دو لت جاو یدیا فت ہر کہ نکو نام زیست
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

(سعدی)

سعدی کی نیکونامی زہد وورا یا تقویٰ نہیں وہ حسن اخلاق اور انسانیت کا آوازہ بلند کرتا ہے، وہ علی الاعلان کہتا ہے کہ خدائے بے نیاز کے جہاں کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی حافظ قرآن ہو یا پھر بت پوجنے والا یعنی سب سے بڑی چیز آدمیت ہے اور انسانیت۔ شعر دیکھیں:

ملک صمدیت را، چه سودوز یان دارد
گر حافظ قرآنی، یا عابد اصنامی

(سعدی)

سعدی نے اپنے سخن اور معشوق کی یکتائی کی بات جس انداز سے کی ہے اس کی دوسری مثال نہیں ملتی سعدی کہتے ہیں کہ انگشت نمائی معشوق کو زیب دیتی ہے۔ اور شیریں بیانی مجھ پر ختم ہو چکی ہے۔

منم امروز و تو انگشت نمای زن و مرد
من به شیرین سخنی تو به نکویی مشهور

(سعدی)

سعدی نے بیشک عشقیہ گریہ وزاری اور سوگواری کی انتہا کر دی ہے۔ بیشک غزل میں جمالیاتی رنگ اور ہجر یہ بیان Aesthetics and Lamentaion میں سعدی کی شاعری حرف آخر ہے۔ بقول سعدی :

کس ننالید در این عهد چو من در غم دوست
که به آفاق سخن می رود از شیرازم

سعدی کے معاصر حریف اوراہم۔ترین ناقداورشاعرمجد گیر نے اعتراف کیا تھا۔

از سعدی مشہور سخن شعر روان جوی
کوکعبہ فضل است ودلش چشمۂ زمزم
(مجد ہمگیر)

از صدای سخنِ عشق ندیدم خوشتر
یادگاری کہ دراین گنبد دوّار نماند
(سعدی)

یہی خیال حافظ نے الفاظ بدل کر یوں کہا۔حافظ نے عشق یعنی مجاز کی بات کی ہے اور وہ عشق و محبت کے علمبردار تھے۔

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما
(حافظ)

لیکن جو انسانیت کا درد سعدی نے محسوس کیا حافظ سرمست اس سے بیخبر رہے۔میں سمجھتا ہوں اقوام عالم کو اپنے منشور کی پہلی شق یہی رکھنی چاہئے تھی۔

بنی آدم اعضای یکد یگرند
که در آفرینش ز یک گوہرد

چو عضوی به درد آورَد روزگار
دگر عضوہا را نمانَد قرار

ترجمہ: بنی آدم ایک ہی جسم کے اعضا ہیں اگر ایک عضو تو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرا عضو بھی درد محسوس کرتا ہے۔اقبال نے یہی خیال یوں پیش کیا۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہوتو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

(اقبال)

مزید مندرجہ ذیل شعری مثالوں سے سعدی و حافظ اور دیگر شعرا میں مماثلت وفضیلت کے پہلو بہتر سمجھے جاسکتے ہیں:

مثال ۱: أَعَزُّ مَكَانٍ فِي الدُّنَى سَرجُ سَابِحٍ
وَخَيرُ جَلِيسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابُ

(أبو الطيّب المتنبّي)

ترجمہ: دنیا میں بہترین ٹھکانہ گھوڑے کی کاٹھی ہے اور اس دور میں بہترین ساتھی کتاب ہے۔ یعنی گاہے گھوڑ سواری اور پھر کتاب کا مطالعہ بہترین مشغلے ہیں یہ شعر المتنبی کے عربی مزاج کا عکاسی کرتا ہے یہ شعر اور دیکھئے کہ سعدی کیا کہتے ہیں۔

شبی و شمعی و گوینده ای و زیبایی
ندارم از همه عالم جز این تمنایی

(سعدی)

ترجمہ: رات ہو شمع فروزاں، سخن گو اور معشوق کی خوبصورتی کا تذکرہ۔ ساری دنیا سے بڑھ کر ایک یہی تمنا رکھتا ہوں۔

دو یار زیرکی و از بادهٔ کهن دو منی
فراغتی و کتابی و گوشه چمنی

(حافظ)

ترجمہ: دو زیرک دوست ایک ساتھ بیٹھے ہوں پرانی شراب کے دو پیالے فراغت ہو، کتاب اور گوشہ چمن۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب دو دوست یعنی عاشق و معشوق کسی باغ میں شراب نوشی کر رہے ہوں اور لہو ولعب میں مشغول ہوں، ایسی صورت میں فراغت کی بات تو درست ہے۔

حافظ کا معشوق کمسن چار سالہ بھی تنقید کا نشانہ بنتا رہا ہے۔لیکن اہل فارس کے یہاں سوقیت اورابتذال (vulgarity) کی مثالیں مل ہی جاتی ہیں۔

حافظ کا بچپن حرب و پیکار کے دنوں میں گزرا جوانی سے لیکرتادم آخران کا میلان، لہوولب اور رندی وسرمستی کی طرف رہاان کی آزاہ روی اور قلندرانہ روش مقبول عام وخاص ہوگئی کلام حافظ کے کلام میں کئی عارفانہ نکتے بھی جابجا ملتے ہیں۔حافظ شاہ منصور کے دربار سے منسلک رہے جب شاہ شجاع نے شاہ منصور بن مظفر کے لئے جگہ خالی کردی خواجہ حافظ نے اس کی تخت نشینی پر یہ غزل کہی تھی:

بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید

نوید فتح و ظفر تا بہ مہر و ماہ رسید

(حافظ)

لیکن ہوا اُس کے برعکس۔منصور کے دور فرماندہی میں ہی تیمور نے شیراز پر حملہ کیا اور شاہ منصور جنگ میں قتل ہوگیا۔

یہاں کہنا بیجا نہ ہوگا کہ حافظ سے منسوب فال مسلمانوں کی توہم پرستی کا واضح ثبوت ہے۔سعدی کو اتابک بوبکر بن سعد زندگی سے کچھ نسبت تھی۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ مستعصم باللہ جیسے نالائق اور ناشدنی حکمراں کی موت پر شیخ سعدی نے بہتر اشعار پر مشتمل عربی میں قصیدہ بھی لکھا جو دراصل خلافت عباسیہ کا مرثیہ ہے۔ بعدازاں ہدف کا نشانہ بھی بنا لیکن یہ ایرانی ناقدین کی تنگ نظری ہے اور مسلکی حمایت اور خلافت عباسی سے بغض کی بڑی دلیل سعدی پر انگشت نمائی ہے۔

اسی طرح حافظ شاہ منصور سے وابستہ تھا یہاں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔اس معاملہ میں دونوں بزرگوں پر انگلیاں بھی اٹھائی گئی ہیں لیکن ہمارے نزدیک بزرگوں کی غلطیوں پر گرفت کرنا درست نہیں۔

سعدی وحافظ کے اشعار کے تقابلی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حافظ نے فارسی غزل کو سعدی کی

بنیادوں پر اٹھایا اور فروغ دیا۔ اور متصوفانہ مضامین میں کمال پیدا کیا۔ کوئی مانے یا نہ مانے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حافظ سعدی کے خوشہ چین ہیں۔

مثال ۲: آن که گویند به عمری شب قدری باشد
مگر آنست که با دوست به پایان آرند (سعدی)

ترجمہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شبِ قدر ہوتی ہے مگر شب قدر تو دوست کے وصال سے ہی انجام پذیر ہوتی ہے۔ یہی شب قدر کی ترکیب اور نادر خیال حافظ یوں باندھتے ہیں۔

آن شب قدری که گویند اہل خلوت امشب است
یارب این تاثیر دولت از کدامین کوکب است
(حافظ)

ترجمہ: وہ شب قدر جس کے اہل خلوت قائل ہیں، آج کی رات ہے۔ اے خدا یہ دولت کی تاثیر کس ستارے کی وجہ سے ہے۔

برات لیلة القدری بدستم
رسید از طالع بیدارم امشب
(حافظ)

ترجمہ: آج کی رات میرے طالع بیدار سے شب برات کی برکت ہاتھ آئی۔

مثال ۳: رفتی و ہم چنان به خیال من اندری
گویی که در برابر چشمم مصوری (سعدی)

ترجمہ: تم بظاہر چلے بھی گئے لیکن میرے خیالوں میں ویسے ہی جلوہ گر ہو گویا تم میری آنکھوں کے آگے مصوری۔ یعنی پیکر تراشے یا مجسمے کی طرح چلتے پھرتے ہو۔ یعنی میں جس طرف دیکھتا ہوں تم اسی طرف نظر آتے ہو تم نے میرے حواس کو پوری طرح سے اپنی دسترس میں لے رکھا ہے۔

گویا میرے عشق کا یہ عالم ہے کہ تم دن ہو یا رات، بلا امتیاز نور و ظلمات میرے رو برو اور سامنے

ہوتے ہو۔سعدی کا یہ شعر اتنا بڑا اور وسیع ہے کہ حافظ نے اس خیال مستعار لینے کی سعی کی۔حافظ کا شعر:

تو خود چه لعبتی ای شہسوار شیریں کار

کـه در بـرابر چشـمی و غایـب از نظـری

ترجمہ:اے سوار تو خود کس قدر شعبدہ باز ہے کہ آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی نظر سے غائب ہے۔

مثال ۴: ای خوبتر از لیلی بیم است که چون مجنون

عشق تو بگر داند در کوه و بیابانم (سـعدی)

ترجمہ: اے رشک لیلیٰ مجھے ڈر ہے کہ تیرا عشق مجنوں کی طرح مجھ سے کوہ وصحرا کی خاک چھنوائے گا۔اصل خیال سعدی کا ہے اور شعر فصاحت و بلاغت کا مثالی نمونہ ہے۔حافظ کو سعدی کا خیال اور ترکیب پسند آئی اور بے دھڑک استعمال کرلی۔

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

که سر بکوه و گریبان تو دادهٔ مارا

(حـافظ)

ترجمہ: اے صبا ٹھہر کر اس غزال رعنا یعنی معشوق سے کہہ دے کہ تو نے ہمارا سر کوہ و بیابان کے سپرد کردیا ہے۔یہ صبا بگو والا خیال بھی سعدی سے مستعار ہے۔سعدی کا شعر:

سلام من برسان ای صبا به یار و بگو

که سعدی از سر عہد تو نه برنخاست ہنور

مثال ۵: بازآ که در فراق تو چشم امیدوار

چون گوش روزه دار بر الله اکبر است (سـعدی)

ترجمہ: اے معشوق لوٹ بھی آ کہ تیری جدای میں تیرے امیدوار کی آنکھ تیری راہ پر اس طرح لگی ہے جس طرح کہ روزہ دار کا کان اذان کی اللہ اکبر پر لگا ہوتا ہے۔حافظ نے سعدی کا پورے کا پورا خیال مار لیا ہے:

باز آکه در فراق تو چشمم ز گریه باز
چون گوش روزه دار بر اللّٰه اکبر است

(حافظ)

ایک ہی بحر اور ملتے جلتی ردیف میں سعدی وحافظ کی دوغزلوں کا تقابلی مطالعہ اگر غور سے مطالعہ کیا جائے اور انصاف کیا جائے اور خالص تغزل اور کو جانچا جائے تو سعدی کی نیچے دی گئی غزل تمامتر اختلاف نظر اور تفاوت مضامین کے باوجود حافظ کی غزل سے کم نہیں بلکہ اس میں ایک منفرد قسم کی لوچ اور غنائیت ہے۔ حافظ شور بر پا کرتے ہیں ہلڑ مچاتے ہیں۔ اور قاری کے جذبات برانگیختہ کرتے ہیں۔ جبکہ سعدی کی غزل میں عجیب سے مٹھاس روانی اور ترنم ہے۔ سعدی کی غزل:

شب فراق نخواہم دواج دیبا را
کہ شب دراز بود خوابگاہ تنہا را

ترجمہ: جدائی کی رات میں مجھے ریشمی لحاف کی ضرورت نہیں کہ رات لمبی ہے ور میں خوابگاہ یعنی بستر میں تن تنہا ہوں۔

یہاں سعدی نے کس سادگی اور بلاغت سے معشوق کی کمی کا اظہار کیا پے۔ یہی وہ غزل ہے جس کا استاد نزد ہمہ سعدی ہے۔ بقول سعدی:

زدست رفتن دیوانہ عاقلان دانند
کہ احتمال نماندست ناشکیبا را

گرش ببینی ودست از ترنج بشناسی
روا بود کہ ملامت کنی زلیخا را

یہاں اس شعر میں ترنج یعنی زنان مصر کے ہاتھوں میں نارنجی کے کٹنے کی تلمیح موجود ہے یعنی جس نے ترنجوں کو ہاتھ میں لینے والے ہاتھوں کو کٹتے ہوئے نہیں دیکھا وہ اگر زلیخا کی ملامت

کریں تو روا ہے یعنی انہیں کچھ علم ہی نہیں۔

چنین جوان که تویی برقعی فروآویز
وگرنه دل برود پیر پای برجا را
(سعدی)

تو آن درخت گلی کا عتدال قامت تو
ببرد قیمت سرو بلند بالا را

دگر به هرچه توگویی مخالفت نکنم
که بی تو عیش میسر نمی شود ما را

حاصل غزل شعر ہے۔

دو چشم باز نهاده نشسته ام همه شب
چو فرقدین ونگه می کنم ثریا را

شبی و شمعی و جمعی چه خوش بود تا روز
نظر به روی تو کوری چشم اعدا را

من از تو پیش که نالم که در شریعت عشق
معاف دوست بدارند قتل عمدا را

تو هم چنان دل شهری به غمزه ای ببری
که بندگان بنی سعد خوان یغما را

معشوق کے غمزہ وادا کو غارت گر کہا ہے اور بنی سعد کی تلمیح عمدہ شعر ہے۔

در این روش که تویی بر ہزار چون سعدی
جفا و جور توانی ولی مکن یارا

تغزل کا کمال اس شعر سے ظاہر ہے۔

حافظ کی غزل بھی کچھ کم نہیں بلکہ اس غزل کے کچھ اشعار عمدہ ہوئے ہیں اور وہ حافظ کے چنندہ اور بہترین اشعار کی فہرست میں آتے ہیں۔

صبا بہ لطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بہ کوہ و بیابان تو دادہ ای ما را

(حافظ)

یہاں سر بہ بیابان گذاشتن فارسی کی ضرب المثل ہے حافظ سے سعدی سعدی بھی استعمال کر چکے ہیں۔

شکر فروش که عمرش دراز باد چرا
تَفَقّدی نکند طوطی شکر خارا

ترجمہ: خدا کرے کے اس مغرور معشوق کی عمر لمبی ہو کہ وہ شیریں مقال معشوق طوطی کو بات تک نہیں پوچھتا۔لیکن یہاں تفقدی لفظ بہت ہی بوجھل ہے اور غزل کی روانی کو مجروح کر دیا ہے البتہ تخیل بلند ضرور ہے۔ بقول حافظ:

غرور حُسنت اجازت مگر نداد ای گل؟
که پرسشی نکنی عَندَلیب شیدا را

ترجمہ: اے پھول تجھے شاید حسن کے غرور نے اجازت نہیں دی جو تو عاشق بلبل کی پرسش نہیں کرتا۔

شکوے کا شعر ہے روایتی بلبل و گل کا تصور البتہ حافظ کے اسلوب خاص نے شعر کو مقبول بنا دیا

ہے اگلے اشعار میں توصیف معشوق نمایاں ہے۔

به خُلق و لطف توان کرد صید اہل نظر
به بند و دام نگیرند مرغ دانا را
ندانم از چه سبب رنگ آشنایی نیست
سَہی قدانِ سیَه چشمِ ماه سیما را
چو با حبیب نشینی و باده پیمایی
به یاددار مُحِبّان بادپیما را

(حافظ)

یعنی جب تم دوست کے ساتھ شراب پیو تو آوارگان عشق کو بھی یاد کرنا۔ بہت ہی مشہور شعر ہے۔

جز این قدَر نتوان گفت در جمال تو عیب
که وضع مہر و وفا نیست روی زیبا را

در آسمان نه عجب گر به گفتهٔ حافظ
سرود زہره به رقص آورد مسیحا را

(حافظ)

نیچے دی گئی سعدی کی غزل مشہور ہے اور اس کے مطلع میں زبان کی سلاست روانی اور تخیل کی بلندی دیکھیں۔

برخیز تا یک سو نہیم این دلق ازرق فام را
بر باد قلاشی دہیم این شرک تقوا نام را

یہاں تقویٰ کو شرک کہنا اور قلاشی کی ہوا میں اڑانا استعارے کس قدر تازہ ہوئے ہیں اور آسمان کو پرانی نیلگوں گدڑی کہنا۔ یہ شعر:

دنیـــا و دیـــن و صـــبر از مـــن برفـــت انـــدر غمـــش

جای که سلطان خیمه زد غوغا نماند غوغا نماند عام را

(ســعدی)

ترجمہ: تمہارے غم عشق میں دنیا اور دین سب کچھ لٹ گیا سچ ہے کہ جہاں بادشاہ خیمے گاڑتے ہیں وہاں عام لوگوں کا شور وغل نہیں ہوتا ہے۔

سعدی نے یہاں عشق کو بادشاہ کہا ہے۔اسی ردیف کی دوسری کا مطلع بھی قیامت کا ہوا ہے۔

امشب سبکتر می زنند این طبل بی ہنگام را

یا وقـت بیـداری غلـط بود سـت مـرغ بـام را

ترجمہ: آج رات ڈھول رات کو بے ہنگم پیٹا گیا ہے یا مرغ سحر نے بانگ غلطی سے جلدی دیدی ہے۔یعنی کہ شب وصل پلک جھپکتے ہی گزر گئی۔

یاد رہے کہ (پرانے وقتوں میں رات کے پہروں کا اعلان ڈھول کی ضربوں سے کیا جاتا تھا)

یـک لحظـه بـود ایـن یـا شـبی کـز عمرِ مـا تـاراج شـد؟

ماہمچنـــان لـــب بـــر لـــبی نابرگرفتـــه کـــام را

(ســعدی)

ترجمہ: یہ رات ہی اک پل کی تھی کہ میری عمر تاراج ہوگئی ابھی تو ہونٹ پر ہونٹ ہی رکھا تھا دل کا مدعا کب پورا ہوا تھا۔

یہ ہے غزل کا لہجہ جس کے لئے فارسی کے تمام بڑے اور نامور شعرا نے سعدی کو استاد غزل مانا ہے۔اتفاق سے انہی ردیفوں میں مگر مخلف بحور میں حافظ نے بھی غزلیں کہیں اور دلق ارزق فام کی پوری ترکیب اور خیال کو حافظ نے سعدی کے بادنٰی تغیر مستعار لے لیا۔حافظ کا شعر:

ســـاغر مـــے در کفـــم نـــه تـــا ز ســـر

بـــر کشـــم ایـــن ارزق فـــام را

البتہ حافظ نے اپنا اسلوب برقرار رکھا ہے اور غزل کے باقی اشعار کا معیار بلند سہی لیکن دعووں کی بھرمار ہے۔

دود آہِ سینہ سوزانِ من

سوخت این افسردگانِ خام را

(حافظ)

ترجمہ: میرے دل کے دھوئیں نے ان خام کار اور افسردہ دل لوگوں کو جلا دیا۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را (حافظ)

ترجمہ: عنقا کسی کا شکار نہیں بنتا اپنا جال اٹھالے، اس جگہ جال میں ہمیشہ ہوا آتی ہے۔

سعدی کے یہاں الفاظ کی ملائمت اور نرمی کا خاص اہتمام دکھائی دیتا ہے جب کہ حافظ غزل میں ملائمت کی پروانہ کرتے ہوئے نئی اصطلاحیں اور ترکیبیں بناتے ہیں البتہ کہیں کہیں اس قسم کے سہل ممتنع اشعار بھی مل جاتے ہیں۔ جن کی رندوں، عیاشوں اور قوالوں نے خوب تشہیر کی۔ حافظ کی مقبولیت ان کے رندانہ مزاج اور آزادہ روی سے ہوئی۔ ورنہ غزل کے میدان اور بھی بڑے بڑے مہارتھی موجود ہیں۔ یہاں نیچے دیے گئے اشعار میں یزید عشق، منظر چشم، اور رواق منظر، زبور عشق، مقبول طبع وغیرہ تراکیب میں جدت دیکھیں۔

بی معرفت مباش که در من یزید عشق

اہل نظر معاملہ با آشنا کنند

(حافظ)

من از بیگانگان دیگر ننالم

کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

(حافظ)

بی خیالش مباد منظر چشم
زانکه این گوشه جای خلوت اوست
(حافظ)

رواق منظر چشم من آشیانه توست
کرم نما و فرود آکه خانه خانه ی تست
(حافظ)

زبور عشق نوازی نه کارہر مرغیست
بیا و نو گل این بلبل غزل خوان باش
(حافظ)

او را به چشم پاک توان دید چون ہلال
ہر دیده جای جلوه آن ماه پاره نیست
(حافظ)

بس نکته غیر حسن بباید که تا کسی
مقبول طبع مردم صاحب نظر شود
(حافظ)

اب سعدی کی غزل کالوچ اور بانکپن دیکھیں سعدی کے یہاں تراکیب شعری متن میں گھلی ملی ہوئی ہیں الگ اور نمایاں نہیں لگتی ہیں حل مشکلات، دیباچہ صورت، عنوان کمال، نوش دارو، وغیرہ تراکیب کو دیکھیں۔ سعدی کی غزل کے اشعار آبدار:

دیدار تو حل مشکلات است
صبر از تو خلاف ممکنات است

دیباچۂ صورت بدیعت
عنوان کمال حسن ذات است

زہر از قبل تو نوشدارو
فحش از دہن تو طیبات است

چون روی تو صورتی ندیدم
در شہر کہ مبطل صلات است

عہد تو و توبۂ من از عشق
می بینم و ہر دو بی ثبات است

آخر نگہی بہ سوی ما کن
کاین دولت حسن را زکات است

ترجمہ: آخر ہماری طرف بھی اک نظر ڈال دو یہ دولت حسن کی زکات ہوگی۔

چون تشنہ بسوخت در بیابان
چہ فایدہ گر جہان فرات است

ترجمہ: میں بیابان میں پیاسے کی طرح جل گیا اگر دنیا میں اب بھی فرات بہہ رہی ہے تو کیا فائدہ۔ یہاں اشارہ امام حسین کی شہادت کی طرف ہے۔

زہر از قبل تو نوشدارو
فحش از دہن تو طیبات است

(سعدی)

ترجمہ: تو زہر بھی دے تو وہ شفا بخش بوٹی جیسا ہے تمہاری گالی بھی پاکیزہ کلمہ جیسی ہے۔
غالب نے یہی خیال یوں پیش کیا۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہو

(غالب)

رفتی و ہم چنان بہ خیال من اندری
گویی کہ در برابر چشمم مصوری

(سعدی)

اگر پیشم نشینی دل نشانی
وگر غایب شوی در دل نشان ہست

(سعدی)

ترجمہ: تم بظاہر چلے بھی گئے لیکن میرے خیالوں میں ویسے ہی جلوہ گر ہو گویا تم میری آنکھوں کے آگے مصوری یعنی پیکر تراشی یا مجسمے کی طرح چلتے پھرتے ہو۔ یعنی میں جس طرف دیکھتا ہوں تم اسی طرف نظر آتے ہو تم نے میرے حواس کو پوری طرح سے اپنے قابو میں لے رکھا ہے۔

اور میری محویت کا یہ عالم ہے کہ دن ہو یا رات، بلا امتیاز نور وظلمات، تم میرے روبرو اور سامنے ہوتے ہو۔ سعدی کا یہ شعر اتنا بڑا اور وسیع ہے کہ حافظ نے اس خیال کو مستعار لینے کی سعی کی بلکہ معمولی ردوبدل سے استعمال کر لیا۔ حافظ کا شعر:

تو خود چه لعبتی ای شهسوار شیرین کار
که در برابر چشمی و غایب از نظری

(حافظ)

یہاں شہسوار سے یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ معشوق چلا گیا ہے مزید اس کا تصور یا جلوہ آنکھوں

کے آگے ہے۔ آنکھ کے مقابل ہے اور نظر میں نہیں آ رہا۔ سے مراد تصور میں موجود ہے۔ خیال پورے کا پورا سعدی سے مستعار (اگر سرقہ نہیں) ہے۔ اصالت اور اولیت بلکہ ہر طرح سعدی کا شعر حافظ سے بڑھا ہوا ہے۔

گفتم مگر ز رفتن غایب شوی ز چشمم
آن نیستی کہ رفتی آنی کہ در ضمیری
(سعدی)

سعدی کی غزل کے باقی اشعار مع ترجمہ پیش کئے جاتے ہیں۔

فکرم بہ منتہای جمالت نمی رسد
کز ہر چہ در خیال من آمد نکوتری
(سعدی)

ترجمہ: میرا خیال یا واہمہ یا فکر تیرے جمال کی منتہا تک نہیں پہنچ سکتا جو میرے ذہن میں آئے تم اس سے ماورا ہو۔ اور برگزیدہ ہو۔

اس شعر میں مجاز کی کڑیاں حقیقت میں پیوست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

مه برزمین نرفت و پری دیده برنداشت
تا ظن برم که روی تو ماه است یا پری
(سعدی)

ترجمہ: چاند زمیں پر نہیں دیکھا اور کوئی پری بھی نظر نہیں آئی کہ انہیں دیکھ کر کہا جا سکے تم چاند یا پری جیسے ہو۔

تو خود فرشته ای نه از این گل سرشته ای
گر خلق از آب و خاک تو از مشک و عنبری
(سعدی)

ترجمہ: تم نہ تو فرشتہ ہو اور نہ ہی عام ارضی خلق ہو اگر خلقِ خدا آب و خاک سے بنائی گئی ہے تو تجھے مشک و عنبر سے بنایا گیا ہے۔

ما را شکایتی ز تو گر هست هم به توست

کز تو به دیگران نتوان برد داوری

(سعدی)

ترجمہ: اگر مجھے کوئی شکوہ یا شکایت ہے تو فقط تجھی سے ہے کیونکہ خدائی کے منصب کے تمہیں سزاوار ہو۔

با دوست کنج فقر بهشت است و بوستان

بی دوست خاک بر سر جاه و توانگری

(سعدی)

ترجمہ: معشوق کے ساتھ فقر کا گوشہ بھی باغ کے سفر و سیاحت جیسا ہے۔ اور معشوق کے بغیر دولت و جاہ پر دخاک ڈالو۔

تا دوست در کنار نباشد به کام دل

از هیچ نعمتی نتوانی که برخوری

(سعدی)

ترجمہ: جب تک دوست پہلو میں نہ ہو اور دل کی مراد بر نہ آئے تب تک ہر ایک نعمت بے مزہ اور بے لطف ہے۔

گر چشم در سرت کنم از گریه باک نیست

زیرا که تو عزیزتر از چشم در سری

(سعدی)

اگر آنکھیں روتے روتے سر میں دھنس جائیں یا بے نور ہو جائیں تو بھی پروا نہیں کیونکہ تم

ظاہری آنکھ کے مقابلہ میں زیادہ پیارے ہو۔یعنی تم دل کے چراغ اور روح کے لئے روشنی وضیا ہو۔

چندان کہ جہد بود دویدیم در طلب
کوشش چہ سود چون نکند بخت یاوری
(سعدی)

ترجمہ: کوئی طلب میں کہاں تک دوڑتا پھرے گا اگر قسمت یاوری نہ کرے تو پھر ہر کاوش بیکار ہے۔

سعدی بہ وصل دوست چو دستت نمی رسد
باری بہ یاد دوست زمانی بہ سر بری
(سعدی)

ترجمہ: سعدی اگر تمہارا دست کوتاہ معشوق تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر دوست کی یاد میں ہی عمر بسر کرنی چاہئے۔

یاد رہے اسی مستعار زمین اور بحر میں کہی گئی حافظ کی غزل کا کوئی بھی شعر سعدی کی غزل کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔البتہ حافظ کا یہ شعر سعدی کی غزل سے کسی حد تک میل کھاتا ہے۔حق تو یہ ہے حافظ نے سعدی کی بنیادوں پر غزل کو اٹھایا اور اس صنف کو مزید ترقی دی۔اس کا تفصیلی ذکر مناسب جگہ پر کیا جائیگا۔

طریق عشق طریقی عجب خطرناک است
نعوذبالله اگر رہ بہ مقصدی نبری
(حافظ)

حافظ کی غزل کے بعض اشعار:

طفیل ہستی عشقند آدمی و پری
ارادتی بنما تا سعادتی ببری

بکوش خواجه و از عشق بی نصیب مباش
که بنده را نخرد کس به عیب بی نہری

می صبوح و شکرخواب صبحدم تا چند
به عذر نیم شبی کوش و گریه سحری

تو خود چه لعبتی ای شہسوار شیرین کار
که در برابر چشمی و غایب از نظری

طریق عشق طریقی عجب خطرناک است
نعوذ باللّٰہ اگر رہ به مقصدی نبری

به یمن ہمت حافظ امید ہست که باز
اری اسامر لیلای لیلة القمر

(حافظ)

سعدی، غزلِ عاشقانہ کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ اس کا ثبوت ہم سعدی کے اشعار سے پیش کریں گے، اور ساتھ ہی یہ بھی ان کے بنیادی خیالات اور یجنل ہیں ان میں کوئی بھی ملاوٹ اور کھوٹ یا نقص نہیں بلکہ سعدی بنفس نفیس ان کے خالق ہیں اور ان میں کسی کا اشتراک نہیں۔ مرزا غالب کا نیچے دیا گیا شعر مشہور ہے اور حافظ کا بھی لیکن بنیادی خیال حافظ نے سعدی سے اخذ کیا اور غالب نے سعدی سے، غالب کا شعر سعدی کے شعر کے قریب ہے نہ کہ حافظ کا۔ تینوں اشعار کو دیکھیں اور یہ بھی سوچیں کہ سعدی کا شعر کیوں اور کیسے لاجواب ہے؟

دی زمانی بر سعدی به تکلف بنشست
قتنه بنشست چو بر خاست قیامت بر خاست
(سعدی)

ترجمہ: کل تم پل بھر، میرے پاس کیا بیٹھے کہ فتنہ بیٹھ گیا جب تم اٹھ گئے تو تمہارے جانے سے قیامت برپا ہوگئی۔

غالب نے یہ خیال یوں پیش کیا ہے۔

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقت سفر یاد آیا
(غالب)

مست بگذشتی و از خلوتیانِ ملکوت
به تماشای تو آشوب قیامت بر خاست
(حافظ)

ترجمہ: تم مستی میں ملکوت کے خلوت نشینوں کے سامنے سے کیا گذرے کہ تمہارا جلوہ دیکھ کر ان کے دلوں پر قیامت برپا ہوگئی۔

سعدی کے تغزل کی بہترین مثالیں:

لعلست یا لبانت قند ست یا دہانت
تا در برت نگیرم نیکم یقین نباشد (سعدی)

ترجمہ: تمہارے ہونٹ لعل ہیں، تمہارا دہن شکر پارہ ہے؟ جب تک تم سے بغل گیر نہ ہو جاؤں مجھے یقین نہیں آسکتا۔

سعدی کا یہ شعر لاجواب ہے یہاں ایک نکتہ ہے تا در برت نگیرم کہا ہے یعنی جب تک تمہیں

آ ہنی بغل میں نہیں لیتا حتمی فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔

سعدی نے کچھ کہا اور باقی قاری کی سوجھ بوجھ پر چھوڑ دیا وہ خود ہی سمجھ آجاتا ہے۔ایسی ہی ایک اور مثال:

صورت کنند زیبا بر پرنیان و دیبا
لیکن برابروانش سحر مبین نباشد

(سعدی)

ترجمہ: زیبا اور پرنیاں پر کسی حسینہ کی صورت کاڑھی گئی ہے لیکن اس کے ابروں پر سحر مبین نہیں طلوع ہو رہی ہے۔یعنی معشوق کے ابروؤں میں سحر مبین کا جلوہ ہوتا ہے۔یہ وہ کلام ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔یعنی از دل خیزد بر دل ریزد۔

دگر بہر چہ توگوی مخالفت نہ کنم
کہ بی تو عیش میسر نمی شود ما را

(سعدی)

ترجمہ: اس کے علاوہ تم جو مرضی کہو میرا کوئی عذر نہیں لیکن تمہارے بغیر مجھے چین نہیں آسکتا۔ یہ لہجے کی ملائمت یہ خیال کی رعنائی اور یہ زبان کی خوبصورتی کیا کہنے۔ایک لفظ بھی زائد نہیں کہیں حشو کا شائبہ نہیں ہوتا درازی شب کا واقعہ سعدی نے یوں بیان کیا ہے۔

سعدیا نو بتی امشب دہل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را

(سعدی)

ترجمہ: سعدی آج منادیا نوبتی نقارا پیٹنا بھول گیا ہے یس یا پھر تنہائی کی رات لمبی ہوگئی ہے اور صبح نہیں ہو رہی ہے۔

سعدی نے کتنا خوبصورت جواز مہیا کر دیا ہے اور کس چابکدستی سے۔

ہزار جہد کردم کہ گرد عشق نگردم

ہمی برابرم آمد خیال روی تو ہردم

(سعدی)

ترجمہ: میں نے ہزار بار چاہا تھا کہ عشق کے چکر میں پڑوں اور تجھے بھلا دوں لیکن تمہارا چہرہ لگا تار میری انکھوں کے آگے پھرتا ہے۔

یہاں کہنا بیجا نہ ہوگا کہ حافظ نے بادہ وساقی، ابرو رخسار، جام وصراحی، نخچیر وغیرہ اصطلاحیں سعدی سے ہی اخذ کیں اور انہیں چار چاند لگائے۔ سعدی کی غزل دیکھیں:

آن کیست کہ می رود بہ نخجیر

پای دل دوستان بہ زنجیر

(سعدی)

ترجمہ: وہ کون ہے جو شکار کو سواری کے ساتھ باندھے ہوئے جا رہا ہے شکار یعنی دوستوں کے پای دل بہ زنجیر ہیں۔

ہمشیرہ جادوان بابل ہمسایہ لعبتان کشمیر

ترجمہ: بابل کے جادوگروں کی ہمشیرہ ہے اور کشمیر کے حسینوں کی پڑوسن۔

سعدی معشوق کو نئے نئے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں بیشمار مثالیں مل جاتی ہیں۔ معشوق کو بہشت بھی کہا ہے:

این است بہشت اگر شنیدی

کز دیدن آن جوان شود پیر

ترجمہ: یہ ہی جنت ہے جس کے بارہ میں سنتے ہیں جس کے دیکھنے سے بوڑھا بھی جوان ہو جاتا ہے۔

از عشق کمان دست و بازوش

افتادہ خبر ندارد از تیر

سعدی کے شعر کا پرتو مرزا غالب کے یہاں مل جاتا ہے۔ بقول غالب:

نظر لگے نہ کہیں اس کے دست و بازو کو
یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں
(غالب)

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے بھی ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
(غالب)

ای سخت جفای سست پیوند
رفتی و چنین برفت تقدیر
(سعدی)

ترجمہ: اے جفا گر، عہد توڑنے والے خوبصورت معشوق تو کیا مجھے چھوڑ گیا کہ خوب تقریر بھی تیرے ساتھ چلی گئی۔

سعدی کا ایک اور لازوال شعر دیکھیں:

دیده را فائده آنست که دلبر بیند
ور نبیند چه بود فایده بینائی را
(سعدی)

سعدی کہتے ہیں کہ آنکھ کی بینائی کا ایک ہی مقصد ہے وہ یہ کہ اس سے معشوق کو دیکھا جائے، یہ غزل کا بنیادی خیال ہے حافظ نے اپنے اسٹائل سے مزید وسعت دے کر پیش کیا ہے۔

مرادِ دل ز تماشای باغِ عالم چیست
به دست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
(حافظ)

یہاں دنیا کے تماشا دیکھنے سے مراد یہ ہے پتلیاں تمہارے چہرے سے پھول چنیں۔یعنی معشوق کا چہرہ باغ کا استعارہ ہے اور نظر گل چین کا استعارہ ہے۔علی دشتی اور محترمہ آزرمیدخت صفوی نے اپنی اپنی کتابوں میں سعدی اور حافظ کے بعض اشعار کا تقابلی مطالعہ کیا ہے یہاں تفصیل میں نہ جاتے ہوئے چند مثالوں ہر اکتفا کرتا ہوں۔ بیشک حافظ بھی سعدی کو غزل کا استاد تسلیم کرتے تھے۔

استاد سخن سعدیست پیش همه کس اما
دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو
(حافظ)

بیشک حافظ نے سعدی کی ہی بنیادوں پر غزل کا محل استوار کیا ہے۔حافظ کا میلانِ طبع ،طرز خواجو کی طرف بھی تھا۔بقول سعدی:

آتشکده است باطن سعدی ز سوز عشق
سوزی که در دل است در اشعار بنگرید
(سعدی)

ترجمہ:سعدی کا باطن سوز عشق سے آتشکدہ بن چکا ہے اس کا سوز وگرمی اشعار میں نمایاں ہے۔

سخن اندر دهان دوست گوهر
ولیکن گفته حافظ ازاں بهتر
(حافظ)

ترجمہ:معشوق کے منہ سے نکلی بات موتی جیسی ہے لیکن حافظ کا کہا ہوا اس سے بھی بہتر ہے۔

دلم از تو چون برنجد که به وهم در نگنجد
که جواب تلخ گوی تو بدین شکرد هانی
(سعدی)

ترجمہ: تم سے دل کو اتنا رنج پہنچایا ہے کہ جس کے بارہ میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا تم نے میٹھے ہونٹوں اور شکر صفت منہ سے کڑوا جواب دیا، یعنی گالی دی۔

حافظ نے اسی خیال کو یوں پیش کر دیا۔

بدم گفتی و خرسندم عفا کا اللّٰہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا
(حافظ)

سعدی کی ایک غزل کے اشعار :

این ہمہ سختی و نامرادی سعدی
چون تو پسندی سعادت است و سلامت
(سعدی)

ترجمہ: ہمارے ساتھ جور و جفا اور نامرادی اگر تجھے پسند ہے تو یہ ہمارے لئے سلامتی اور سعادتمندی ہے۔

سعادت است وسلامت ردیف میں الفاظ کا حسن استعمال دیکھیں۔ آہنگ کس قدر ملائم ہے۔

دشنام کرم کردی و گفتی و شنیدم
خرم تن سعدی کہ برآمد بہ بزبانت
(سعدی)

ترجمہ: تم نے گالیاں کیا دی کرم کیا۔ یہی خیال غالب نے یوں پیش کیا ہے غالب نے رقیب کا ذکر کیا ہے لیکن سعدی نے تو خود ہی لطف اٹھایا۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا
(غالب)

ایــن کــه تــوداری قیامتســت نــه قامــت

ویــن نــه تبســم کــه معجــزاســت وکرامــت

(ســعدی)

ترجمہ:تمہاری قامت قامت نہیں بلکہ فتنہ قیامت ہےتمہاری مسکراہٹ معجزہ ہےاور کرامت

هــرکس کــه ملامــت کنــد از عشــق تــومــارا

معــذور بــدارنــد چــو بیننــد عیانــت

(ســعدی)

ترجمہ:معشوق کی جولوگ ملامت کررہے ہیں اگراس کووہ روبروہوکردیکھ لیتےتوہرگزایسانہ کرتے۔
ہمیں یادرکھناچاہئے کہ غزل کابنیادی خیال سعدی کی دین ہے۔

حیف ست چذین روی نگارین که بپو شی

سودی به مساکین ر سدآ خر چه زیا نت

(ســعدی)

ترجمہ:تم اتنے خوبصورت چہرے کوچھپاتے کیوں ہوکسی نادارکواگرکچھ حظ یاصدقہ مل جائےتو تمہاراکچھ نقصان نہیں ہوگا۔

بــازآی کــه دردیــده بمانــدســت خیالــت

بنشــین کــه بــه خــاطربگرفتســت نشــانت

(ســعدی)

ترجمہ:تولوٹ کرآبھی جاتاکہ آنکھ تیرانقش محفوظ کرلےتوہمارے پاس تھوڑی بیٹھ بھی تاکہ دل میں تیرانشان قرارپکڑجائے۔

جس طرح ریشم کے کپڑے میں سونے کی تارسے کڑھائی کی گئی ہوٹھیک اسی طرح یہ نازک خیالیاں سعدی نے جابجااپنے کلام میں سمودی ہیں۔

مرا بدست تو خوشتر ہلاک جان گرامی

ہزار بارہ کہ رفتن بدیگری حماییت

(سعدی)

ترجمہ: کسی اور کو دیکھوں یا اس کی حمایت کروں اس سے بہتر ہے کہ ہزار بار تمہارے لئے جان دے دوں۔

ہم یہاں سعدی کا شعر ہی سعدی پر منطبق کرتے ہیں۔

آفرین خدای بر پدری

کہ تو پروردو مادری کہ توزاد

(سعدی)

○○

شیخ سعدی کے
حکیمانہ اشعار اور سنہرے اقوال

شیخ اپنی خداداد ذہانت کے باعث اپنا ثانی نہیں رکھتے ان کی ہر تحریر چاہے وہ نظم ہو یا نثر، در آبدار جیسی معلوم ہوتی ہے۔

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے:

''سعدی کی لطافت کلام اور بذلہ سنجی روما کے مشہور شاعر ہوریس کے انداز کلام سے بہت ملتی ہے انگلستان کے کے بعض مصنف شیخ کو مشرقی شیکسپیئر لکھتے ہیں۔''

جس طرح شیکسپیئر کے اقوال انگریزی میں ضرب المثال ہیں ویسے ہی سعدی کے اقوال اور اشعار بھی ضرب المثال بن چکے ہیں میرے خیال میں سعدی کی بوستان دنیا کی عظیم اور لافانی نظموں میں شمار کی جانی چاہیئے اور گلستان دانائی اور فراست پر لکھی گئی اخلاقیات کی منظوم بائبل ہے۔ شیخ سعدی کے بہت سے دور پارے تو سرحد اعجاز کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بالخصوص غزل عاشقانہ میں سعدی کا بھی کوئی جواب نہیں۔ شیخ کے سینکڑوں اشعار لوگوں کے دلوں اور زبانوں پر

جاری ہیں۔کل ملا کر شیخ سعدی ہر میدان کا شاہ سوار ہے اور وہ برق و باد ہو کر گزر رہا ہے زمانہ گزرنے کے بعد بھی اسکے کلامی ملائمت شیرینی ذکاوت فصاحت و بلاغت میں رتی بھر فرق نہیں آیا آج بھی سعدی کی زبان کا سکہ رائج ہے دنیا بھر کے جامعات میں شامل نصاب ہے۔

افغانستان، بلادِ ہندو پاک کے علما کے علاوہ برطانیہ کے مستشرقین کی ایک جماعت کے نزدیک شیخ سعدی دنیا کے چند عظیم شعرا کی صف میں آتے ہیں۔شیخ مذہبی و مسلکی دلدل میں نہیں پھنسے بعض علما نے انہیں شیعہ بی تبرّا اور سنّی بی تعصب کہا۔بہرحال معاصرت اور معتقدات لوگوں کے حالات پر پردے ڈال رکھتی مگر وقت گزر جانے کے بعد یہ پردے اٹھ جاتے ہیں اور ان کے اصلی مقامات کا تعین ہو جاتا ہے۔ہر عہد کے دیدہ وروں نے شیخ کی علمی لیاقت کو سراہا اور اس سے استفادہ کیا ہے۔بقول شیخ سعدی :

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین بشکست

قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

ترجمہ: اگر پتھر سنہری پیالے کو توڑے تو اسکی قیمت نہیں بڑھتی اور نہ ہی سونے کی قیمت کم ہوگی۔

شیخ اجل کی گلستان اور بوستان دنیائے ادب میں مقبول ہیں۔صنف نظم میں نظامی کی سکندر نامہ اور جامی کی خارستان کا نام بھی لوگوں کو یاد نہیں رہا لیکن سعدی کی گلستان و بوستان کا ڈنکا آج بھی چار دانگ عالم میں ویسے کا ویسا ہی بج رہا ہے۔شیخ کی بعض نثر پاروں اور منظومات کی داد نہ دینا ناانصافی ہے۔اگر اس قسم کے کسی مذہبی متشدد و نام نہاد ادیب کا منہ کھلا ہو اور اس کے عقل کی آنکھیں بند، تو اسے معذور سمجھنا چاہئے اور اس کے ملایانہ اعتراضات بے بنیاد سمجھے جانے چاہیں۔ویسے بھی شیخ نے کوئی فقہ کی کتاب تو لکھی ہی نہیں اور نہ ہی انہوں نے خود کو فرشتہ کہا ہے بلکہ شیخ نہایت روشن دماغ ادیب تھے اور بالغ النظر دانشور۔کہیں رسمیات و محظورات (Taboos) سے پاؤں باہر بھی نکالا ہے جو ادب میں روا ہے۔بڑے ادیب اور شعرا کو علاقائی معتقدات اور علاقائی اخلاقیات کے دائرہ میں رکھ کر سمجھنا ان کے ساتھ ناانصافی ہے۔بقول شیخ سعدی:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ: اگر بیمار اور خراب آنکھ والا شخص تو زروشن میں پھوٹتی ہوئی کرنیں نہیں دیکھ سکتا تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟

شیخ بیک وقت صوفی فلسفی عالم اور شاعر ہوئے ہیں۔ شیخ سعدی اور امیر خسرو ہم عصر ہیں کہتے کہ قاآن محمد سلطان ناظم ملتان (خان شہید) نے امیر خسرو کا کلام شیخ سعدی کے پاس بھیجا، سعدی نے لکھا کہ ان کے جوہرِ قابل کی تربیت اور قدر افزائی کرنی چاہیے۔ فارس کے مشہور اور قادرالکلام شاعر قاآنی شیرازی کو جب گلستان کا جواب لکھنے لئے کہا گیا تو اس نے معذرت کی۔

گلستان کی بعض عبارتوں پر مثلاً دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ نگیز، یہاں دورغ سے مراد ایسا جھوٹ جس میں نیت راست ہو لیکن بظاہر عمل غیر راست ہو۔ یہ حکیمانہ قول ہے:

زن بیوہ مکن اگر چہ حور است وغیرہ کو بعض ناقدین نے ہدف تنقید بنایا جو کہ درست نہیں شیخ نے یہ باتیں یا پھر غزلیات کا سلسلہ یا بازاری زبان عوام کی گفتگو محض طبع تفنن کے لئے استعمال کی ہے۔ ایسی ہی ایک مثال:

در آستانۂ سیمین بمیخ زر بزنند

گمان مبرکہ یہودی شریف خواہد بود

یہودی کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو شریف نہیں ہوسکتا۔ یہ خیال بھی ادبی طنز و مزاح کے دائرہ میں آتا ہے۔

شیخ سعدی کی شاعری میں اور اس روکا ذکر بہت ہوا بعض حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ چشم یا عین سے مراد ذات ہے اور ابرو سے حاجب یعنی صفات۔ شیخ کا انداز بیاں بالکل سیدھا اور سپاٹ ہونے کے بجائے کہیں کہیں قدرے مبہم منقلب و مورب بھی واقع ہوا ہے لیکن یہ کوئی نقص نہیں بلکہ ان کے اسٹائل کا کمال ہے۔ مخصوص انداز بیان اور اس کی بعض مثالیں۔

ایک عام بات ہے کھلی حقیقت کہ دنیا ہر جاندار پیٹ کے لئے محنت کرتا ہے اور دُکھ درد برداشت

کرتا ہے لیکن شیخ اجل نے اس مضمون کو نہایت کمال انداز اور خوش اسلوبی سے بیان کر دیا ہے۔

مثال ۱۔

”اگر جور شکم نبودی، ہیچ مرغ در دام نیفتادی
بلکہ صیاد خود دام ننہادی“

ترجمہ: اگر شکم کا جور اٹھانا مطلوب نہیں ہوتا تو کوئی بھی پرندہ جال میں نہیں پھنستا بلکہ شکاری جال ہی نہ رکھتا۔

مثال ۲۔

رشوت سے حاکم، قاضی، کوتوال، وزیر پر کسی کا ضمیر بگڑ جاتا ہے اور وہ اپنے فرض کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ ان کا کردار اور عفت خراب ہو جاتی ہے۔ شیخ نے اسی مضمون کو استعاراتی انداز میں پیش کر دیا۔

ہمہ کس را دندان بترشی کند گردد
مگر قاضیاں را بشیرینی

یعنی سب کے دانت ترش چیز سے کند ہوتے ہیں لیکن قاضیوں کے شیرینی سے۔

یہاں دانت کند ہونا، رشوت خور حاکم کے ڈھیمے پڑنے اور فرائض منصبی کو پورا نہ کرنے کا استعارہ ہے۔

مثال ۳۔

دو دشمن ایک دوسرے کے آمنے سامنے کیسے محسوس کرتے، شیخ سعدی نے اس کیفیت کو یوں پیش کیا ہے۔

میان دو کس دشمنی بود و جنگ
سر از کبر بر یک دگر چون پلنگ
ز دیدار ہم تا بحدی رمان
کہ ہر دو تنگ آمدی آسمان

جب دو انسانوں کا مزاج نہیں ملتا تو وہ ایک دوسرے پر شیر کی طرح گھورتے ہیں آمنے سامنے ہوتے وقت آسمان اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوتا ہے۔ پتھر اگر سنہری پیالے کو توڑ بھی دے تو اس کی قیمت نہیں بڑھ سکتی ہے اور نہ ہی سونے کی قیمت کم ہوگی۔

شیخ نے اپنی ہر تحریر میں خون جگر کی چاشنی اور حلاوت کو اس طرح ملا دیا ہے کہ برسوں گزر جانے بعد بھی ان کے نثر پارے اور اشعار ویسے کے ویسے ہی آبدار اور تر تازہ ہیں۔ ان کی معنی آفرینی اور تاثیر میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی۔

شیخ کے سینکڑوں حکیمانہ اشعار، مصرعے اور جملے ضرب المثل ہیں۔ شیخ کے اقوال جو کہ ضرب المثل ہیں اور فکر و دانش کے انمول موتی ہیں حد یہ ہے کہ کبھی کبھی شیخ نے ایک شعر میں پورا واقعہ بیان کر دیا ہے یا کوئی بڑا تجربہ بیان کر دیا ہے۔

مثال ۴۔

چو دست از ہمہ حیلتی در گسست
حلالست بردن بشمشیر دست

ترجمہ: جب کوئی تدبیر باقی نہ رہے تو پھر تلوار ہاتھ میں لینا روا ہے۔

گرو گوبند سنگھ صاحب نے اس شعر کو اپنا منشور قرار دیا تھا۔

مثال ۵ ۔

گربہ مسکین گر پر داشتی
تخم گنجشک از جہان برداشتی

ترجمہ: اگر بلی کے پر ہوتے تو چڑیوں کی نسل ختم ہو جاتی۔

مثال ٦ ۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بذندان لعنت گرفتار کرد

ترجمہ: تکبر نے ابلیس کو خوار کیا اور لعنت میں گرفتار کیا۔ ساتھی کے کمال نے مجھ پر اثر کیا۔

مثال ۷-

کمـــال ہـــم نشـــین در مـــن اثـــر کـــرد

وگرنـــــه مـــــن ہمـــــان خـــــاکم

ترجمہ: ساتھی کے کمال نے مجھ پر اثر کیا ورنہ میں تو محض خاک ہوں

مثال ۸-

ســـرگـــرگ بایـــد ہم اول بریـــد

نـــه چـــون گوســـفندان مـــردم دریـــد

ترجمہ: بھیڑیے کا سر پہلے ہی کچل دینا چاہئے نہ کہ بھیڑیں مارنے کے بعد۔

مثال ۹-

عاقبـــت گـــرگ زاده گـــرگ اســـت

گـــرچـــه بـــا آدمـــی بـــزرگ اســـت

ترجمہ: کیوں نہ وہ آدمی کے ساتھ ہی پلا بڑھا ہو، بھیڑیے کا بچہ آخر کار بھیڑیا ہوتا ہے۔

مثال ۱۰-

چـــون گـــرگ خبیـــث آمـــد انـــدر کمنـــد

بکـــش ورنـــه دل بـــرکـــن از گوســـفند

ترجمہ: جب بھیڑیا جال میں پھنسے تو اس کو مار دے ورنہ بھیڑ سے ہی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

مثال ۱۱-

فـــراوان ســـخن آکنـــده گـــوش

نصـــیحت نگـــیرد مگـــر در خمـــوش

ترجمہ: زیادہ بولنے والا کان کا بہرہ ہوتا ہے نصیحت خاموش طبع پر ہی اثر کرتی ہے۔

مثال ۱۲-

کلیــــدِ درِ دوزخ اســـت آن نمـــاز
کـــه در روی مـــردم گـــذاری دراز

ترجمہ: جو نماز دکھاوے کے لئے لمبی کی جائے وہ دوزخ کی چابی ہے۔

مثال ۱۳-

جامـــه دیبـــا و صـــورت زیبـــا
ایـــن همـــه زینـــت زنـــان باشـــد

ترجمہ: قیمتی اور ریشمی لباس اور آرائش عورتوں کو زیب دیتی ہے نہ کہ مردوں کو۔

مثال ۱۴-

فـــرو گفـــت ازیـــن شـیوه نادیـــده گـــوی
نبینـــد هر دیـــدۂ عیـــب جـــوی

ترجمہ: یعنی عیب ڈھونڈنے والی آنکھ، کبھی ہنر نہیں پا سکتی۔

ان کی حریم ناز کہاں اور ہم کہاں
نقش و نگاہ پردۂ در دیکھتے رہے

(جگر مـــرادآبادی)

زبـان بریـده بـه کُنجـی نشـته صـم بکـم
به از کسی که بنا شدز بانش اندر حکم

ترجمہ: جس شخص کی زبان اس کے کنٹرول میں نہ ہو اس سے کٹی ہوئی زبان والا گوشہ نشین بہتر ہے۔

تـــرحم بـــر پلنـــگ تـــیز دنـــدان
ســـتمگاری بـــود بـــر گوســـفندان

ترجمہ: تیز دانتوں والے چیتوں پر رحم کرنا بھیڑوں پر ظلم ہے۔

بـــا بـــدان یـــار گشـــت ہمســـر لـــوط
خانـــــدان نبـــــوتش گـــــم شـــــد

ترجمہ: بُرے لوگوں کے ساتھ لوط کا بیٹا کیا بیٹھا کہ خاندان نبوت کا نام ہی مٹا دیا۔

عاقبـــت گـــرگ زادہ کـــرگ شـــود
گرچـــہ بـــا آدمـــی بـــزرگ شـــود

ترجمہ: بھیڑیے کا بچہ آخر بھیڑیا ہوتا ہے۔

ابـــر اگـــر آب زنـــدگی بـــارد
ہـــرگز از شـــاخ بیـــد بـــرنخـــوری

ترجمہ: اگر بید کے پیڑ پر آب حیات بھی برستا ہے تو بھی پھل نہیں لگنے والا۔

تـو پـاک بـاش بـرادر مـدار ازکس بـاک
زننـد جامـۂ ناپـاک گـاذران بـر سـنگ

ترجمہ: دھوبی ناپاک کپڑے کی پتھر پر پٹائی کرتا ہے تو اپنے اپ کو بدی کی آمیزش سے بچائے رکھ۔

کوتـہ نظـران را نبـود جـز غـم خـویش
صـاحب نظـران را غـم بیگانـہ و خـویش

ترجمہ: کوتاہ نظر لوگوں کو اپنی ذات کی فکر ہوتی ہے، جب کہ صاحب نظر لوگ دوسروں کے بارہ میں بھی سوچتے ہیں۔

سـلطان چـو بمـنزل گـدایان آیـد
گـر بـر سـر بوریـا نشـیند شـاید

ترجمہ: بادشاہ جب فقیروں کے گھر آتا ہے تو اس کو بوریا نشین ہونا پڑتا ہے۔

نہـالی کـہ سـی سـال گـردد درخـت
ز بیخـش بـر آرد یکـی بـاد سـخت

ترجمہ: جو پیڑ تیس سال میں بڑا ہوتا ہے آندھی کا جھونکا اسے گرا دیتا ہے۔

کلید در دوزخ است آن نماز

کہ در روی مردم گذاری دراز

ترجمہ: جو نماز دکھاوے کے لئے لمبی کی جائے وہ دوزخ کی چابی ہے۔

تشنگان را نماید اندر خواب

ہمہ عالم بچشم چشمہ خواب

ترجمہ: پیاسوں کو خواب میں ساری دنیا چشمہ دکھائی دیتی ہے۔

دیدۂ اہل طمع دنیا بہ نعمت دنیا

پر نشود ہمچنان کہ چاہ بہ شبنم

ترجمہ: جس طرح شبنم سے کنواں نہیں بھرتا اسی طرح اہل طمع کی آنکھ بھی دنیاوی نعمت سے نہیں بھرتی۔

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدی

چو خر مہرہ بازار ازو پر شدی

ترجمہ: اگر ہر اولہ موتی بن جائے تو موتیوں اور کوڑیوں میں کچھ فرق نہیں رہتا۔

تمتع ز ہر گوشہ یافتم

زہر خرمنی خوشہ یافتم

ترجمہ: کونے اور کھدرے سے فائدہ اٹھایا اور ہر خرمن سے خوشہ چینی کی۔

فرشتہ خوی شود آدمی بہ کم خوردن

وگر خورد چو بہایم بیوفتد چو جماد

ترجمہ: کم کھانے سے آدمی فرشتہ صفت ہو جاتا ہے اور زیادہ کھانے سے جمادات یعنی پتھر۔

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گر چہ بسے گزشت کہ نوشیروان نماند

ترجمہ: اگرچہ شیطان مرگیا ہے لیکن نیک نامی سے وہ زندہ ہے۔

ببخشندگی کوش کآب روان
بسیلش مدد میرسد ز آسمان

(سعدی)

ترجمہ: ندی کا پانی بخشش سے کم نہیں ہوتا بلکہ آسمان بادلوں سے اس کی امداد کرتا ہے۔

رکاؤ خوب نہیں طبع کی روانی میں
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

(ذوق)

چرا دامن آلودرا حدزنم
چو در خود شناسم کہ تر دامنم

ترجمہ: کسی گنہگار پر حد یا تحدید کیسے لگاؤں کیونکہ میں خود تر دامن ہوں۔

اگر مشک خالص نداری مگوی
ورت ہست خود فاش گردد ببوی

ترجمہ: اگر تمہارے پاس مشک خالص نہیں تو جھوٹی مت کہو کہ یہ مشک خالص ہے کیونکہ اس کی خوشبو خود بخود راز فاش کردے گی۔تمہارے

سعدی کے مشہور اقوال:

پرتوِ نیکان نگیرد، ہر کہ بذیادش بدا ست

بداصل انسان پر نیکوں کا سایہ نہیں پڑتا۔

ترجمہ: پراگندہ روزی پراگندہ دل حرام روزی سے دل پریشاں ہوتا ہے۔

مور ہمان بہ کہ نباشد پرش

ترجمہ: چیونٹی کے پر نہ ہوں تو یہی بہتر ہے ۔

دشمن چہ کند چون مہربان باشد دوست

ترجمہ: دشمن کیا بگاڑے گا جب دوست مہربان ہو۔

عطای او را بہ لقای او بخشیدم

ترجمہ: اس کی بخشش اس کے دیدار پر نچھاور کردی۔

مشک آنست کہ خود بخود ببوید

نہ کہ عطار بگوید

ترجمہ: عطر وہ ہے کہ جو خود بخود خوشبو دے نہ عطار کو بتانا پڑے۔

جور استاد بہ از مہر پدر

ترجمہ: استاد کی مار پیٹ باپ کے لاڈ پیار سے بہتر ہوتی ہے۔

خاک شو پیش از ان کہ خاک شوی

ترجمہ: خاک میں ملنے سے پہلے خاک ہو جا یعنی عاجزی اختیار کرو۔

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد

بی گمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

ترجمہ: جو تیرے آگے دوسروں کا عیب بیان کرتا ہے وہ تیرا عیب دوسرے لوگوں کے آگے ضرور بیان کرے گا۔

○○

سعدی کی قطعہ نگاری

شیخ سعدی جنہیں فارس میں سعدی جان اور سعدی بزرگ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بے شک غزل، نظم، قطعہ اور نثر، الغرض ہر صنف کے استاد ہیں۔ اخلاقی شاعری اور غزل عاشقانہ میں درجہ امتیاز ہی نہیں رکھتے ہیں بلکہ مربی و استاد کل کی حیثیت مسلم ہے۔ ستم ظریفی ہے کہ بعض لوگوں نے سعدی کو محض اخلاقیات تک ہی محدود سمجھا اور پڑھا۔ بنیادی طور پر غزل عاشقانہ کے سب سے بڑے استاد ہیں۔

در شعر سہ کس پیرانند
ہر چند کہ لا نبی بعدی
اوصاف و قصیدہ و غزل را
فردوسی و انوری و سعدی
(جامی)

ان کا یہ شعر:

بنی آدم اعضای یک پیکرند
کہ در آفرینش زیک گوہرند
(سعدی)

تمام انسان ایک دوسرے کے اعضا ہیں کیونکہ انکی تخلیق ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر عالمی اخوت اور مساوات پر کوئی بڑا شعر نہیں ملتا۔ سعدی کا یہ نعتیہ شعر گنبد خضریٰ میں آبِ زر سے لکھا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر سعدی کی سعادت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه و آله

ترجمہ: آپ علیہ السلام نے اپنے کمال کے باعث ہر بلندی زیر قدم کرلی اور پھر اپنے جمال کے ظہور سے ظلمات کو مٹا دیا ان کی ہر روش اور خصلت پسندیدہ ہے ان پر درود و سلام اور ان کی آل پر۔ ظاہر ہے سعدی کے یہاں الفاظ کی جامعیت اور حسن استعمال کا کوئی مقابلہ نہیں۔ سعدی ذکی الحس شاعر تھے حکیم تھے۔

قطعہ نگاری کی صنف کو بھی سعدی نے پایۂ اعتبار تک پہنچایا ہے اس کا اندازہ ان قطعات سے لگایا جاسکتا ہے۔ سعدی علم کے متعلق کہتے ہیں:

قطعہ ۱ -
زمانی بحث علم و درس و تدریس
که باشد نفس انسان را کمالی
زمانی شعر و شطرنج و حکایات
که باشد دفع خاطر را ملالی
خدا یست آنکه ذاتِ بی مثالش
نگردد هرگز از حالی به حالی

ترجمہ: کسی وقت علم و درس و تدریس انسانی نفس یعنی کو بلندی پر لے جاتا ہے۔
کسی وقت یہ رنج اور پریشانی دور کرتا ہے اور سکون و مسرت کا موجب ہوتا ہے۔

فقط خدا کی ذات بے مثال ہے جو ایک ہی حالت میں رہتی ہے یعنی تغیر انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔

قطعہ ۲- گر چہ پیش خردمند خامشی ادب است

بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن

بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

(سعدی)

بقولِ سودا-

زبان پہ لا سخنِ خوب تو نہ رکھ دل میں

کہ اس گوہر کی نہیں قدر جو صدف میں رہا

ضرورت کے وقت نہ بولنا اور بے موقع و محل بولنے سے عقل سلیم تاریک و تیرہ ہو جاتی ہے۔

قطعہ ۳- آن شنیدستی کہ در صحرای غور

بار سالاری بیفتاد از ستور

گفت چشمِ تنگِ دنیادار را

یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

(سعدی)

ترجمہ: تم نے یہ سنا ہوگا کہ غور کے دشت میں ایک بنجارا بیل کی پیٹھ سے گر پڑا (روزی روٹی کے لئے ملکوں ملکوں پھرنے والے بازی گر نے مایوس ہو کر کہا۔)

ترجمہ: دنیادار اور حریص آدمی کی آنکھ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ یہاں غور، گور وغیرہ الفاظ کی نشست و برخاست اور صوتی خوبصورتی کا جواب نہیں۔

سعدی نظم و نثر، ہر صنف میں باکمال تھے۔

قطعہ ۴- رزق ہــر چنــد بیگمــان برســد

شــرط عقــل اســت جســتن از درہــا

گــر چــہ بــی اجــل نخواہــد مــرد

تــو مــرو در دہــان اژدرہــا

(ســعدی)

ترجمہ: رزق اگر چہ بغیر گمان کے ملتا ہے لیکن بشرطیکہ عقل وتدبرس اس کی تلاش کی جائے اگر موت آئے بغیر آدمی نہیں مرتا لیکن تم خود ہی اژدھے کے منہ مت جاؤ۔

یہاں سعدی نے کمال ذہانت سے شاہکار قطعہ کو معنویت سے مالا مال کر دیا ہے۔

قطعہ ۵- چــہ ســود از دزدی آنگــہ توبــہ کــردن

کــہ نتوانــد کمنــد انــداخت بــر کــاخ

بلنــد از میــوہ گــو کوتــاہ کــن دســت

کہ کو تاہ خود ندارد دست بر شاخ

(ســعدی)

ترجمہ: چوری سے اس وقت توبہ کرنے سے کیا فائدہ جب چور کمند ڈالنے کے قابل نہ رہا ہو۔ لمبے آدمی سے کہو کہ میوہ نہ توڑے، ٹھگنے آدمی کا ہاتھ تو خود شاخ تک نہیں پہنچ سکتا یعنی وہ تو خود ہی عاجز ہے۔ بقول سعدی -

درجوانی توبہ کردَن شیوۂ پیغمبری است

وقتِ پیری گرُگ ظالم می شَود پرہیزگار

ترجمہ: جوانی میں توبہ کرنا شیوۂ پیغمبری ہے۔ بڑھاپے میں بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے۔

قطعہ۶- کسیکہ لطف کند با تو خاک پایش باش
وگر خلاف کند در دو چشمش افگن خاک
سخن بلطف و کرم با درست خوی مگو
کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بہ سوہن پاک
(سعدی)

ترجمہ: جب کوئی احسان کرے تو اس کی خاک پا ہو جاؤ اگر برائی کرے تو اس کی آنکھوں میں دھول جھونکو۔ سخت گیر اور بری عادت والے لوگوں سے نرم وملائم بات مت کرو کیونکہ زنگ تو ریتی کی خراش اور رگڑ کے بغیر دور نہیں ہوسکتا۔ بقول اقبالؒ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر بہت کلام نرم ونازک بے اثر

قطعہ۷- قضا دگر نہ شود باہزار نالہ و آہ
بہ شکریا بہ شکایت بر آید از دہنی
فرشتۂ کہ وکیل است بر خزانۂ باد
چہ غم خورد کہ بمیرد چراغی بیوہ زنی
(سعدی)

ترجمہ: قضا نالہ وفریاد سے نہیں ٹلتی، فرشتہ یعنی مؤکل باد کی بلا سے بیوہ کا چراغ بجھتا ہے تو بجھ جائے۔

قطعہ۸- ای بناموس کردہ جامہ سفید
بہ رپندار خلق ونامہ سیاہ
دست کوتاہ باید از دنیا
آستین چہ دراز و چہ کوتاہ

ترجمہ: کالے کرتوت اور اوپر سے لوگوں کے دکھاوے کے لئے سفید جامہ پہننا آدمی کو بے لاگ ہونا چاہئے آستین لمبی ہو یا چھوٹی دست کوتاہ بے لاگ ہونے کا استعارہ ہے۔

مشائخ کی چھوٹی آستین کے بارہ میں حافظ طنزاً کہتے ہیں:

بہ زیر دلق ملمع کمندہا دارند
درازدستیِ این کوتہ آستینان بین
(حافظ)

قطعہ ۹-

یاد آوری کہ وقت زادن تو
ہمہ خندان بدند و تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مردن تو
ہمہ گریان بودند و تو خندان
(سعدی)

ترجمہ: جب تم پیدا ہوئے تھے تو دنیا ہنس رہی تھی اس طرح جیو کہ جب تم مرو تو دنیا رو رہی ہو۔

قطعہ ۱۰-

ہم رقعہ دوختن بہ والزام کنج صبر
کز بھرجا مہ رقعہ بر خواجگان نبشت
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ پایمردی ہمسایہ در بہشت
(سعدی)

ترجمہ: کپڑوں کے لئے امیروں کو رقعے لکھنا وغیرہ پڑوسی کے سہارے جنت میں جانے سے دوزخ میں جلنا بہتر ہے۔

قطعہ کا دوسرا شعر ضرب المثل ہے۔

قطعه ۱۱-

درِ میر و وزیر و سلطان را
بی وسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو بافتند غریب
این گریبان گرفت و آن دامن

(سعدی)

ترجمہ: سلطان اور امیر کے در پر بے وسیلہ نہ جانا چاہئے۔ یہ گریبان اور وہ دامن پکڑتا ہے۔ درویش صفت باش و کلاہ تتری دار انسان کو درویش صفت ہونا چاہئے اور ظاہری لباس کچھ بھی ہو۔

○○

سعدی کے بہترین اشعار مع اردو ترجمہ

نبینی کہ از خاک افتادہ خوار

بروید گل و بشکفد نو بہار

(سعدی)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ خاک میں خوار ہو کر ہی بیج سے پھول کھلتے ہیں اور بہار کا منظر دکھائی دیتا ہے۔

یہی خیال رومی کے یہاں یوں وارد ہوا:

در بہاراں کی شود سرسبز سنگ

خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالہا تو سنگ بودی دلخراش

آزمون را یک زمانی خاک باش

(رومی)

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے
(سید غلام محمد مست کلکتوی)

فروتن بود ہوشمند گزین
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین
(سعدی)

ترجمہ: دانا آدمی عاجزی اختیار کرتا ہے میوے سے لدی شاخ اپنا سر زمین پر رکھ دیتی ہے۔

مراعات دہقان کن از بہر خویش
کہ مزدور خوشدل کند کار بیش
(سعدی)

ترجمہ: کسان کی رعایت اور دھیان رکھنے میں ہم سب کا بھلا ہے کیونکہ یہ خوش دل مزدوری بہت کام کرتا ہے یعنی رزق کماتا ہے۔

غم زیردستان بخور زینہار
بترس از زبردستی روزگار
(سعدی)

ترجمہ: تم زیردستوں اور ماتحت لوگوں کا خیال رکھو اور خدائے روزگار جو کہ زبردست ہے سے ڈرتے رہا کرو۔

بکوشش توان دجلہ را پیش بست
نشاید زبان بداندیش بست
(سعدی)

ترجمہ: کوشش سے دجلہ کو بند کیا جاسکتا ہے لیکن بدمزاج شخص کی زبان کو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
کہ میگویند ملاحان سرودی

اگر باران بکوہستان نبارد
بسالی دجلہ گردد خشک رودی

(سعدی)

ترجمہ: جب آمدنی کم ہو خرچ دیر سے یعنی سوچ کر کرنا چاہیئے میں نے ملاحوں کو گاتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کہستان پر بارش نہ ہو تو دجلہ دریا ایک سال میں سوکھ جاتا ہے۔

نیک سہل است زندہ بیجان کرد
مردہ را باز زندہ نتوان کرد

(سعدی)

ترجمہ: زندہ کو مارنا آسان ہے لیکن مردہ کو زندہ نہیں کیا جاسکتا۔

شرط عقل است صبر تیر انداز
کہ چو رفت از کمان نیاید باز

(سعدی)

ترجمہ: تیرانداز کو عقل سے کام لینا چاہیئے کہ تیر کمان سے نکلنے کے بعد لوٹ نہیں سکتا نیکی کا محل دیکھنا ضروی ہے۔

بگفتا نیکمردی کن نہ چندان
کہ گردد چیرہ گرگ تیز دندان

(سعدی)

ترجمہ: نیکی وہاں مت کرو کہ بھیڑیوں کے دانت اور تیز ہوں۔

سـرہنگ لطیـف خـوی دلـدار
بہـتر ز فقیہـہ مـردم آزار
(سـعدی)

ترجمہ: اچھی اور نیک طبع سپاہی لوگوں کو تکلیف پہنچانے والے فقیہہ سے اچھا ہے۔
سعدی نے ہم جنس مخنثوں کی مذمت کی۔

گـر تـتر بکشـد ایـن مخنـث را
تـتری را دگـر نبایـد کشـت

چنـد باشـد چـو جسـر بغـدادش
آب در زیـر و آدمـی در پشـت
(سـعدی)

ترجمہ: مخنث کو پل سے تشبیہ دی جس کے نیچے سے پانی بہتا ہے اور اس کی پشت پر سے آدمی گذرتے ہیں۔

غـواص گـر اندیشـہ کنـد کـام نہنـگ
ہـرگـز نکنـد دُر گراں مایـہ بچنـگ
(سـعدی)

ترجمہ: غوطے خور مگرمچھ سے نہیں ڈرتا اس لئے ڈبکی مار موتی دریا سے باہر لے آتا ہے۔

اگـر صـد ناپسـند آیـد ز درویـش
رفیقـانش یکـی از صـد ندانـند
(سـعدی)

وگــر یــک بذلــه گویــد پادشــاہی
از اقلیمــی بــه اقلیمــی رســانند
(ســعدی)

ترجمہ: اگر درویش سونے جیسی زیبا بات کرے تو بھی اس کے دوست ایک نہیں سنتے اور اگر بادشاہ ایک بدگوئی کرے تو ملک میں مشہور ہو جاتی ہے۔

چــوب تــر را چنــان کــه خــواہــی پیــچ
نشــود خشــک جــز بــه آتــش راســت
(ســعدی)

ترجمہ: جس کی چھوٹی عمر میں اصلاح نہ ہو سکی ہو بڑا ہو کر اس کی اصلاح ممکن نہیں سوکھی لکڑی نہیں مڑتی تر ہی مڑتی ہے۔ سوکھی لکڑے بڑھاپے کا استعارہ ہے۔

ای بســا اســب تــیز روکــه بمانــد
خــرک لنــگ جــان بمــنزل بــرد
(ســعدی)

ترجمہ: بعض اوقات تیز سواری کا گھوڑا راستے میں رہ جاتا ہے ورلنگڑا گدھا آہستہ اہستہ منزل پر پہنچ جاتا ہے۔

بــر ســایبان حســن عمــل اعتمــاد نیســت
ســعدی مگــر بســایۂ لطــف خــدا رود
(ســعدی)

ترجمہ: حسن عمل کا سایہ بھوسے کے لائق نہیں اس لئے سعدی نے لطف خدا کے سایہ میں چلا گیا۔

اگــر خــدای نباشــد ز بنــده خشــنود
شــفاعت ہمــه پیغــبران نــدارد ســود
(ســعدی)

ترجمہ: اگر خدا کسی سے ناراض ہو تو پیغمبروں کی شفاعت بھی نہیں کام آسکتی۔

کسی را کہ گردد زبان دروغ
چراغ دلش را نہ باشد فروغ

(سعدی)

ترجمہ: جھوٹ سے دلوں کے چراغ فروغ نہیں پاتے بلکہ بجھ جاتے ہیں۔

فروتن بود ہوشمند گزین
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

(سعدی)

ترجمہ: لائق انسان عاجز و منکسر ہوتا ہے۔ میوہ سے لدی شاخ کا سر زمین کی طرف جھکا ہوتا ہے۔

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست
خطای بزرگان گرفتن خطا است

(سعدی)

ترجمہ: بات بات پر بحث کرنا اور بزرگوں پر انگلی اٹھانا غلط بات ہے۔

زمین شورہ سنبل بر نیارد
درو تخم عمل ضایع مگردان

(سعدی)

ترجمہ: شورا زمین میں بیج مت ضائع کر۔ یعنی صلاحیت سے ہی بات بنتی ہے۔

صیاد نہ ہر بار شکاری ببرد
باشد کہ یکی روز پلنگش بدرد

(سعدی)

ترجمہ: شکاری کو ہر روز شکار نہیں ملتا کسی دن شیر کا شکار بھی ہوتا ہے۔

پای ملخ نزد سلیمان بردن
عیب است ولیکن هنر است از موری

(سعدی)

ترجمہ: ٹڈی کی ٹانگ سلیمان کے تحفہ میں دینا ٹھیک نہیں لیکن چیونٹی کے لئے باعث فخر ہے۔

کس نیاموخت علم تیر از من
که مرا عاقبت نشانه نکرد

(سعدی)

ترجمہ: جس کو بھی میں تیراندازی کا فن سکھایا ہے آخر کار اس۔مجھی کو نشانہ بنایا ہے۔

نه محقق بود نه دانشمند
چارپای بر او کتابی چند

(سعدی)

ترجمہ: چند کتابیں لادنے سے گدھا نہ تو دانشمند ہوتا ہے نہ ہی محقق۔

هر کجا چشمه ای بود شیرین
مردم و مرغ و مور گرد آیند

(سعدی)

ترجمہ: جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے وہاں لوگ پرندے اور کیڑے آ ہی جاتے ہیں۔

چو عضوی بدرد آورد روزگار
دگر عضوها را نماند قرار

(سعدی)

ترجمہ: جب ایک عضو کو درد ہو تو پورے بدن کو بخار ہوتا ہے یعنی دوسروں کے درد میں شریک ہونا چاہئے۔

بـدریادر منـافع بـی شـمار اسـت
وگـر خواہـی سـلامت، بـر کنـار

(سعدی)

ترجمہ: سمندر میں غوطہ خوری کے بہت فائدے ہیں اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو کنارے پر ہی اکتفا کر۔

دو ست آن با شد که گیرد دستِ دو ست
در پریشـان حـالی و در درمانـدگی

(سعدی)

ترجمہ: دوست وہ ہے جو پریشانی اور دکھ درد میں دوسروں کی مدد کرے۔

پسـر نـوح بـا بـدان بنشسـت
خانـدان نبـوتش گـم شـد

(سعدی)

ترجمہ: نوح کا بیٹا برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھا اور خاندان نبوت کو گم کر دیا۔

ہـر عیب کـه سـلطان بسـند ہنر اسـت
ہـر کـه آمـد عمـارت نـو سـاخت

(سعدی)

ترجمہ: جس عیب کو بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہوتا ہے۔

ہـر کـه دسـت از جـان بشـوید
ہـر چـه در دل دارد بگویـد

(سعدی)

ترجمہ: جب جان خطرے میں ہو انسان کی لمبی ہوتی ہے۔

خـوی بـد در طبیعـتی کـه نشسـت
نـرود جـز بوقـت مـرگ از دسـت

(سعدی)

ترجمہ: بری عادت مرنے کے بعد ہی چھوٹتی ہے۔

مورچگـــان راچـــو بـــود اتفـــاق
شـــیر ژیـــان را بدرانـنـــد پوســـت

(ســـعدی)

ترجمہ: چینوٹیوں میں جب اتفاق ہو تو شیر کو نوچ کھاتی ہیں۔

گـــر تو قـــرآن بـــدین نمـــط خوانـــی
بـــبری رونـــق مســـلمانی

(ســـعدی)

ترجمہ: اگر تو قران بے ڈھب پڑھے گا تو مسلمانی کی رونق جاتی رہے گی۔

تـــو بجـــای پـــدر چـــه کـــردی خـــیر
تا همـــان چشـــم داری از پســـرت

(ســـعدی)

ترجمہ: تم باپ کے ساتھ جو سلوک کرو گے تمہارا بیٹا بھی ویسا ہی کرے گا۔

چو مخبّط شد اعتدال مزاج
نه عزیمت اثر کند نه علاج

(ســـعدی)

ترجمہ: جب آدمی کے مزاج میں اعتدال نہ ہو تو اس پر علاج بیکار ہو جاتا ہے۔

اســـپ نـــازی دو تـــگ رود بشـــتاب
اشـــتر آہســـته مـــیرود شـــب و روز

(ســـعدی)

ترجمہ: سواری کا تیز رفتار گھوڑا محدود ہی دوڑتا ہے اونٹ آہستہ آہستہ رات دن چلتا رہتا ہے۔

خــــرعیســــی اگــــربمکـــہ رود

چــون بیایــدہنــوزخــــرباشـــد

(ســعدی)

ترجمہ: عیسیٰ کا گدھا اگر مکہ جائے گا تو بھی گدھا ہی رہے گا۔

ہـــــردرخـــــردیش ادب نکنـــــد

دربـــزرگی فـــلاح ازو برخـــااســـت

(ســعدی)

ترجمہ: جس نے بچپن میں ادب نہیں سیکھا بڑا ہو کر فلاح نہیں پا سکتا۔

بــہ بانــگ دہــل خواجــہ بیــدارگشــت

چــہ دانــدشــب پاســبان چــون گذشــت؟

(ســعدی)

ترجمہ: ڈھول کی آواز سے جاگنے والا آقا نہیں جانتا کہ پاسبان کی رات کیسے گذری۔

تــارنــج تحمــل نکــنی گنــج نبیــنی

تــاشــب نــرودصــبح پدیــدارنباشــد

(ســعدی)

ترجمہ: جب تک رنج نہیں برداشت کرتا گنج یعنی دولت نہیں مل سکتی۔ رات کے بعد صبح ہوتی ہے۔

گفــت چشــم تنــگ دنیــادوســت را

یــاقناعــت پــرکنــدیــاخــاک گــور

(ســعدی)

ترجمہ: دنیادار کی آنکھ کو قناعت یا قبر کی مٹی بھر سکتی ہے۔

ہـــر کـــہ نـــان از عمـــل خـــویش خـــورد

مِنّـــت حــــاتم طــــائی نــــبرد

(ســـعدی)

ترجمہ: جو اپنی محنت کی روٹی کھاتا ہے اس کو حاتم طائی کی منت کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگـــر بـــاران بـــہ کوہســـتان نبـــارد

بـــہ ســـالی دجلـــہ گـــردد خشـــک رودی

(ســـعدی)

ترجمہ: اگر پہاڑ پر بارش نہ ہو تو دجلہ ایک سال میں خشک ہو جاتا ہے۔

مخور ہـــول ابلیـــس تـــا جـــان دہـــد

ہـــم آن کـــس کـــہ دنـــدان دہـــد نـــان دہـــد

(ســـعدی)

ترجمہ: ابلیس کے ہول سے نہ ڈر جس نے دانت دیے ہیں وہ روزی بھی دے گا۔

مکـــن خانـــہ بـــر راہ ســـیل ای غـــلام

کـــہ کـــس را نگشـــت ایـــن عمـــارت تمـــام

(ســـعدی)

ترجمہ: سیلاب کی گزرگاہ میں عمارت نہ کھڑی کر کہ یہ عمارت مکمل نہ ہوگی۔

ای دل عشـــاق بـــدام تـــو صـــید

مـــا بتـــو مشـــغول و تـــو بـــا عمـــرو زیـــد

(ســـعدی)

ترجمہ: اے وہ جس کے دام میں عاشقوں کے دل پھنس چکے ہیں۔ ہم تجھے چاہتے ہیں، تو

کسی اور کو۔

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدی

چو خرمہرہ بازار ازو پر شدی

(سعدی)

ترجمہ: اگر اولے موتی ہو جائیں تو کوڑیوں سے بازار بھر جائے۔

خوردن برای زیستن و ذکر کردن است

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

(سعدی)

ترجمہ: زندہ رہنے کے لئے کھانا درکار ہے نہ کھانے کے لئے زندہ رہنا۔

سیکڑوں کوس سے رزق اڑ کے چلا آتا ہے

پر لگا دیتا ہے رزاق مرواتے کو

(ناشناس)

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(سعدی)

ترجمہ: طریقت دراصل تسبیح، جانماز اور گودڑی سے نہیں بلکہ طریقت خدمت خلق کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ای بسا اسب تیز رو کہ بماند

خرک لنگ جان بمنزل برد

(سعدی)

ترجمہ: بعض اوقات تیز سواری کا گھوڑا راستے میں رہ جاتا ہے ور لنگڑا گدھا آہستہ اہستہ منزل

پر پہنچ جاتا ہے۔

برسایبان حسن عمل اعتماد نیست

سعدی مگر بسایۂ لطف خدا رود

(سعدی)

ترجمہ: حسن عمل کا سایہ بھوسے کے لائق نہیں اس لئے سعدی نے لطف خدا کے سایہ میں چلا گیا۔

چراغی کہ بیوہ زنی برفروخت

بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت

(سعدی)

ترجمہ: بیوہ کی آہ کا چراغ جب جلتا ہے تو شہروں کے شہر خاکستر ہو جاتے ہیں۔

پئی علم چوں شمع باید گداخت

کہ بی علم نتوان خدا را شناخت

(سعدی)

ترجمہ: علم کی طلب میں شمع کی طرح پگھلنا چاہئے کیونکہ علم کے بغیر خدا کو معرفت نہیں ہو سکتی۔

برخیز کہ چشمہای مستت

خفتہ است و ہزار فتنہ بیدار

(سعدی)

ترجمہ: اے معشوق جاگ بھی جا کہ تمہاری مست آنکھیں سو رہی ہیں اور ہزار فتنہ جاگتا ہے۔

تو باا ین مردم کو تہ نظر در چاہ کنعانی

بہ مصر آ تا پدید آیند یوسف را خریداران

(سعدی)

ترجمہ: تم اس کوتاہ نظر پتلی کے باعث کنعان کے کنویں میں ہو بہتر ہے کہ مصر کے بازار میں آجاؤ تا کہ وہاں یوسف کے خریدار رونما ہوں۔

دلی که عاشق و صابر بود مگر سنگست
ز عشق تا به صبوری ہزار فرسنگست

(سعدی)

ترجمہ: جس دل میں عشق کے ساتھ صبر ہو وہ پتھر ہے عشق اور صبر کے درمیان ہزار فرسنگ کی دوری ہے۔یعنی عشق میں صبر ہو ہی نہیں سکتا۔

برادران طریقت نصیحتم مکنید
که تو به در رہ عشق آبگینه بر سنگ ست

(سعدی)

ترجمہ: طریقت کے بھائی بندو مجھے نصیحت کرتے ہیں انہیں یہ پتہ نہیں کہ عشق کی راہ میں توبہ کی مثال پتھر پر پڑی کانچ کی صراحی جیسی ہی ہے۔یعنی توبہ کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے۔آبگینہ بر سنگ،توبہ کی رعایت سے استعمال کیا ہے ۔

بر آتش تو نشستیم و دود شوق برآمد
تو ساعتی ننشستی که آتشی بنشانی

(سعدی)

ترجمہ: تمہارے شوق کی آگ میں ہم جلتے ہیں اور دھواں نکلتا ہے اگر تم ایک پل کے لئے آجاتے تو یہ آگ بجھ جاتی۔

در سرم بود که ہر گز ندہم دل بخیال
بسرت کز سر من این ہمه پندار برفت

(سعدی)

ترجمہ: میرا خیال تھا کہ میں ہرگز کسی کو دل نہ دوں گا چلو یہ سارا پندار بھی مٹ گیا۔

روی یی نتوان گفت که حسنش به چه ما ند
گو یی که درآن ذیم شب از روزدری بود

(سعدی)

ترجمہ: اس کے چہرے کی خوبصورتی کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ گویا نیم شب میں روشنی کا دروازہ کھلا ہے۔

سعدیا این ہمه فریاد تو بی دردی نیست
آتشی ہست که دود از سر آن بر خیزد

(سعدی)

ترجمہ: سعدی (جس طرح) آگ کے بغیر دھواں نہیں ہوتا۔ (ٹھیک اسی طرح) ہماری یہ آہ وفریاد بغیر درد کے نہیں۔ دھواں آگ کی علت ہے اور فریاد درد کی۔

باز آی کز اشتیاق رویت
بگرفت ز خویشتن ملالم

(سعدی)

ترجمہ: اب لوٹ کر آ جا کہ تیرے شوقِ دیدار میں ملال نے گھیر لیا ہے۔

دیگر از آن جانبم نماز نباشد
گر توا شارت کنی که قبله چذین ا ست

(سعدی)

ترجمہ: اگر تو اشارہ کرے کہ قبلہ اس طرف ہے تو کسی دوسری طرف نماز نہ ہوگی۔

بسیار خلاف وعده کردی
آخر بغلط یکی وفا کن

(سعدی)

ترجمہ:تم نے بہت سے وعدے پورے نہیں کئے کبھی غلطی سے کوئی ایک وعدہ تو پورا کر دیا ہوتا۔

مـــارا تـــو بخـــاطری ہمـــہ روز

یـــک روز تـــو نـــیز یـــاد مـــاکـــن

(سـعدی)

ترجمہ: تم ہر روز یعنی ہر وقت میرے دل میں ہوتے ہو لیکن ایک روز یعنی کبھی ایک بار تو مجھے یاد کر دو کیا بے ساختگی اور سادگی ہے۔

ای خـواب گـرد دیـدۂ سـعدی دگـر مگـرد

باد یدہ جای خواب بود یا خیال دو ست

(سـعدی)

ترجمہ:اے نیند، سعدی کی آنکھ کی طرف مت آنا کیونکہ یہ معشوق کی خوابگاہ ہے یا اس کے خیال کا مقام۔

ہـر شـبم زلـف سـیاہ تـو نماینـد بخـواب

تاچـہ آیـد بمـن از خـواب پریشـان دیـدن

(سـعدی)

ترجمہ: ہر روز تیری زلف سیاہ، خواب میں آتی ہے خواب پریشان کے سوا اور آئے گا بھی کیا؟ زلف کی رعایت سے خواب پریشاں استعمال کیا ہے۔

خیـال روی تـو بیـخ امیـد بنشـاندہ اسـت

بلای عشق توبنیاد صبر برکندہ ا ست

(سـعدی)

ترجمہ: دیدارِ رخ کے خیال نے امید وصل کا بیج بو یا اور تمہارے عشق کی بلا نے صبر کی بنیـاد اکھیڑ ڈالی۔

جماعتی کہ نظر را حرام می گویند
نظر حرام بکردند و خون خلق حلال

(سعدی)

ترجمہ: کچھ لوگ نظر بازی کو حرام کہتے ہیں حالانکہ وہ لوگوں کا خون بہانا حلال سمجھتے ہیں۔

چو پیش خاطرم آید خیال صورت خوبت
ندانمت کہ چہ گویم ز اختلاف معانی

(سعدی)

ترجمہ: جب تم میرے سامنے آتے ہو الفاظ اپنے معنی سے الگ ہو جاتے ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا تیرا وصف کن لفظوں میں بیان کروں۔

عیب سعدی مکن ایخواجہ اگر آدمشی
کآدمی نیست کہ میلش بہ پریرویان نیست

(سعدی)

ترجمہ: سعدی کی غیبت نہ کر اے خواجہ اگر تجھ میں آدمیت ہے کیونکہ سعدی آدمی ہے اور آدمی کی طبع کا میلان تو پری کی جانب ہوتا ہی ہے۔

غالب نے ہو بہو یہی خیال بڑی مہارت اور نفاست سے اردو میں منتقل کر دیا ہے۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

(غالب)

گر بگویم کہ مرا حال پریشانی نیست رنگ
رخسار خبر میدہد از سرّ ضمیر

(سعدی)

ترجمہ: میں کچھ نہ بھی کہوں تو میرے رخسار کا رنگ میری حالت کا گواہ ہے۔حافظ نے رخ زرد کی ترکیب مستعار لی ہے۔

درد پنہان فراقم ز تحمل بگذشت
ورنہ از دل نرسیدی بہ زبان آوازم
(سعدی)

ترجمہ: جدائی کا درد برداشت کی حد سے گزر چکا ہے ورنہ دل سے زبان تک آواز نہیں آتی تھی۔

نہ نشاط بوستانم نہ ہوای دوستانم
برویدای رفیقان بسفر کہ من اسیرم
(سعدی)

انشاء نے یہی خیال اڑا لیا :

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بیزار بیٹھے ہیں
(انشاء)

من بی مایہ کہ باشم کہ خریدار تو باشم
حیف باشد کہ تو یار من و من یار تو باشم
(سعدی)

ترجمہ: مجھ سا نادار شخص اور تیرا خریدار!!! میری اور تیری دوستی افسوس کا مقام ہے۔
غالب نے یہی خیال پیش کیا ہے۔

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا
(غالب)

مصرع ثانی میں مفہوم تو یار من باشی کا ہے لیکن رعایت وزنی کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔

گر متفرق شود خاک من اندر جہان

باد نیارد ربود گرد من از کوی دوست

(سعدی)

ترجمہ: اگر میری خاک دنیا میں بٹ جائے گی تو پھر معشوق کی گلی میں جمع ملے گی۔

ہر غزلم نامہ ایست صورت حالی دراو

نامہ نوشتن چه سود چون نرسد سوی دوست

(سعدی)

ترجمہ: میری ہر غزل ایک نامہ ہے کہ جس میں احوال بیان کیا ہے اگر نامہ دوست تک نہ پہنچے تو اسکے لکھنے کا کیا فائدہ؟

پہلے مصرعہ سے ملتا جلتا شعر:

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ

کہ میں ہوں محرم راز دروں خانہ

(اقبال)

شرط عقل است که مردم بگریزند از تیر

من گر از دست تو باشد مژه بر ہم نزنم

(سعدی)

ترجمہ: عقل کی رسم ہے کہ لوگ تیر سے گریز کرتے ہیں لیکن اگر یہ تمہارے ہاتھ سے ہو تو میں آنکھ بھی نہ جھپکوں۔فروغؔی نے یہی خیال یوں پیش کیا ہے۔

من دل ز ابروی تو نبرم بہ راستی

با تیغ کج اگر سرم از تن جدا کنی

ہزار بار بہ تیغ ار جدا کنی از تن
زشوق تیغ تو از تن بر آورد م سر نو

تا کی این پردہ جان سوز پس پردہ زنم
تا کی این ناوک دلدوز نہان اندازم
(سعدی)

ترجمہ: میں اس جانسوز حجاب کو کہاں تک پس پردہ ڈالوں میں اس دل میں چھپے ہوئے تیر کو کہاں تک چھپائے رکھوں۔

ناوک دلدو تیر نیم کش غالب کا ملتا جلتا خیال:

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
(غالب)

قاضی بہ دو شاہد بدہد فتوی شرع
در مذہبِ عشق شاہدی بس باشد
(سعدی)

ترجمہ: قاضی نے دو گواہوں کی گواہی سے فتویٰ دیا۔ عشق کے مذہب میں ایک ہی گواہ ہوتا ہے۔

ای خوبتر از لیلی بیم است کہ چون مجنون
عشق تو بگرداند در کوہ و بیابانم
(سعدی)

ترجمہ: اے رشک لیلیٰ مجھے ڈر ہے کہ تیرا عشق مجنوں کی طرح مجھ سے کوہ و صحرا کی خاک چھنوائے گا۔

اصل خیال سعدی کا ہے اور شعر فصاحت و بلاغت کا مثالی نمونہ ہے۔ حافظ کو سعدی کا خیال اور ترکیب پسند آئی اور بے دھڑک استعمال کر لی۔

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و گریبان تو دادۂ ما را
(حافظ)

ترجمہ: اے صبا ٹھہر کر اس غزال رعنا یعنی معشوق سے کہہ دے کہ تو نے ہمارا سر کوہ و بیابان کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ صبا بگو والا خیال بھی سعدی سے مستعار ہے۔

گر برانی نرود ور برود باز آید
ناگزیر است مگس دکہ حلوایی را

ترجمہ: جتنا مرضی بھگاؤ وہ لوٹ کر آ جائے گی، حلوائی کی دکان سے مکھی دور نہیں جائے گی۔ اسی سے ملتا جلتا سعدی ہی کا ایک شعر:

شوخ چشمی چو مگس کردم و بردا شت عدو
بہ مگسران ملامت ز کنار شکرم
(سعدی)

دستگاہی نہ کہ تشویش قیامت باشد
مرغ آبیست چہ اندیشہ کند طوفان را
(سعدی)

ترجمہ: اس کی دستگاہ کو قیامت کا بھی کچھ خطر نہیں کیونکہ آبی پرندہ کو سیلاب کی پروا نہیں ہوتی۔

سعدی چو جورش می بری نزدیک او دیگر مرو
ای بی بصر من می روم؟ او می کشد قلاب را
(سعدی)

ترجمہ: لوگ مجھ سے کہتے ہیں اے سعدی تم نے معشوق کا جور و جفا دیکھا ہے تو اب اس کی طرف نہ جا میں کہتا ہوں اے بے بصیرت لوگو معشوق ہی تو کانٹے کو کھینچ رہا ہے۔

سخن ہا دارم از دست تو در دل
ولیکن در حضورت بی زبانم بگوی

(سعدی)

ترجمہ: میں نے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن جب میں تمہارے حضور میں پہنچتا ہوں تو بے زبان ہو جاتا ہوں۔

روی در مسجد دل ساکن خمار چه سود
خرقه بر دوش و میان بسته زنار چه سود

(سعدی)

ترجمہ: منہ مسجد حرم کی طرف ہے اور دل میخانہ میں ہے۔شانوں پر خرقہ ہے لیکن کمر میں تو نے زنار باندھی ہوئی ہے۔

من اول روز دانستم که این عهد
که با من می کنی محکم نباشد

(سعدی)

ترجمہ: مجھے پہلے روز سے یقین تھا کہ تم جو عہد وفا کیا ہے وہ محکم نہیں۔یعنی بودا ہے۔

من ندانستم از اول که تو بی مهر و وفایی
عهد نابستن از آن به که ببندی و نپایی

(سعدی)

ترجمہ: مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ تم بیوفائی کرو گے اس سے بہتر تھا جو عہد پورا نہیں کرنا تھا وہ مجھ سے کیا ہی کس لئے؟

چه شکایت از فراقت که نداشتم ولیکن

تو چو روی باز کردی درِ ماجرا بستی

(سعدی)

ترجمہ: مجھے تمہارے جدائی کی بہت سی شکایت کرنی تھی لیکن تم نے چہرہ کیا کھولا یعنی دکھا دیا کہ تمام ماجرے کا دروازہ یا سلسلہ بند کر دیا۔ یعنی تمہارے دیدار نے شکایت و شکوہ کا سدباب کر دیا۔

دوستان عیب کنندم که چرا دل به تو دادم

باید اول به تو گفتن که چنین خوب چرایی

(سعدی)

ترجمہ: دوست ملامت کرتے ہیں کہ معشوق کو دل کیوں دیا، پہلے تمہیں سے پوچھتے کہ تم اتنے خوبصورت کیوں ہو۔

عشق در دل ماند و یار از دست رفت

دوستان، دستی که کار از دست رفت

(سعدی)

ترجمہ: عشق دل میں جاگزیں ہوا، اور دوست بچھڑ گیا، دوستو میرا بنا بنایا ہوا کام بگڑ گیا۔

فرشته‌ای که وکیل است بر خزاین باد

چه غم خورد که بمیرد چراغ پیرزنی

(سعدی)

ترجمہ: وہ فرشتہ جو ہوا کے سلسلوں کا مؤکل ہے یا مدبر اس کی بلا سے کسی بڑھیا کا چراغ بجھتا ہے تو بجھ جائے۔

یہاں سعدی نے فرشتوں پر چوٹ کی ہے۔ غالب نے اسی خیال کو زوردار اور مزید صفائی سے بلندی پر پہنچایا۔

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا
(غالب)

گفتیم عشق را بہ صبوری دوا کنیم
ہر روز عشق بیشتر و صبر کمتر است
(سعدی)

ترجمہ: ہم نے کہا تھا کہ عشق کا علاج صبر سے کریں گے لیکن ہر روز عشق زیادہ اور صبر کم ہو رہا ہے۔

نہ خلاف عہد کردم کہ حدیث جز تو گفتم
ہمہ بر سر زبانند و تو در میان جانی
(سعدی)

ترجمہ: سبھی لوگوں کا تذکرہ میری زبان کی نوک پر ہے لیکن اے معشوق تم میرے دل میں ہو۔

ای دوست بر جنازہ دشمن چو گذری
شادی مکن کہ با تو ہمیں ماجرا رود
(سعدی)

ترجمہ: دشمن کا جنازہ گذرتے ہوئے دیکھ کر خوشی مت محسوس کرو یہ ماجرا تمہارے ساتھ بھی درپیش آنے والا ہے۔

میاں محمد بخش نے یہی خیال پنجابی میں یوں ادا کیا ہے۔

دشمن مرے خوشی نہ کریئے، سجناں وی مر جاناں
دیگر تے دن گیا محمد، اوڑک نوں ڈُب جاناں
(میاں محمد بخش)

مرا رازیست اندر دل به خون دیده پرورده

ولیکن با که گویم راز چون محرم نمی بینم

(سعدی)

ترجمہ: میرے دل میں ایک راز ہے جسے میں نے لہو کے آنسوؤں سے پالا ہے۔لیکن کس سے کہوں دنیا میں کوئی محرم نہیں ملتا۔

حالی نے یہی خیال یوں پیش کیا ہے۔

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

(حالی)

بابا غلام فرید یوں فرماتے ہیں:

کیا حال سناواں دل دا

کوئی محرم رازنی مل دا

دل گفت وصالش به دعا باز توان یافت

عمریست که عمرم همه در کار دعا رفت

(سعدی)

ترجمہ: دل نے کہا دعا سے وصال ہو جائے گا پھر ساری عمر دعا کرنے میں گذر گئی اور وصال نہ ہوا۔

شاخی که سر بخانه همسایه می برد

تلخی بر آورد مگرش بیخ بر کنی

(سعدی)

ترجمہ: جو شاخ پڑوسی کے آنگن میں سر نکالے اس کا پھل کڑوا ہوتا

ہے لہذا وہ کاٹ دینی چاہئے۔

ہر کسی را نام معشوقی کہ ہست

می برد، معشوق ما را نام نیست

(سعدی)

ترجمہ: ہر کسی کا کوئی نہ کوئی معشوق ہوتا ہے ہمارے معشوق کا کوئی نام ہی نہیں۔تجاہل کیا ہے۔

بہ از روی زیبا ست آواز خوش

کہ آن حظ نفس است و این قوت روح

(سعدی)

ترجمہ: اس کے خوبصورت چہرہ کے علاوہ آواز بھی بہت پیاری ہے کیونکہ چہرہ سے نفس حظ اٹھاتا ہے اور آواز سے روح مسرور ہوتی ہے۔

نہ بر اشتری سوارم، نہ چو خر بہ زیر بارم

نہ خداوند رعیت، نہ غلام شہریارم

(سعدی)

ترجمہ: نہ تو اونٹ پر سوار ہوں نہ تو گدھے کی طرح بوجھ کے نیچے دبا ہوں نہ رعایا کا آقا ہوں اور نہ شہریار کا غلام ہوں۔یعنی میں آزاد بندہ ہوں۔

حسود نیستم اما کسی بہ غیر خودم

غلط کند کہ بِخواہد، رقیبِ من باشد

(سعدی)

ترجمہ: میں اپنے سوا کسی پر رشک نہیں کرتا غلط کیا جب یہ جانا کہ میرا رقیب اپنے سوا کوئی اور بھی ہے۔

غنی کاشمیری نے یہی خیال تغیر کے ساتھ پیش کیا یعنی میں سایہ کو رقیب جانتا ہوں۔

در پوستم نمی گنجم
که در وجود تو گم بشم

دوست گر با ما بسازد دولتی باشد عظیم
ور نسازد می بباید ساختن با خوی دوست
(سعدی)

ترجمہ: معشوق میرے ساتھ ساز باز رکھتا ہے تو ٹھیک ورنہ میں معشوق کے منشا کے مطابق ہی خود کو ڈھالوں گا۔

دل گفت وصالش به دعا باز توان یافت
عمریست که عمرم همه در کار دعا رفت
(سعدی)

ترجمہ: دل نے کہا دعا سے وصال ہو جائے گا پھر ساری عمر دعا کرنے میں گذر گئی یعنی وصال نہ ہوا۔

ز حد گذشت جدایی میان ما ای دوست
بیا بیا که غلام توام بیا ای دوست
(سعدی)

ترجمہ: جدائی کا صدمہ نا قابل برداشت ہو چکا ہے اے معشوق آ بھی جا میں تمہارا غلام ہوں۔

آن را که غمی چون غم من نیست چه داند
کز شوق توام دیده چه شب می گذراند
(سعدی)

ترجمہ: جس شخص کو مجھ سا غم لاحق نہیں وہ کس طرح سمجھ سکتا ہے کہ میں تیری محبت میں کس طرح دن گذارتا ہوں۔

بہ راہ بادیہ رفتن بہ از نشستن باطل
وگر مراد نیابم بہ قدر وسع بکوشم
(سعدی)

ترجمہ: گھر بیٹھے رہنے سے صحرانوردی بہتر ہے اگر مراد نہیں ملتی تو بھی حوصلہ کے مطابق کوشش ہی کرتا ہوں۔

من اول روز دانستم کہ این عہد
کہ با من می کنی محکم نباشد
(سعدی)

ترجمہ: مجھے پہلے روز سے یقین تھا کہ تم جو عہد وفا کیا ہے وہ محکم نہیں ہوگا یعنی بودا نکلے گا۔

گلۂ ما را گِلہ گرگ نیست
این ہمہ بیداد شبان می کند
(سعدی)

ترجمہ: ہمیں بھیڑیے سے کوئی گلہ نہیں یہ سارا قصور تو گڈریے کا ہے۔

ہر کس بہ تماشایی رفتند بہ صحرایی
مارا کہ تو منظوری خاطر نرود جایی
(سعدی)

ترجمہ: سب لوگ میدان کی طرف تفریح کے لئے گئے ہیں اے میرے منظور نظر معشوق میں تیرا کوچہ چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔

مرادردیست اندردل کہ گر گویم زبان سوزد
وگر پنہان کنم ترسم کہ مغزاستخوان سوزد
(سعدی)

ترجمہ: میرے دل میں کچھ ایسا درد ہے اگر میں کہوں تو زبان جل جائے اور گر چپ رہوں تو

ہڈیوں کا گودا خاکستر ہوجائے۔

گنجشک بین کہ صحبت شاہینش آرزوست

بیچارہ در ہلاک تن خویشتن عجول

(سعدی)

ترجمہ: چڑیا شاہین سے ملنے کے لئے بیقرار ہے اور اپنی ہلاکت کے لئے جلدی کر رہی ہے۔

از ہمہ کس رمیدہ ام با تو در آرمیدہ ام

جمع نمی شود دگر ہر چہ تو می پراکنی

(سعدی)

ترجمہ: میں سب کو چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر تم بھی مری مشت خاک اڑا دو گے گے تو پھر یہ دوبارہ جمع نہ ہو سکے گی۔

من آن مرغ سخندانم کہ در خاکم رود صورت

ہنوز آواز می آید بہ معنی از گلستانم

(سعدی)

ترجمہ: میں وہ سخندان طائر ہوں کہ جس کا جسم خاک سے مل چکا ہے لیکن میرے دل نشیں نغمے اب بھی دنیا میں بلند انداز ہوتے ہیں۔

ای برادر ما بگرداب اندریم

وانکہ شنعت میزند، بر ساحل است

(سعدی)

ترجمہ: اے بھائی ہم تو دریا کے بھنور میں ہیں اور جو ہماری برائی کر رہا ہے وہ کنارے پر ہے۔

ہزار جہد بکردم کہ سر عشق بپوشم

نبود بر سر آتش میسرم کہ نجوشم

(سعدی)

ترجمہ: میں نے ہزار مرتبہ چاہا کہ عشق کا راز چھپائے رکھوں لیکن آگ کے شعلوں میں جوش کھانا ہی پڑا۔

مقدار یار ہم نفس چون من نداند ہیچ کس
ماہی کہ در خشک اوفتد، قیمت بداند آب را
(سعدی)

ترجمہ: دوست کا غم میرے غم کی مقدار کے برابر نہیں جو مچھلی خشکی میں ہو اس کو ہی پانی کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

بر عندلیب عاشق گر بشکنی قفس را
از ذوق اندرونش پروای در نباشد
(سعدی)

ترجمہ: اگر بلبل کے قفس کا دروازہ ٹوٹ بھی جائے تو بھی اس کو دل لگی کے باعث دروازے کے ٹوٹنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ یعنی اسیر، صیاد سے مانوس ہو چکی ہے۔

ہزار جہد بکردم کہ سر عشق بپوشم
نبود بر سر آتش میسرم کہ نجوشم
(سعدی)

ترجمہ: میں نے ہزار مرتبہ چاہا کہ عشق کا راز چھپائے رکھوں لیکن آگ کے شعلوں میں جوش کھانا ہی پڑا۔

صبر بسیار ببایـد پدر پیر فلک را
تا دگر مادر گیتی چو تو فرزند بزاید
(سعدی)

ترجمہ: آسمان بوڑھے باپ کو بہت صبر و انتظار کرنا پڑے گا تب کہیں جا کر دھرتی ماں تجھ سا بیٹا جنے گی۔

میر نے اسی خیال کو کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں
(میر)

آن کہ گویند بہ عمری شب قدری باشد
مگر آنست کہ با دوست بہ پایان آرند
(سعدی)

ترجمہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شبِ قدر ہوتی ہے مگر شب قدر تو دوست کے وصال سے ہی انجام پذیر ہوتی ہے۔

بخشم رفتۂ ما را کہ می برد پیغام
بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ است
(سعدی)

ترجمہ: پرانا غم وغصہ اور رنجش بھلا دے اور تو آ بھی جا اگر تو ہم سے آمادۂ جنگ ہے تو بھی اے معشوق ہم نے ڈھال ہی پھینک دی۔

شمع جانم را بکشت آن بی وفا
جای دیگر روشنایی می کند
(سعدی)

ترجمہ: اس معشوق نے میری شمع جان بجھا دی اور اب وہ کسی اور سے آشنائی کر رہا ہے۔

با آن ہمہ دشمنی کہ کردی
باز آی کہ دوستی ہمانست
(سعدی)

ترجمہ: تم اپنی اس تمام تر دشمنی کے باوجود، لوٹ آؤ کہ میری دوستی ویسی کی ویسی ہے۔ یعنی تمہاری دشمنی سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عمر من است زلف تو بو که دراز بینمش
جان من است لعل تو بو که به لب رسانمش

(سعدی)

ترجمہ: میں اپنی عمر کو تمہاری زلف کی خوشبو کے ساتھ دراز دیکھنا چاہتا۔

گفتی نظر خطا ست، تو دل می بری روا ست
خود کرده جرم و خلق گنه گار می کنی

(سعدی)

ترجمہ: اس نے کہا نظر بازی جرم ہے اور دل لینا روا ہے جرم اس نے خود کیا لیکن گنہگار ہم ہو گئے۔

هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
بی گمان عیب تو پیش دگران خواهد برد

(سعدی)

ترجمہ: جو شخص تمہارے سامنے لوگوں کے عیب بیان کرتا ہے وہ تمہارے عیب دوسروں کے آگے بھی بیان کرے گا۔

دشمنم را بد نمی خواهم که آن بدبخت را
این عقوبت بس که بیند دوست همزانوی دوست

(سعدی)

ترجمہ: میں رقیب کو برا بھلا نہیں کہتا دوست، معشوق کے ساتھ گھٹنے جوڑ کر بیٹھا ہو اس کے لئے یہی سزا کافی ہے۔

عاشقان بی دل چه شبی دراز باشد
تو بیا کز اول شب در صبح باز باشد
(سعدی)

ترجمہ: عشاق کی رات ہجر میں بہت لمبی ہوتی ہے اے معشوق تو رات کے پہلے پہر آ جاتا کہ صبح کا دروزہ کھل جائے۔

گر بوسه زند برین لبانم
تا زنده شوم عجب مدارید
(سعدی)

ترجمہ: اگر وہ مجھ مردہ کے ہونٹوں پر بوسہ دیتا ہے تو عجب نہیں کہ میں زندہ ہو جاوں۔

لیکن آن نقش که درروی تو من می بینم
همه را دیده نباشد که ببینند آن را
(سعدی)

ترجمہ: میں نے ہر ایک کو دیکھا بھالا لیکن تیرے خدو خال کا پرتو مجھے کسی بھی شخص میں نہیں ملا۔

آن را که غمی چون غم من نیست چه داند
کز شوق توام دیده چه شب می گذراند
(سعدی)

ترجمہ: جس شخص کو مجھ سا غم لاحق نہیں وہ یہ راز کس طرح سمجھ سکتا ہے کہ میں تیری محبت میں کس طرح زندگی کے دن گذارتا ہوں۔

بر من که صبوحی زده ام خرقه حرام است
ای مجلسیان راه خرابات کدام است
(سعدی)

ترجمہ: میں نے شراب پی رکھی ہے مجھ پر خرقہ پہننا حرام ہے اے ساتھیو مجھے میکدے کا راستہ دکھاؤ۔

بی خانمان که هیچ ندارد به جز خدا
اورا گدا مگوی که سلطان گدای او ست

(سعدی)

ترجمہ: جس خانہ خراب کے پاس خدا کے نام کے سوا کچھ بھی نہیں اس کو گدا مت کہو وہ وہ گداگروں کا بادشاہ ہے۔

دیدار یار غایب دانی چه ذوق دارد
ابری که در بیابان بر تشنه ای ببارد

(سعدی)

ترجمہ: جو دوست آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔اس کی لذت یاد ایسی ہی ہے جیسا کہ صحرا میں کوئی ابر پارہ برستا ہو۔

ای بوی آشنایی دانستم از کجایی
پیغام وصل جانان پیوند روح دارد

(سعدی)

ترجمہ: اے آشنائی کی خوشبو تم کہاں سے آتی ہو۔معشوق کے وصل کا پیغام میرے روح کی جزو ہے۔

بارہای گفته ام این روی به هر کس ننمای
تا تأمل نکند دیدۂ هر بی بصیرت

(سعدی)

ترجمہ: میں تمہیں بارہا کہ چکا ہوں یہ اپنا چہرہ ہر کسی کو مت دکھایا کرو، کیونکہ ہر کوئی اسے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا۔

نه چندان درشتی کن که از تو سیر شوند
نه چندان نرمی کن که بر تو دلیر شوند

(سعدی)

ترجمہ: نہ تو زیادہ سختی کرنی چاہیئے کہ لوگ بد دل ہو جائیں اور نہ ہی اتنی نرمی کہ لوگ دلیر ہو جائیں۔

خوش آن ساعت نشیند دوست با دوست

کہ ساکن گردد آشوب رقیبان

(سعدی)

ترجمہ: سب سے اچھا وقت وہ ہے کہ دوست دوست کے پاس بیٹھے ہوئے گزرے اور رقیبوں کا آشوب ساکن ہو جائے یا ٹھنڈا پڑ جائے۔

نشاط جوانی از پیران مجوی

کہ آب روان باز نیاید بہ جوی

(سعدی)

ترجمہ: جوانی کی خوشی بڑھاپے میں مت تلاش کرو کہ ایک بار بہہ گیا ہوا پانی واپس نہیں آ سکتا۔ گزری ہوئی جوانی کو آب رواں سے تشبیہ دی ہے۔

یا بفرما بہ سرا یم یا بفرما بہ سر آیم

غرضم وصل تو باشد چہ تو آیی چہ من آیم

(سعدی)

ترجمہ: تم کہو تو میں تمہارے گھر چلا آتا ہوں یا تم مجھے اپنے گھر بلا لو غرض وصال ہے میں آؤں یا تم آؤ۔

با مدعی مگویید اسرار عشق و مستی

تا بی خبر بمیرد در درد خود پرستی

(سعدی)

ترجمہ: دعویداروں سے راز عشق مت کہو انہیں خود پرستی کے عذاب میں مرنے دو۔

ما قدم از سر کنم در طلب دوستان
راه به جایی نبرد هر که به اقدام رفت
(سعدی)

ترجمہ: معشوق کی طلب میں جہاں قدموں سے راستہ نہیں طے ہو پا تا ہم سر کے بل چلتے ہیں۔

خاک من زنده به تاثیر هوای لب تو ست
سازگاری نکند آب و هوای دگرم
(سعدی)

ترجمہ: میری مٹی تمہارے لب کی ہوا سے زندہ ہے۔ اس کو اور کسی جگہ کی آب وہوا سازگار نہیں آئے گی۔

به هوش بودم از اول که دل به کس نسپارم
شمایل تو بدیدم نه صبر ماند و نه هوشم
(سعدی)

ترجمہ: جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کسی کو دل نہیں دیا تمہاری صورت وسیرت نے میرا صبر وقرار چھین لیا ہے۔

چه جرم رفت که با ما سخن نمی گویی
چه کرده ام که به هجران تو سزاوارم
(سعدی)

ترجمہ: مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ تم مجھ سے بات نہیں کرتے ہیں مجھ سے کیا بھول ہوئی ہے کہ جدائی کے غم کا سزاوار ہوا ہوں۔

بیا تا یک زمان امروز خوش باشیم در خلوت
که در عالم نمی داند، کسی احوال فردا را
(سعدی)

ترجمہ: آو ایک ساعت کے لئے خلوت میں خوشی سے بیٹھیں اس دنیا کا احوال دگر گوں ہوتا ہے کل کا کوئی پتہ نہیں۔

ند یدم آبی و خاکی بدین لطافت و پاکی

توآب چشمہ حیوان و خاک غالیہ بوئی

(سعدی)

ترجمہ: میں نے سب آبی خاکی وخاکی دیکھے ہیں تمہار وجود آب حیات ہو اور تمہاری خاک خمیر خوشبودار ہے۔

وہ کہ جدا نمی شود نقش تو از خیال من

تا چہ شود بہ عاقبت در طلب تو حال من

(سعدی)

ترجمہ: اے معشوق تمہارا خیال نقش مجھ سے پل بھر کے لئے جدا نہیں ہوتا ہوتا پتہ نہیں تمہاری طلب میں آگے میرا حال کیا ہوگا۔

تو کہ از صورت حال دل ما بی خبری

غم دل با تو نگویم کہ ندانی دردم

(سعدی)

ترجمہ: تم میرے صورت حال سے بے خبر ہو تم دل میں درد نہیں رکھتے لہٰذا میں اپنی بات تم سے کس لئے کہوں۔

ز دستم بر نمی خیزد کہ یک دم بی تو بنشینم

بہ جز رویت نمی خوہم کہ روی ہیچ کس بینم

(سعدی)

ترجمہ: تمہارے دیکھے بغیر مجھے سکون نہیں آتا تمہارے بغیر

مجھے کسی اور کو دیکھنا گوارا نہیں۔

من اول روز دانستم کہ با شیرین درافتادم
کہ چون فرہاد باید شست دست از جان شیرینم
(سعدی)

ترجمہ: میں نے پہلے ہی دن سمجھ لیا کہ شیریں صفت معشوق کے عشق میں فرہاد کی طرح جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

گر تو شیرین زمانی نظری نیز بہ من کن
کہ بہ دیوانگی از عشق تو فرہاد زمان
(سعدی)

ترجمہ: اگر اپنے اس زمانے کی شیریں ہو تو میں بھی اس عہد کا فرہاد ہوں اس لئے تمہیں چاہئے کہ میری طرف ہی رغبت کرو۔

نہ مرا طاقت غربت نہ تورا خاطر قربت
دل نہادم بہ صبوری کہ جز این چارہ ندانم
(سعدی)

ترجمہ: نہ تو تم سے دوری کی تاب ہے اور نہ ہی تمہیں ملاقات گوارا ہے ایسی صورت میں صبر جمیل کے سوا کوئی کر بھی کیا سکتا ہوں۔

گرم باز آمدی محبوب سیم اندام سنگین دل
گل از خارم برآوردی و خار از پا و پا از گل
(سعدی)

ترجمہ: اگر وہ چاندی سے بدن والا معشوق لوٹ آتا ہے تو تو کانٹوں میں سے پھول، پاؤں میں سے کانٹا اور اور پاؤں کیچڑ سے نکل آئیں گے یعنی میرا ہر بگڑا ہوا کام بن جائے گا اور میری

مشکلیں دور ہو جائیں گی۔

به کام دل نرسیدیم و جان به حلق رسید

وگر به کام رسد همچنان رجای هست

(سعدی)

ترجمہ: ابھی تو میری جان گلے میں اٹکی ہوئی ہے اگر یہ ہونٹوں پر آ جائے تو بھی تمہارے آنے کی امید ترک نہیں کروں گا۔

چه روییست اینکه پیش کاروان ست

مگر شمعی بدست ساربان است

(سعدی)

ترجمہ: یہ کون خوبرو ہے جو کارواں کے آگے (ناقہ پر سوار ہو کر جا رہا ہے۔ گویا ساربان اپنے ہاتھ میں مشعل فروزاں لئے ہوئے ہے۔

ای روبهک! چرا ننشستی به جای خویش؟

با شیر پنجه کردی و دیدی سزای خویش!!

(سعدی)

ترجمہ: اے شخص تو معشوق کے روبرو کیوں ہوا، گویا تو نے شیر سے پنجہ آزمائی کی اور سزا پائی۔ یعنی معشوق کے روبرو ہونا عقوبت کا باعث ہوا ہے۔

شربتی تلخ تر از دردِ فراقت باید

تا کند لذت وصلِ تو فراموش مرا

(سعدی)

ترجمہ: تیری جدائی کو جھیلنے کے لئے تلخ شراب درکار ہے تا کہ تمہارے وصال کی لذت کو فراموش کر سکوں۔

بروای گدای مسکین و دری دیگر طلب کن
که هزار بار گفتی و نیامدت جوابی
(سعدی)

ترجمہ: تو ہزار بار سوال کر چکا ہے اور ادھر سے کوئی جواب نہیں ملا، اے مسکین گدا یہاں سے جا کوئی اور دروازہ کھٹکھٹا۔

ای که گفتی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست
گر امید وصل باشد، آن چنان دشوار نیست
(سعدی)

ترجمہ: اگر کہتا ہے کہ فراق یار برداشت کرنا بہت دشوار ہے تو اس سے کہو کہ اگر وصل کی امید ہو تو اتنا دشوار بھی نہیں۔

پیش رویت دگران صورت بر دیوارند
نه چنین صورت و معنی که تو داری دارند
(سعدی)

ترجمہ: تمہارے سامنے دوسرے معشوق تصاویر کی طرح دھنگ اور ششدر ہیں تمہارا تو کوئی جواب ہی نہیں۔

تا گل روی تو دیدم همه گلها خارند
تا تو را یار گرفتم همه خلق اغیارند

ترجمہ: تمہارے چہرہ دیکھنے کے بعد مجھے سارے پھول یعنی حسین کانٹے جیسے دکھائی دیتے ہیں اور ساری مخلوق پرائی جیسی معلوم ہوتی ہے۔

هر نوبتم که در نظری ای ماه بگذری
بار دوم ز بار نخستین نکوتری
(سعدی)

ترجمہ: ہر بار جب تجھ پر نظر ڈالتا ہوں تجھے دوسری بار دیکھنا پہلی بار سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔

دیده را فایده آن است که دلبر بیند

ور نبیند چه بود فایده بینایی را

(سعدی)

ترجمہ: آنکھ کا شیوہ ہے فقط معشوق کو دیکھے اگر اسے نہیں دیکھ پاتی تو بینائی بے سود ہے۔

بخدای و بسر اپای تو کز دوستیت

خبر از دشمن و اندیشه ز دشنامم نیست

(سعدی)

ترجمہ: خدا تراسراپا اتنا محبوب رکھتا ہوں کہ مجھے دشمن اور گالی کا کوئی ڈر نہیں۔

با آن همه دشمنی که کردی

باز آی که دوستی همانست

(سعدی)

ترجمہ: اس تمام تر دشمنی کی جو مجھ سے کہ لوٹ آؤ کہ میری دوستی ویسی کی ویسی ہے یعنی تمہاری دشمنی سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خبر ما برساند بمرغان چمن

که هم آواز شما در قفسی افتاده است

(سعدی)

ترجمہ: ہماری خبر مرغان چمن کو پہنچا دو کہ تمہارا ہم آواز قفس میں ہے۔ یعنی اس رشتہ ہم آوازی کا پاس رکھو۔

چه شکایت از فراقت که ندا شتم ولیکن

تو چو روی باز کردی درِ ماجرا بستی

(سعدی)

ترجمہ: مجھے تمہارے جدائی کی بہت سے شکایت کرنی تھی لیکن تم نے چہرہ کیا کھولا یعنی دکھادیا کہ تمام ماجرے کا دروازہ یا سلسلہ بند ہو گیا۔ یعنی تمہارے دیدار نے شکایت وشکوہ کا سد باب کر دیا۔

زہدت بچہ کار آید گر راندۂ درگاہی
کفرت چہ زیان دارد گر نیک سرانجامی

(سعدی)

ترجمہ: اگر خدا کی بارگاہ میں راندھے ہوئے شخص کو زہد کس کام آئے گا، کفر سے بھی کچھ نہیں بگڑتا اگر انجام یا خاتمہ نیکی پر ہو جائے۔

سعدیا حب وطن گر چه حدیثی است شریف
نتوان مرد بخواری که من اینجا زادم

(سعدی)

ترجمہ: سعدی اگر چہ وطن سے محبت کرنا حدیث میں بھی آیا ہے لیکن میں یہاں کا پیدائشی رہنے والا ہوں یہ سوچ کر ذلت میں مرا نہیں جاتا۔

سعدی اگر چہ شیراز کو پسند کرتے تھے لیکن وہ کسی خاص علاقہ یا وطن کے بھی پابند نہیں ان کی تعلیم کی طرح انکے نظریات بھی آفاقیت کے حامل تھے۔

ہیچ یار مدہ خاطر و ہیچ دیار
کہ بر و بحر فراخست و آدمی بسیار

(سعدی)

ترجمہ: کسی ایک دوست کا ہونا یا کسی کسی ایک شہر تک خود کو محدود نہیں کرنا چاہئے بلکہ آدمیوں کی کیا کمی ہے اور خشکی وتری یعنی زمین بھی تو بہت کشادہ ہے۔

ا با تو ایم و باتو نه ایم این جا حالت است
در حلقه ایم با تو و چون حلقه بر دریم

(سعدی)

ترجمہ: ہم تمہارے ساتھ ہو کر بھی تمہارے ساتھ نہیں ہماری حالت دروازے کے ساتھ لگے ہوئے ہینڈل جیسی ہے۔یعنی مجھے محفل میں درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔

خاک شیراز چو دیبای منقش دیدم
وان ہمه صورت زیبا که بر آن دیبا بود

(سعدی)

ترجمہ: شیراز کی مٹی کو منقش ریشم جیسی ہے اور خوبصورت معشوق اس پر براجمان ہے۔

دوست به ہندوی خود گر بپذیرد مرا
گوش من و تا به حشر حلقه ہندوی دوست

(سعدی)

ترجمہ: اگر میرا ہندوستانی دوست میری پذیرائی کرتا ہے تو قیامت تک میرا کان اس کا حلقہ ہوگا۔

ملک صمدیت را چه سود و زیان دارد
گر حافظ قرآنی ور عابد اصنامی

(سعدی)

ترجمہ: کوئی حافظ قرآن ہو یا بت پرست اس کی صمدیت کی بادشاہی میں کیا فرق پڑتا ہے۔

ملے گی شیخ کو جنت، ہمیں دوزخ عطا ہوگا۔
بس اتنی بات ہے جس کے لیے محشر بپا ہوگا

(اختر دہلوی)

ہر کس صفتی دارد و رنگی و نشانی
تو ترک صفت کن که ازا ین به صفتی نیست

(سعدی)

ترجمہ: ہر کوئی کسی صفت اور رنگ کی آرزو رکھتا ہے تو ہر صفت ترک کر دے کیونکہ بے رنگی ہی سب سے اعلی صفت ہے۔

من آن گلبرگِ مغرورم که می میرم ز بی آبی

ولی باذلت و خواری پی شبنم نمی گردم

(سعدی)

ترجمہ: میں وہ پھول کی پتی ہوں جو شدت پیاس سے مرجھا رہی ہے، لیکن مجھ سے ذلیل و رسوا ہو کر شبنم کا پیچھا نہیں کیا جاتا۔

خوشتر از دوران عشق ایام نیست

بامداد عاشقانہ را شام نیست

(سعدی)

ترجمہ: زمانے میں عشق کے دن سب سے اچھے دن ہیں اور عشاق کی صبح کی شام نہیں ہوتی۔

ہر کسی را سر چیزی و تمنای کسیست

ما به غیر از تو نداریم تمنای دگر

(سعدی)

ترجمہ: ہر کسی کو کسی نہ کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے مجھے تمہارے علاوہ کسی کی تمنا نہیں۔

غم موجود و پریشانی معدوم ندارم

نفسی می زنم آسوده و عمری به سر آرم

(سعدی)

ترجمہ: جو موجود ہے اس کا غم نہیں جو معدوم ہے اس کے لئے پریشاں نہیں ہوں میں۔ میں آسودگی سے عمر بسر کر رہا ہوں۔

به کنج غاری عزلت گزینم از ہمه خلق

گر آن لطیف جہان یار غار ما باشد

(سعدی)

ترجمہ: اگر وہ مہربان اور خوبصورت دوست میری تنہائی کا مونس ہو جائے تو میں اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے گوشہ نشین ہو جاوں گا۔ ورنہ نہیں۔

مرا خود با تو چیزی درمیان ہست
وگرنہ روی زیبا در جہان ہست
(سعدی)

ترجمہ: تمہارا خوبصورت چہرہ دنیا کی زیبائش ہے لیکن میرا بھی اس میں کوئی نہ کوئی رول بنتا ہے۔

نظر از تو برنگیرم ہمہ عمر تا بمیرم
کہ تو در دلم نشستی و سر مقام داری
(سعدی)

ترجمہ: میں جب تک زندہ ہوں میری نظر تم پر لگی رہے گی تم میرے دل میں ہو اور مقام رکھتے ہو۔

دنیا حریف سفلہ و معشوق بیوفاست
چون می رود ہر آینہ بگذار تا رود
(سعدی)

ترجمہ: دنیا دشمن ہے اور دوست بیوفا جیسے بھی ہو آئینہ ساں زندگی گزار دے۔

قسم بہ جان توگفتن طریق عزت نیست
بہ خاک پای تو وان ہم عظیم سوگند است
(سعدی)

ترجمہ: تمہاری جان کی قسم کھانا آبرومندانہ طریقہ نہیں تمہاری خاک پا کی قسم کھانا ہی سب سے بڑی قسم ہے۔

توکی بمنزل ایشان رسی کہ نتوانی
بجز دو رکعت وآن ہم بصد پریشانی
(سعدی)

ترجمہ: تم دو رکعت پڑھنے والے۔ان لوگوں کی منزل کو کیا جانو۔
اقبال نے یہی خیال یوں پیش کیا۔

قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

(اقبال)

ترسم نرسی به کعبه ای اعرابی
کین ره که توی می روی به ترکستان است

(سعدی)

ترجمہ: مجھے ڈر ہے اے اعرابی جس راستے پر تم چل رہے یہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ ترکستان کی طرف جاتا ہے۔

ور چو خور شیدت نبینم کا شکی ہمچون ہلال
اندکی پیدا و دیگر در نقابت دیدمی

(سعدی)

ترجمہ: کاش میں اس کو خورشید وار نہیں بلکہ چاند کی طرح کہیں ظاہر اور کہیں حجاب کی آڑ میں مستور دیکھتا۔

دیگران چون بروند از نظر از دل بروند
تو چنان در دل من رفته که جان در بدنی

(سعدی)

ترجمہ: جب دوسرے لوگ نظر سے جاتے ہیں تو دل سے بھی چلے جاتے ہیں یعنی ہم انہیں بھلا دیتے ہیں۔لیکن تم میرے دل میں ایسے اترے ہو کہ جس طرح بدن میں روح ہو۔

وه که جدا نمی شود نقش تو از خیال من
تا چه شود به عاقبت در طلب تو حال من

(سعدی)

ترجمہ: تمہارا خیال نقش مجھ سے الگ نہیں ہوتا پتہ نہیں آگے تیرے عشق میں میرا حال کیا ہوگا۔

گر بگویم که مرا با تو سرو کاری نیست
درو دیوار گواہی بدہد کاری ہست

(سعدی)

ترجمہ: اگر میں کہتا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں تو درودیوار گواہی دیتے ہیں کہ سروکار ہے۔

تو نه مثل آفتابی که حضور و غیبت افتد
دگران روند و آیند و تو ہم چنان که ہستی

(سعدی)

ترجمہ: تو سورج کی طرح نہیں کہ حضوری وغیاب کا پابند ہو دوسرے آتے اور جاتے ہی۔ تم تو ویسے کے ویسے یعنی ایک ہی حال میں رہتے ہو تمہارے اقبال کو کوئی زوال نہیں پہنچنے والا۔

بسیار سفر باید تا پخته شود خام
صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی

(سعدی)

ترجمہ: صوفی نے بہت سے سفر کئے لیکن جب تک تجھ سے جام مے نہیں لیا خام ہی رہا۔

دوست دارم که بپوشی رخ ہمچون قمرت
نا چو خورشید نبیند به ہر بام و درت

(سعدی)

ترجمہ: میرا معشوق چاند جیسا ہے رات کے پردہ میں ظاہر ہوتا ہے، سورج جیسا ہے جو ہر بام و در سے دکھائی دیتا ہے۔

چشم مسافر که بر جمال تو افتاد
عزم رحیلش بدل شود به اقامت

(سعدی)

ترجمہ: مسافر کی آنکھ تمہارے جمال سے کیا دو چار ہوئی کہ اس نے سفر کا ارداہ ترک کر دیا اور تیرے شہر میں اقامت پذیر ہو گیا۔

خواہی کہ دگر حیات یابد
یک بار بگو کہ کشتہ ماست

(سعدی)

ترجمہ: تم اگر ایک بار کہو کہ میں تمہارا کشتہ ہوں تو مجھے دوسری زندگی مل جائے گی۔

دل پیش تو و دیدہ بہ جای دگرستم
تا خصم نداند کہ تو را می نگرستم

(سعدی)

ترجمہ: میرا دل تمہارے حضور میں ہے اور آنکھ دوسری طرف تا کہ دشمن کو یہ پتہ نہ چلے میں تمہیں کو دیکھتا ہوں۔

می خواستمت پیشکشی لایق خدمت
جان ذیک حقیرا ست ندانم چہ فرستم

ترجمہ: تمہاری خدمت میں کوئی چیز پیز کرنا چاہتا ہوں میری جان حقیر ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا چیز پیش کروں۔

دودو ست قدرشنا سند عہد صحبت را
کہ مدتی ببریدند و باز پیوستند

(سعدی)

ترجمہ: جو دو دوست مدت تک جدا رہے ہوں وہی وصال کی قدر جانتے ہیں۔

مــن آن نیــم کــه پــذیرم نصــیحت عقــلا

پــدر بگــوی کــه مــن بــی حســاب فرزنــدم

(ســعدی)

ترجمہ: میں وہ نہیں جو دانشمندوں کی نصیحت سنوں، میرے والد کو بتادو کہ میں غیر مہذب لڑکا ہوں۔یعنی راہ رسم آذر پر نہیں چلنے والا۔

آواز دہــــــل نہــــــان نمانــــــد

درزیــــر گلیــــم و عشــــق پنہــــان

(ســعدی)

ترجمہ: ڈھول کی آواز کمبل کے نیچے نہیں چھپتی اور عشق بھی چھپانے سے نہیں چھپ سکتا۔

چشــمی کــه بــه دوســت برکنــد دوســت

بــــــرہم ننہــــــد ز تیر بــــــاران

(ســعدی)

ترجمہ: جب دوست دوست کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے تو تیروں کی بارش بھی اسے روک نہیں سکتی۔

محتســــب درقفــــای رندانســــت

غافــــل از صــــوفیان شــــاہد بــــاز

(ســعدی)

ترجمہ: کوتوال رندوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور شاہد باز صوفیوں سے غافل ہے یعنی اصلی گنہگار تو وہ ہیں، نہ میخوار۔

دل بــــردی و تــــن زدی ہمیــــس بــــود

مــــن بــــا تــــو بســــی شــــماردارم

(ســعدی)

ترجمہ: تم نے میرا دل لوٹ لیا اور بدن کو یہیں چھوڑ دیا (اے غارت گر اتنی بھی کیا جلدی تھی) مجھے تم سے بہت سے کام تھے۔!!!

به خواب دوش چنان د یدمی که زلفینش

گرفته بودم ود ستم ہنوز غالیه بو ست

(سعدی)

ترجمہ: کل رات خواب میں اس معشوق کی زلفوں کو چھوا تھا، میرے ہاتھوں سے اب بھی خوشبو آرہی ہے۔

○○

سعدی کی غزلیں مع اُردو ترجمہ

غزل ا -

از در درآمدی و من از خود به در شدم
گفتی کز این جهان به جهان دگر شدم

ترجمہ: جب تم دروازے سے داخل ہوئے میں مست ومدہوش ہوگیا میری مثال یہ ہے کہ میں اِس دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچ گیا۔

گوشم به راه تا که خبر می دہد ز دوست
صاحب خبر بیامد و من بی خبر شدم

ترجمہ: میں انتظار میں تھا کہ کیا معشوق میری طرف آ رہا ہے؟ اچانک وہ میرے سامنے آ گیا اور میں بیہوش ہوگیا۔

چون شبنم اوفتاده بدم پیش آفتاب
مہرم به جان رسید و به عیوق بر شدم

ترجمہ: میں تو شبنم کی طرح آفتاب کے مقابل پڑا تھا تمہاری محبت کی گرمی نے مجھے عیوق

یعنی بالاترین درجہ پر پہنچا دیا۔

گفتم ببینمش مگرم درد اشتیاق

ساکن شود بدیدم و مشتاق ترشدم

ترجمہ: میں نے سوچا تھا میں اسے دیکھوں گا اور میرا شوروشوق کم ہو جائے گا لیکن اس کو دیکھنے سے میرا شوروشوق اور بڑھ گیا ہے۔ یعنی تیز تر ہو گیا ہے۔

دستم نداد قوت رفتن به پیش یار

چندی به پای رفتم و چندی به سر شدم

ترجمہ: معشوق کے نزدیک جانے کا امکان وطاقت نہیں لہذا کبھی پاؤں تو کبھی سر کے بل اس کی طرف چلتا ہوں یعنی پوری جذبہ اور شدت شوق سے۔

تا رفتنش ببینم و گفتنش بشنوم

از پای تا به سر همه سمع و بصر شدم

ترجمہ: معشوق کو چلتے ہوئے اچھی طرح دیکھوں اور اس کو ہمہ تن سنوں اس لئے میرا پورا وجود آنکھ اور کان میں تبدیل ہو گیا ہے۔

من چشم از او چگونه توانم نگاه داشت

کاوّل نظر به دیدن او دیده ور شدم

ترجمہ: جب میں اس کو دیکھتے ہی دیدہ ور یعنی بینائی والا ہو گیا تو پھر میں اس سے کیوں نظر ہٹاؤں یعنی کسی اور کو کیوں دیکھوں؟

بیزارم از وفای تو یک روز و یک زمان

مجموع اگر نشستم و خرسند اگر شدم

ترجمہ: میں تجھ سے الگ ہو کر اگر کسی دن خوشی سے رہوں تو اس کا مطب ہے کہ تمہاری محبت سے بیزار ہو گیا ہوں۔ یعنی مجھے تمہارے بغیر چین نہیں۔

اوراخود التفات نبودش به صید من

من خویشتن اسیر کمند نظر شدم

ترجمہ: اس نے میرے شکار کرنے یا مجھے پکڑنے کا ارادہ نہیں کیا میں اپنی مرضی سے اس کے دام نگاہ کا اسیر ہوں۔

گویند روی سرخ تو سعدی چه زرد کرد

اکسیر عشق بر مسم افتاد و زر شدم

ترجمہ: وہ کہتے ہیں اے سعدی تمہارا سرخ چہرہ پیلا کیسے ہوگیا۔(میں کہتا ہوں) میرا تانبا جیسے چہرہ، عشق کی اکسیر پڑنے سے سنہری ہوگیا(زرد چہرے کی رعایت سے لفظ زر استعمال کیا ہے۔)

غزل ۲-

شورش بلبلان سحر باشد

خفته از صبح بی خبر باشد

ترجمہ: صبح کے وقت بلبلوں نے شورش برپا کر رکھا ہے۔لیکن سویا ہوا آدمی بے خبر ہے۔

تیرباران عشق خوبان را

دل شوریدگان سپر باشد

ترجمہ: حسینوں کی اداؤں کے تیروں کے آگے شوریدہ دل ڈھال بن گئے ہیں۔

عاشقان کشتگان معشوقند

هر که زنده ست در خطر باشد

ترجمہ: عشاق، معشوقوں کے مارے ہوئے ہیں جو بھی زندہ ہے وہ خطرے میں ہے۔

همه عالم جمال طلعت اوست

تا که را چشم این نظر باشد

ترجمہ: سارا عالم اس کے چہرہ کی خوبصورتی کا آئینہ دار ہے لیکن اس کا دارومدار صرف دیکھنے پر ہے۔

کس ندانم کہ دل بدو ندہد
مگر آن کس کہ بی بصر باشد

ترجمہ: ایک اندھے یا بے بصر کے علاوہ جس کسی نے معشوق کو دیکھا اسی کا ہو گیا۔

آدمی را کہ خار کی در پای
نرود طرفہ جانور باشد

ترجمہ: جس آدمی کے دل میں کبھی کانٹا نہ چبھا ہو وہ آدمی نہیں بلکہ جانور رہے۔ کانٹا چبھنا دکھ کا استعارہ ہے۔

گو ترش روی باش و تلخ سخن
زہر شیرین لبان شکر باشد

ترجمہ: اگرچہ معشوق ترش رو اور تلخ گو ہے لیکن جب وہ بات کرتا ہے تو اس کے ہونٹوں کا زہر شکر ہو جاتا ہے۔

عاقلان از بلا بپرہیزند
مذہب عاشقان دگر باشد

ترجمہ: خردمند لوگ بلاوں سے پرہیز کرتے ہیں یعنی بچتے ہیں لیکن عاشقوں کا مذہب ان سے ہٹ کر ہے۔

پای رفتن نماند سعدی را
مرغ عاشق بریدہ پر باشد

ترجمہ: سعدی کے پاوں جگہ سے ہلتے نہیں، گویا عاشق پرندے کے پر کاٹ دیے گئے ہیں۔

غزل ۳-

بگذشت و بازم آتش در خرمن سکون زد

دریای آتشینم در دیده موجِ خون زد

ترجمہ: ایک بار وہ معشوق میرے قریب سے کیا گذرا کہ میرے سکون کے خرمن کو آگ دے گیا اور میری انکھوں میں لہو کا دریا موجزن ہو گیا۔

خود کرده بود غارت عشقش حوالی دل

بازم به یک شبیخون بر ملک اندرون زد

ترجمہ: پہلے تو اس نے دل کے اطراف کو تباہ کیا پھر اس نے دل کے اندر دور تک شبیخون مارا یعنی ڈاکہ ڈالا۔

دیدار دلفروزش در پایم ارغوان ریخت

گفتار جان فزایش در گوشم ارغنون زد

ترجمہ: اس کے دیکھنے سے پاوں میں ارغوان کے پھول جھڑنے لگے اور اس کے میٹھے بول کانوں کو باجے کی طرح محظوظ کرنے لگے۔

دیوانگان خود را می بست در سلاسل

هر جا که عاقلی بود اینجا دم از جنون زد

ترجمہ: اس نے اپنے دیوانوں کو زنجیروں میں جکڑا اور جتنے بھی عقلمند تھے اس کو دیکھ کر ہوش کھو بیٹھے اور پاگلوں سی باتیں کرنے لگے۔

یا رب دلی که در وی پروای خود نگنجد

دست محبت آنجا خرگاه عشق چون زد

ترجمہ: اے خدا اس دل کو تو کبھی اپنی بھی پروا نہیں تھی پھر کیسے اس میں عشق نے اپنے خیمے کی میخیں گاڑی ہیں۔

غلغل فکند روحم در گلشن ملائک
ہر گہ کہ سنگ آہی بر طاق آبگون زد

ترجمہ: فرشتوں کے گلشن میں میری روح کا غلغلا ہے میری آہیں نیلگوں فلک پر پتھر بن کر برس رہی ہیں۔

سعدی ز خود برون شو گر مرد راہ عشقی
کان کس رسید در وی کز خود قدم برون زد

ترجمہ: سعدی اگر تم راہ عشق کے مرد ہو تو خود سے باہر نکلو جو قدم رکھتا وہی اس منزل تک پہنچتا ہے۔

غزل ۴۔

ہزار جہد بکردم کہ سر عشق بپوشم
نبود بر سر آتش میسرم کہ نجوشم

ترجمہ: میں نے بہت کوشش کی کہ محبت کا راز چھپائے رکھوں۔ لیکن آگ کے اوپر پگھلنے کے بغیر چارہ نہیں تھا یعنی میں پگھل گیا۔

بہ ہوش بودم از اول کہ دل بہ کس نسپارم
شمایل تو بدیدم نہ صبرماند و نہ ہوشم

ترجمہ: میں نے تہیہ کیا تھا کہ کسی سے عشق نہیں کروں گا لیکن تیری شکل وشمائل نے صبر و قرار چھین لیا۔

حکایتی ز دہانت بہ گوش جان من آمد
دگر نصیحت مردم حکایت است بہ گوشم

ترجمہ: تیرے منہ سے سنی ہوئی باتیں روح کے اندر اتر گئیں جبکہ دوسرے لوگوں کی نصیحت میں نے فقط کان تک ہی محدود رکھی۔ یعنی ان کی نصیحت فقط سنی اور دل سے بالکل نہیں مانی۔

مگر تو روی بپوشی و فتنه باز نشانی

که من قرار ندارم که دیده از تو بپوشم

ترجمہ: جب تک تم منہ پر نقاب نہیں ڈالتے اور فتنہ آرائی سے باز نہیں آتے، میں تمہارے دیدار سے اپنی آنکھ کو روک نہیں سکتا۔

من رمیده دل آن به که در سماع نیایم

که گر به پای در آیم به در برند به دوشم

ترجمہ: بہتر یہی ہے کہ میں حالتِ سماع میں نہ آؤں کہ میں ان کے پاوں میں گر پڑوں اور انہیں مجھ کو اپنے کاندھے پر اٹھانا پڑے۔

بیا به صلح من امروز در کنار من امشب

که دیده خواب نکرده ست از انتظار تو دوشم

ترجمہ: پچھلے کل تمہاری یاد میں نیند نہیں آئی آج تم میرے پہلو میں آجاو کہ مجھے سکون کی نیند آئے۔

مرا به هیچ بدادی و من هنوز بر آنم

که از وجود تو مویی به عالمی نفروشم

ترجمہ: تم نے مجھے بغیر کسی خطا کے چھوڑ دیا اور میں آج بھی ویسا ہی ہوں میں تو دنیا کے عوض تمہارا ایک بال نہیں بیچوں گا۔

به زخم خورده حکایت کنم ز دست جراحت

که تندرست ملامت کند چو من بخروشم

ترجمہ: میں اپنے زخموں کی حکایت صرف زخم خوردہ لوگوں کو ہی سناتا ہوں کیونکہ تندرست لوگ میری بات سمجھ نہیں سکیں گے اور الٹی ملامت کریں گے۔

مرا مگوی که سعدی طریق عشق رها کن

سخن چه فایده گفتن چو پند می ننیوشم

ترجمہ: سعدی مجھ سے مت کہو کہ طریق عشق کو چھوڑ دو کہنے کا کوئی فائدہ نہیں جب میں نے نصیحت سننا ہی نہیں۔

به راه بادیه رفتن به از نشستن باطل

وگر مراد نیابم به قدر وسع بکوشم

یہاں بیٹھے رہنے سے بہتر ہے کہ دشت نوردی کروں، ضروری نہیں مراد ملے اپنی طرف سے پوری کوشش تو کروں۔

غزل ۵-

شب دراز به امید صبح بیدارم

مگر که بوی تو آرد نسیم اسحارم

ترجمہ: اگر باد سحر تمہاری خوشبو اپنے ساتھ لائے تو امید ہے کہ لمبی رات کے بعد صبح کو میں بیدار ہو جاؤں گا۔

عجب که بیخ محبت نمی دهد بارم

که بروی این همه باران شوق می بارم

ترجمہ: عجیب بات ہے کہ محبت کی جڑ نے پھل نہیں دیا حالانکہ شوق کی سب بارش اس پر ہو چکی ہے۔

از آستانه خدمت نمی توانم رفت

اگر به منزل قربت نمی دهی بارم

ترجمہ: اگر تم مجھے اپنا قرب نہیں دو گے تو بھی میں تمہاری خدمت کا آستانہ چھوڑ کر اور کہیں نہیں جاوں گا۔

به تیغ هجر بکشتی مرا و برگشتی

بیا و زنده جاوید کن دگربارم

ترجمہ: تم مجھے ہجر کی تلوار سے ہلاک کرتے ہو اور چلے جاتے ہو۔ اب لوٹ آؤ اور مجھے اپنی جھلک سے اکبار پھر زندہ کرو۔

چه روزها به شب آورده ام در این امید

که با وجود عزیزت شبی به روز آرم

ترجمہ: تم کسی رات مجھ سے آن ملو گے میں نے اسی امید میں نجانے کتنے ہی دنوں کو راتوں میں بدل دیا ہے۔

چه جرم رفت که با ما سخن نمی گویی

چه کرده ام که به هجران تو سزاوارم

ترجمہ: مجھ سے کیا جرم ہوا کہ تم چھوڑ کر چلے گئے ہو اور مجھ سے بات ہی نہیں کرتے ہو۔ میں نے ایسا کیا جرم کیا تھا کہ تم نے مجھ پہ فراق مسلط کر دیا۔

هنوز با همه بدعهدیت دعاگویم

هنوز با همه بی مهریت طلبکارم

ترجمہ: میں تمہاری وعدہ خلافی کے باوجود تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں تمہاری بے مہری کے باوجود تمہاری ہی طلب کرتا ہوں۔

من از حکایت عشق تو بس کنم هیهات

مگر اجل که ببندد زبان گفتارم

ترجمہ: میں تمہارا افسانۂ عشق کہاں کوتاہ کرنے والا ہوں ہاں یہ الگ بات ہے کہ کہیں اجل ہی میری زبان نہ بند کردے۔

هنوز قصه هجران و داستان فراق

به سر نرفت و به پایان رسید طومارم

ترجمہ: میرے ہجر کی کہانی کہاں ختم ہوتی البتہ عمر کا طومار یعنی Roll ختم ہونے جا رہا ہے۔

اگر تو عمر در این ماجرا کنی سعدی

حدیث عشق به پایان رسد نپندارم

ترجمہ: اے سعدی اگر تم اپنی عمر ساری کھپا دو گے تو بھی یہ عشق کی کہانی کی انتہا بیان نہیں کی جاسکتی ہے۔

حدیث دوست نگویم مگر به حضرت دوست

یکی تمام بود مطلع بر اسرارم

ترجمہ: میں معشوق کی باتیں معشوق سے ہی کہوں گا میرے رازوں کو اس اکیلے کا جاننا کافی ہے

غزل ۶۔

بتا ہلاک شود دوست در محبت دوست

که زندگانی او در ہلاک بودن اوست

ترجمہ: سچا دوست اپنے دوست پر قربان ہو گیا ہے اور اس کی زندگی کا راز اسی ہلاکت میں چھپا ہوا ہے۔

مرا جفا و وفای تو پیش یک سان است

که ہر چه دوست پسندد به جای دوست نکوست

ترجمہ: میرے لئے تیری وفا و جفا دونوں برابر ہیں کیونکہ جو دوست پسند کرتا ہے سچے اور مخلص دوست کے نزدیک وہی اچھا ہوتا ہے۔

مرا و عشق تو گیتی به یک شکم زاده ست

دو روح در بدنی چون دو مغز در یک پوست

ترجمہ: میں اور تیرا عشق ایک ہی ماں کے شکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم دو روح اور ایک بدن ہیں ہماری مثال ایک گٹھلی میں دو بیجوں جیسی ہی ہے۔

ہر آنچه بر سر آزادگان رود زیباست

علی الخصوص که از دست یار زیبا خوست

ترجمہ: تیرے آزاد کئے ہوئے لوگوں کے سروں پر جو بھی گذرے اچھا ہے بالخصوص تجھ نیک خو دوست کے ہاتھ سے تو اچھا ہی ہوتا ہے۔یعنی کرم۔

دلم ز دست به در برد سروبالایی
خلاف عادت آن سروہا که بر لب جوست

ترجمہ: لب جو پر کھڑے سرو کے پیڑوں کی عادت کے برخلاف، میرے دل کو تمہارے سرو بالا جیسے قد نے چھین لیا۔یعنی تمہارے سرو بالا جیسے قد و قامت نے میرا دل چھین لیا ہے۔

به خواب دوش چنان دیدمی که زلفینش
گرفته بودم و دستم ہنوز غالیه بوست

ترجمہ: کل رات خواب میں اس معشوق کی زلفوں کو چھوا تھا، میرے ہاتھوں سے اب بھی خوشبو آ رہی ہے۔

چو گوی در ہمه عالم به جان بگردیدم
ز دست عشقش و چوگان ہنوز در پی گوست

ترجمہ: اس کے عشق میں گیند کی طرح سارے جہان میں گھوما پھرا ہوں اس کا دست شفقت بھی چوگان کے بلے کی طرح میری پیٹھ ٹھونکتا رہا ہے۔یعنی یہ محبت دوطرفہ ہے۔

جماعتی به ہمین آب چشم بیرونی
نظر کنند و ندانند کآتشم در توست

ترجمہ: کچھ لوگ میرے باہر کے آنسوؤں کو دیکھتے ہیں وہ میرے دل کے اندر کے جلتے ہوئی آگ سے بے خبر ہیں۔

ز دوست ہر که تو بینی مراد خود خواہد
مراد خاطر سعدی مراد خاطر اوست

ترجمہ: سب لوگ معشوق سے اپنی مرادیں پوری کرتے ہیں اور سعدی کی مرادِ دل، معشوق

کی مرادِ دل کے تابع ہے۔یعنی سعدی رضائے یار کا قائل ہے۔

غزل ۷-

کارم چو زلف یار پریشان و درہمست
پشتم بسان ابروی دلدار پرخمست

ترجمہ: میرے حالات معشوق کی زلف کی طرح پریشان ہیں۔میری پیٹھ معشوق کے ابرو کی طرح جھک گئی ہے۔

غم شربتی ز خون دلم نوش کرد و گفت
این شادی کسی که درین دور خرمست

ترجمہ: غم نے میرے دل سے شربت پیا اور کہا یہ اس عہد کی بہترین خوشی و بلند اقبالی ہے۔

تنہا دل منست گرفتار در غمان
یا خود درین زمانه دل شادمان کمست؟

ترجمہ: مجھ اکیلے کا دل ہی غم میں مبتلا ہے یا پھر اس زمانہ میں خوش لوگ ہیں ہی کم؟

زینسان که دهد دل من داد ہد غمی
انصاف ملک عالم عشقش مسلمست

ترجمہ: میرا دل ہر غم کی داد اس طرح دیتا ہے کہ کہ عشق کے بادشاہ کا مبنی بر انصاف فرمان ماننے کے بغیر چارہ نہیں۔

دانی خیال روی تو در چشم من چگفت؟
آیا چه جاست اینکه ہمه روزه با نَمست

ترجمہ: تجھے پتہ ہے کہ تیرے چہرے کے خیال نے میری آنکھ سے کیا کہا۔یہ کونسی جگہ ہے جو ہمیشہ گیلی رہتی ہے۔

خواہی چو روز روشن دانی تو حال من؟
از تیره شب بپرس که او نیز محرمست

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ روزِ روشن کی طرح تجھ پر میرا حال عیاں ہو تو ان کالی راتوں سے پوچھ جو میری محرم راز ہیں۔

ای کاشکی میان منستیّ و دلبرم
پیوندی این چنین که میان من و غمست

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ میرے اور معشوق کا رشتہ اسطرح استوار ہو جس طرح کہ غم کا مجھ سے رشتہ استوار رہا ہے۔

غزل ۸-

زنده کدام است برهوشیار
آن که بمیرد به سر کوی یار

ترجمہ: ہوشیار اور زیرک انسان کے نزدیک زندہ وہ شخص ہے جو معشوق کی گلی میں جان دیتا ہے۔

عاشق دیوانه سرمست را
پند خردمند نیاید به کار

ترجمہ: دیوانے اور سرمست عاشق کو کسی عقلمند کی رائے کام نہیں آتی۔

سر که به کشتن بنهی پیش دوست
به که به گشتن بنهی در دیار

ترجمہ: ایک سلامت سر لے کر ملک میں گھومنے سے بہتر ہے کہ اس کو معشوق کی گلی لٹا دیا جائے۔

ای که دلم بردی و جان سوختی
در سر سودای تو شد روزگار

ترجمہ: اے وہ معشوق کہ جس نے میرا دل لے لیا اور جان جلا دی تمہارے عشق میں، میں نے اپنی جان داؤ پر لگا دی۔

شربت زہر ار تو دہی نیست تلخ
کوہ احد گر تو نہی نیست بار

ترجمہ: اے معشوق تم اگر زہر کڑوا شربت بھی پلا دو تو اس کی تلخی محسوس نہیں ہوتی تم اگر احد پہاڑ ہمارے سینے پر رکھ دو تو بھی بوجھ نہیں لگتا۔

بندی مہر تو نیابد خلاص
غرقہ عشق تو نبیند کنار

ترجمہ: جو تمہارے عشق میں گرفتار ہوا اس کو رہائی درکار نہیں۔ جو تمہارے عشق میں ڈوبا ہوا اس کو ساحل کی خواہش نہیں ہوتی۔

درد نہانی دل تنگم بسوخت
لا جرم عشق ببود آشکار

ترجمہ: میرے دل کے پوشیدہ درد نے جلا کر خاکستر کر دیا اور میرا عشق (شعلہ یا دھواں کے ساتھ) آشکار ہو گیا۔

در دلم آرام تصور مکن
وز مژہ ام خواب توقع مدار

ترجمہ: یہ مت سمجھنا کہ میں اندر سے آرام سے ہوں میری پلکوں سے نیند کی توقع نہ رکھنا۔ یعنی تیرے عشق میں مبتلا ہوں اور اب مجھے نیند نہیں آئے گی۔

گر گلہ از ماست شکایت بگوی
ور گنہ از توست غرامت بیار

ترجمہ: اے معشوق اگر میں گلہ کروں تو مجھے الزام دو اگر قصور تمہارا ہے تو تم خود ہی غرامت یعنی تاوان ادا کرو۔ یعنی وصل کی تدبیر کرو۔

بر سر پا عذر نباشد قبول
تا ننشینی ننشیند غبار

تمہارے پاوں پر سر رکھنے سے عذر قبول نہ ہوگا جب تک تم مطمئن اور شانت نہیں ہو جاتے یہ غبار بیٹھنے والی نہیں۔ یعنی جب تک دل میں تمہارا نقش نہیں جمتا تب تک میں غبار کی طرح تمہارے قدموں کا پیچھا کروں گا۔

دل چہ محل دارد و دینار چیست
مدعیم گر نکنم جان نثار

ترجمہ: دل، دام و درہم کا محل نہیں جب تک میں تم پر جان نثار نہیں کرتا تو میں بھی جھوٹا مدعی ہوں گا۔

سعدی اگر زخم خوری غم مخور
فخر بود داغ خداوندگار

ترجمہ: سعدی اگر تمہیں معشوق نے زخم دیا ہے تو تم غم نہ کرو معشوق کا دیا ہوا داغ قابل فخر ہوتا ہے۔ یعنی تم بھی غم کرنے کے بجائے اس پر اِترا او اور فخر کرو۔

غزل ۹-

آفرینِ خدای بر جانت
کہ چہ شیرین لبست و دندانت

ترجمہ: خدا کی آفرینش ہو تمہارے ہونٹ اور دانت کتنے خوبصورت ہیں۔

ہر کہ راگم شدست یوسف دل
گو ببین در چہ زنخدانت

ترجمہ: جس کسی کا یوسفِ جان، یعنی معشوق گم ہو گیا ہو اسے چاہے کہ وہ تمہارے چاہِ زنخدان Dimple میں اس کی تلاش کرے۔

فتنہ در پارس بر نمی خیزد
مگر از چشم ہای فتانت

ترجمہ: ملک فارس میں تمہاری آنکھوں کے فتنہ کے سوا کوئی اور شورش وفتنہ نہیں اٹھے گا۔

سرو اگر نیز آمدی و شدی
نرسیدی بگرد جولانت

ترجمہ: سرو نمودار ہوتا اور مٹ جاتا ہے، وہ تمہاری جولانگاہ تک نہیں پہنچتا ہے۔ یعنی وہ بہت بلند ہے۔

شب تو روز دیگران باشد
کآفتابست در شبستانت

ترجمہ: تمہاری رات دوسروں کا مایۂ روزگار ہے کیونکہ تمہارے شبستان میں سورج کی منزل ہے۔

تا کی ای بوستان روحانی
گلہ از دست بوستانبانت

ترجمہ: اے روحانیوں کے بوستان! کہاں تک تیرے دست قدرت سے شکوہ کرتے رہیں۔ یعنی تیری عطا کے لئے ترستے رہیں۔

بلبلانیم یک نفس بگذار
تا بنالیم در گلستانت

ترجمہ: ہم تمہاری بلبلیں ہیں ہم تمہارے گلستان میں کہاں تک نالہ وفریاد کرتے رہیں؟

گر ہزارم جفا و جور کنی
دوست دارم ہزار چندانت

ترجمہ: اگر تم ہزار مرتبہ جور وجفا کرو گے تو میں اتنی ہی مرتبہ تم سے محبت کروں گا۔

آزمودیم زور بازوی صبر
و آبگینست پیش سندانت

میں نے صبر کی طاقت کو بہت آزمایا وہ تو غم کی چٹان کے آگے شیشہ ہے۔ یعنی ہر بار ٹوٹ گیا۔

تــــو وفـــــا گــــر کـــــنی و گـــــر نکـــــنی

مـــــا بـــــہ آخـــــر بـــــریم پیمانـــــت

ترجمہ: تو وعدہ نبھائے یا نہ نبھائے ہم تو بہر حال وعدہ نبھائیں گے ناں۔ یعنی محبت سے باز نہیں آئیں گے۔

مــژدہ از مــن ســتان بــہ شــادی وصــل

گــــر بمــــیرم بــــہ درد ہجرانـــــت

ترجمہ: اگر میں تمہارے ہجر وفراق سے مر بھی جاوں تو بھی مجھے تمہارے وصل کی آرزو رہے گی۔

ســــعدیا زنــــدہ عــــارفی باشــــی

گــــر برآیــــد در ایــــن طلــــب جانــــت

ترجمہ: اے سعدی تم زندہ جاوید معرفت کا علم رکھنے والے انسان ہو، اگر تم اس کی طلب میں جان دے دو تو بات بن جائے گی۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(غالب)

غزل ۱۰-

آن کیســـت کـــہ مـــی رود بـــہ نخجـــیر

پـــــای دل دوســــتان بــــہ زنجــــیر

ترجمہ: وہ کون ہے جس نے دوستوں کے دلوں کو زنجیر میں باندھا ہوا ہے اور وہ مزید شکار کی تلاش میں نکلا ہے؟

ہمشیرۂ جادوان بابل

ہمسایۂ لعبتان* کشمیر

ترجمہ: وہ معشوق بابل کی جادوگرنیوں کی ہمشیرہ ہےاور کشمیر کی حسینوں کی پڑوسن ہے۔
*- لعبتان یعنی ہر آن چیزی کہ با آن بازی کنند،عروسک،معشوق۔

اینست بہشت اگر شنیدی
کزدیدن آن جوان شود پیر

ترجمہ: یہی وہ بہشت ہے جس کا تذکرہ ہوا ہے کیونکہ اس کے دیکھنے سے آدمی جوان ہوتا ہے۔

از عشق کمان دست و بازوش
افتادہ خبر ندارد از تیر

ترجمہ: اس کے بازوں کے کمان سے پھینکے ہوئے تیروں کا اس کے شیدائیوں کو پتہ ہی نہیں چلتا۔یعنی وہ شوق سے تیر کھاتے ہیں۔

نقاش کہ صورتش ببیند
از دست بیفکند تصاویر

ترجمہ: اگر مصور اس کی صورت دیکھ لے تو اس کے ہاتھ سے دوسرے لوگوں کی تصویریں گرجاتی یعنی اسے دیکھنے کے بعد مصور کسی کی تصویر بنانا ہی چھوڑتے۔

ای سخت جفای سست پیوند
رفتی و چنین برفت تقدیر

ترجمہ: اے جفا پیشہ معشوق تو کیا رخصت ہوا کہ تیرے جانے سے میری تقدیر ہی چلی گئی۔یعنی خراب ہوگئی۔

کوتہ نظران ملامت از عشق
بی فایدہ می کنند و تحذیر

ترجمہ: وہ کوتہ نظر لوگ جنہوں نے تجھے دیکھا ہی نہیں مجھے بے فایدہ تیرے عشق پر ملامت کرتے ہیں۔

گـــر جـــان طلبـــد حبیـــب عشـــاق

نـــہ منـــع روا بـــود نـــہ تـــاخیر

ترجمہ: اگر معشوق جان مانگے تو اس کو نہ تو نہ کہنا درست ہے اور نہ ہی ٹال مٹول کرنا یعنی جونہی وہ جان مانگے اسے سپرد کر دینی چاہیئے۔

آن را کـــہ مـــراد دوســـت بایـــد

گـــو تـــرک مـــراد خویشـــتن گـــیر

ترجمہ: جو کوئی اس معشوق کو دوست رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی ہر خواہش ترک کر دے۔

ســـعدی چـــو اســـیر عشـــق مانـــدی

تـــدبیر تـــو چیســـت تـــرک تـــدبیر

ترجمہ: سعدی جب تو کسی کا اسیر ہوا ہے تو پھر ترک عشق کی ہر تدبیر کا خیال بھی چھوڑ دے۔یعنی اس کا عشق چھوڑنا محال ہے۔

غزل۱۱-

بـــا آمـــد و بـــوی عنـــبر آورد

بـــادام شـــکوفه بـــر ســـر آورد

ترجمہ: ہَوا اپنے ساتھ خوشبو لائی اور بادام کے شگوفے نکل آئے ہیں۔

شـــاخ گـــل از اضـــطراب بلبـــل

بـــا آن ہمـــہ خـــار ســـر در آورد

ترجمہ: کانٹوں کے باوجود بلبل کی بے چینی سے پھول کھل گئے ہیں۔

تـــا پـــای مبـــارکش ببوســـم

قاصـــد کـــہ پیـــام دلـــبر آورد

ترجمہ: جس قاصد نے معشوق کا پیغام لایا ہے اس کے پاؤں چھونا چاہتا ہوں

ما نامہ بدو سپردہ بودیم
او نافہ مشک اذفر آورد

ترجمہ: میں نے تو اسے صرف خط بھیجا تھا اس نے اپنے ساتھ نافہ مشک اذفر لایا ہے۔

ہرگز نشنیدہ ام کہ بادی
بوی گلی از تو خوشتر آورد

ترجمہ: ہم نے تمہاری خوشبو سے بہتر کسی پھول کی خوشبو نہیں سونگھی ہے۔

کس مثل تو خوبروی فرزند
نشنید کہ ہیچ مادر آورد

ترجمہ: کسی ماں نے تم سے بڑھ کر خوبصورت فرزند کو جنم نہیں دیا۔

بیچارہ کسی کہ در فراقت
روزی بہ نماز دیگر آورد

ترجمہ: کوئی بیچارہ فراق میں دوسرے دن تک زندہ رہا ہے یعنی تمہارے بیمار زیادہ تر ایک ہی دن میں مرجاتے ہیں۔

سعدی دل روشنت صدف وار
ہر قطرہ کہ خورد گوہر آورد

سعدی تمہارا روشن دل صدف جیسا ہے جو قطرہ بھی اس نے پیا وہ موتی بن گیا۔

شیرینی دختران طبعت
شور از متمیزان بر آورد

ترجمہ: تمہاری خوش طبع اور شیریں بیانی نے منصفوں میں ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔

شاید کہ کند بہ زندہ در گور
در عہد تو ہر کہ دختر آورد

ترجمہ: تمہارے عہد میں پیدا ہوئی بیٹیاں تمہارے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں خدشہ ہے کہ ان کے والدین کہیں انہیں زندہ درگور ہی نہ کردیں۔

غزل ۱۲-

برآمد باد صبح و بوی نوروز
به کام دوستان و بخت پیروز

ترجمہ: صبح کی ہوا کے جھونکے اپنے ساتھ نوروز کی مہک لائے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو مبارک ہو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

مبارک بادت این سال و همه سال
همایون بادت این روز و همه روز

ترجمہ: یہ نیا سال مبارک ہو اور ہر سال بھی مبارک ہو یہ دن خوش اقبالی لائے اور ہر دن بھی اسی طرح خوش اقبالی لائے۔

چو آتش در درخت افکند گلنار
دگر منقل منه آتش میفروز

ترجمہ: انار کے درخت میں پھول گویا آگ سلگ اُٹھی ہے اب آگ جلانے کی ضرورت نہیں۔

چو نرگس چشم بخت از خواب برخاست
حسد گو دشمنان را دیده بردوز

ترجمہ: قسمت نرگس کے پھول کی طرح کھل اُٹھی ہے اور حاسدوں کو چاہیئے کہ اپنی آنکھیں سی لیں۔

بهاری خرم است ای گل کجایی
که بینی بلبلان را ناله و سوز

ترجمہ: یہ بہار خوشی لائی ہے اے پھول تم کہاں ہو کہ بلبلوں کا نالہ وسوز رائگاں جاتا ہے؟

جہان بی ما بسی بودہ ست و باشد

برادر جز نکونامی میندوز

ترجمہ: ہم سے بہت پہلے سے یہ جہان چلا آ رہا ہے اے بھائی نکونامی کے بغیر کچھ بھی مت جمع کر۔یعنی نیک نامی بہترین کمائی ہے۔

نیکی کن کہ دولت بینی از بخت

مبر فرمان بدگوی بدآموز

ترجمہ: نیکی کروتا کہ تمہارے اقبال بلند ہوں بداموز اور بدگو کی پیروی نہ کر۔

منہ دل بر سرای عمر سعدی

کہ بر گنبد نخواہد ماند این گوز

ترجمہ: اے سعدی عمر کی سرایے کا کوئی بھروسہ نہیں کیونکہ گنبد پر اخروٹ کتنی دیر رک سکتا ہے۔

دریغا عیش اگر مرگش نبودی

دریغ آہو اگر بگذاشتی یوز

ترجمہ:افسوس کہ ہر خوشی ایک دن ختم ہوجاتی ہے شیر سے ہرن کہاں تک بچ سکتی ہے۔یعنی ہرن کا شیر کی غذا بننا طے ہے۔

غزل ۱۳-

گر من ز محبتت بمیرم

دامن بہ قیامتت بگیرم

ترجمہ: اگر میں تمہاری محبت میں مرجاوں تو قیامت کے دن تمہارا دام پکڑ کر عرض کروں گا۔

از دنیی و آخرت گزیر ست

وز صحبت دوست ناگزیرم

ترجمہ: میں اس دنیا اور آخرت کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن معشوق کی صحبت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

ای مــــرہم ریـــش دردمنــــدان

درمـــان دگـــرنمـــی پـــذیرم

ترجمہ: اے دردمندوں کے زخم کی مرہم ــــ تمہارے علاوہ ہمارا اور کوئی درمان نہیں۔

آن کــس کــہ بجــز تــوکــس نــدارد

درہــردو جہــان مــن آن فقــیرم

ترجمہ: میں وہ فقیر ہوں کہ جس کا تیرے سوا دو جہانوں میں کوئی نہیں۔

ای محتسـب از جــوان چــہ خواہــی

مــن توبــہ نمــی کنــم کــہ پــیرم

ترجمہ: اے محتسب تم مجھ سے جو جوانوں ی توبہ چاہتے ہو میں توبہ نہیں کروں گا کیونکہ میں بوڑھا ہوں۔

یــک روزکمـــان ابـــروانش

مــی بوســم وگــو بــزن بــہ تــیرم

ترجمہ: ایک روز میں اس کی کمان جیسی ابروں کو چوم لوں گا اس سے کہو کہ مجھ پر تیر چلائے۔

ای بـــادبہـــار عنـــبرین بـــوی

درپـــای لطافـــت تـــو مـــیرم

ترجمہ: اے بہار کی خوشبو تمہارے لطافت کے پاوں پر صدقے جاتا ہوں۔

چــون مــی گــذری بــہ خــاک شــیراز

گــو مــن بــہ فــلان زمیــن اســیرم

ترجمہ: جب تم شیراز سے گزرو تو تم گواہی دینا کہ میں کسی اور زمین میں قید ہوں۔

ای مـــونس روزگـــار ســـعدی

رفـــتی و نرفـــتی از ضـــمیرم

ترجمہ: اے سعدی کے ہانی اور جوڑی دار۔ تو بظاہر مجھ سے دور گیا ہے میرے دل اور ضمیر سے دور نہیں گیا۔

غزل ۱۴-

سرمست درآمد از خرابات
با عقل خراب در مناجات

ترجمہ: میکدے سے مستی کے عالم میں باہر آیا اور بے دلی کے ساتھ مناجات میں مشغول ہے۔

بر خاک فکندہ خرقہ زہد
وآتش زدہ در لباس طامات

ترجمہ: اس نے زہد کی گوڈڑی نیچے خاک پر پھینک دی اور ریا کے لباس کو جلا دیا۔

دل بردہ شمع مجلس او
پروانہ بہ شادی و سعادات

ترجمہ: شمع مجلس نے اسکا دل چھین لیا۔ پروانہ کے لئے یہ خوشی اور سعادت کی بات ہے۔

جان در رہِ او بہ عجزمی گفت
کای مالک عرصہ کرامات

ترجمہ: اس کی راہ میں روح انکساری سے کہتی ہے اے کرامتوں کے ملک کے بادشاہ!

از خون پیادہ ای چہ خیزد
ای بر رخ تو ہزار شہ مات

ترجمہ: لہو سے تر اک پیادہ کیا نکلا تمہارے رخ پر ہزار بادشاہ قربان جائیں۔

حقا و بہ جانت ار توان کرد
با تو بہ ہزار جان ملاقات

ترجمہ: میں نے تم ہزار دل وجان سے ملاقات کی یہی سچ ہے۔

گــر چشـــم دلـــم بـــه صــبر بــودی

جـــز عشـــق ندیـــدمی مہمـــات

ترجمہ: اگر میرے دل کی آنکھ کو صبر ہوتا تو میں نے عشق کی یہ مہمات نہ دیکھی ہوتی یعنی دل نے بے صبری سے اس آفت میں مبتلا۔

تـــا بـــاقی عمـــر بـــر چـــہ آیـــد

بـــر بـــاد شـــد آن چـــہ رفـــت ہیہـــات

ترجمہ: آگے کیا مسئلہ پیش آتا ہے جو ہوا وہ سو ہوا یعنی میں اپنے حال سے خوش ہوں۔

صـــافی چـــو بشـــد بـــہ دور ســـعدی

زیـــن پـــس مـــن و دردی خرابـــات

ترجمہ: صافی تو سعدی کے دور میں تمام ہوئی اس کے بعد میں ہوں اور میکدے کی تلچھٹ ہے۔

غزل ۱۵-

یـــار بایـــد کـــہ ہـــر چـــہ یـــار کنـــد

بـــر مـــراد خـــود اختیـــار کنـــد

ترجمہ: دوست کو چاہئے کہ ہر اک کام اپنے دوست کی مرضی کے مطابق ہی کیا کرے۔

زینہـــار از کســـی کـــہ در غـــم دوســـت

پیـــش بیگانـــہ زینہـــار کنـــد

ترجمہ: ان لوگوں سے دور رہنا کہ غم دوست کی حالت میں غیر کی پناہ لیتے ہیں۔

بـــار یـــاران بکـــش کـــہ دامـــن گـــل

آن بـــرد کاحتمـــال خـــار کنـــد

ترجمہ: دوستوں کا بوجھ برداشت کرو کانٹوں کی چبھن برداشت کرنے والا ہی اپنی جھولی پھولوں سے بھر کر لے جاتا ہے۔

خانـــــه عشـــــق در خراباتســـــت

نیکنـــــامی دراو چــــه کـــــار کنــــد

ترجمہ: عشق کا مقام تو میکدے میں ہے۔ نیک نامی کا یہاں کیا کام ہے؟

شـــــہربند ہـــــوای نفـــــس مبـــــاش

ســـگ شـــہراســـتخوان شـــکار کنـــد

ترجمہ: خواہش کے بازار کا خوگر نہ ہو کیونکہ بازاری کتا ہڈی کے شکار کے درپئے رہتا ہے۔

ہـــــرشـــــبی یـــــار شـــــاہدی بـــــودن

روز ہشـــــیاریت خمـــــار کنـــــد

ترجمہ: ہر رات کو نئے معشوق کی فکر، کل کی ہوشیاری کو خراب کردے گی۔

قاضـــــی شـــــہر عاشـــــقان بایـــــد

کـــه بـــه یـــک شـــاہد اختصـــار کنـــد

ترجمہ: شہر کے قاضی کو چاہئے کہ وہ ایک ہی معشوق پر گزارا کرے۔

ســـــرســـــعدی ســـــرای سلطانســـــت

نـــــادرآن جـــــاکســـــی گـــــذار کنـــد

ترجمہ: سعدی کا سر بادشاہ کا محل ہے وہاں کسی دوسرے کا گزر نہیں ہوسکتا۔

غزل ۱۶-

مبـــارک تـــرشـــب و خـــرم تـــرین روز

بـــه اســـتقبالم آمـــد بخـــت پـــیروز

ترجمہ: جب میرے بخت نے تیرا استقبال کیا وہ رات کتنی مبارک تھی وہ دن کتنا خوشی کا تھا۔

دہـــل زن گـــو دو نوبـــت زن بشـــارت

کـــه دوشـــم قـــدر بـــود امـــروز نـــوروز

ترجمہ: منادی سے کہو کہ دن میں دو بار ڈھول پیٹے اسر اعلان کرے کہ پچھلی رات شب قدر تھی اوراج کا دن سال کا نیادن ہے۔

مہ است این یا ملک یا آدمیزاد

پری یا آفتاب عالم افروز

ترجمہ: یہ چاند ہے یا فرشتہ ہے یا آدمی زاد، پری ہے دنیا کو روشن کرنے والا سورج ہے۔

ندانستی کہ ضدان در کمینند

نکو کردی علی رغم بدآموز

ترجمہ: تم کو معلوم ہی نہیں کہ دشمنوں نے کمندیں بچھائی ہیں بُرا چاہنے کے مقابلہ میں تم نے اچھا ہی کیا۔

مرا با دوست ای دشمن وصالست

تو را گر دل نخواهد دیده بردوز

ترجمہ: اے مخالف میں دوست سے مل چکا ہوں اگر تمہارا دل نہیں مانتا تو اپنی آنکھ کو سی لے۔

شبان دانم کہ از درد جدایی

نیاسودم ز فریاد جہان سوز

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ کتنی ہی جدائی کی راتوں کو مجھے جہان جلانے والی فریاد سے کچھ نہ حاصل ہوا۔

گر آن شب های با وحشت نمی بود

نمی دانست سعدی قدر این روز

ترجمہ: اگران راتوں میں وحشت نہ ہوتی تو سعدی کو ان خوشی کے دنوں کی قدر نہ ہوتی۔یعنی دکھ سے ہی سکھ کی قدر ہوتی ہے۔

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

(غالب)

غزل ۱۷-

اتفاقم به سر کوی کسی افتاده ست

که در آن کوی چو من کشته بسی افتاده ست

ترجمہ: میں کس معشوق کی گلی سے گذرا ہوں کہ وہاں مجھ جیسے بہت سے کشتہ و ہلاک لوگ پڑے ہوئے ہیں۔

خبر ما برسانید به مرغان چمن

که هم آواز شما در قفسی افتاده ست

ترجمہ: ہماری خبر ہمارے ساتھی مرغان چمن تک پہنچادو کہ تمہارا ہم آواز ساتھی قفس میں پڑا ہے۔

به دلارام بگوای نفس باد سحر

کار ما هم چو سحر با نفسی افتاده ست

ترجمہ: اے بادصبا کے جھونکو میرے معشوق کو بتادو کہ اس کے فراق میں، میری حالت بھی سحر ہی جیسی ہے یعنی سسکیاں بھرنا۔ ٹھنڈی آہیں بھرنا۔

بند بر پای تحمل چه کند گر نکند

انگبین است که در وی مگسی افتاده ست

اس قیدی میں صبر وتحمل کے سوا کوئی چارہ نہیں میری حالت شہد میں لپٹی ہوئی مکھی جیسی ہے۔

هیچکس عیب هوس باختن ما نکند

مگر آن کس که به دام هوسی افتاده ست

ترجمہ: جوشخص ہمیشہ دام ہوس میں پڑا ہو وہی میرا ایک بار ہوس میں پڑنے کا عیب بیان کرے گا۔

سعدیا حال پراکندهٔ گوی آن داند

که همه عمر به چوگان کسی افتاده ست

ترجمہ: سعدی مجھ سے پریشان شخص کا حال وہی جانتا ہے کہ جو ہمیشہ کسی کے چوگان ☆ یعنی سر مڑے ہوئے بلے کی زد میں رہا ہو۔

☆ چوگان: چوب وگان مرکب است۔ چوب بلند سر کجی است کہ در بازی گوی بکار برند۔ (جہانگیری)

غزل ۱۸-

نہ دسترسی بہ یارداریم
نہ طاقت انتظارداریم

ترجمہ: نہ تو معشوق تک میری پہنچ ہے اور نہ ہی مجھے طاقت انتظار ہے۔

ہر جور کہ از تو بر من آید
از گردش روزگارداریم

ترجمہ: تم جو بھی ظلم اور جور مجھ پر کرو میں اسے زمانہ کی کارستانی سمجھوں گا۔ یعنی ظلم کو تم سے منسوب نہیں کروں گا۔

دردل غم توکنم خزینہ
گر یک دل وگر ہزارداریم

ترجمہ: اگر میرے پاس ایک کے بدلے ہزار دل ہوتے تو بھی میں ان میں تمہارے غم کا خزانہ ہی جمع کرتا۔

این خستہ دلم چو موی باریک
از زلف تو یادگارداریم

ترجمہ: یہ ٹوٹا ہوا دل بال کی طرح باریک نرم اور چمکدار ہے تمہاری گرہ زلف کی یاد تازہ کرتا ہے۔

من کاندہ توکشیدہ باشم
اندوہ زمانہ خوارداریم

ترجمہ: میں کہ جس نے تمہارے غم کھینچے ہیں زمانے میں ذلیل وخوار ہوا۔

درآب دو دیـــــدہ از تـــو غـــرقم
وامیـــــد لـــــب وکنـــــاردارم

ترجمہ: میں تمہارے غم میں دونوں آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں میں ڈوبا ہوں تمہارے ہونٹ اور پہلو یا کناروں سے ناامید بھی نہیں ہوں۔

دل بـــردی وتـــن زدی ہمیـــن بـــود
مـــن بـــا تـــو بســـی شـــماردارم

ترجمہ: تم نے میرا دل لوٹ لیا اور بدن کو یہیں چھوڑ دیا (اے غارت گر اتنی بھی کیا جلدی تھی) مجھے تم سے بہت سے کام تھے۔!!!

غزل ۱۹-

دلـم دل از ہـوس یـار بـر نمـی گـیرد
طـریق مـردم ہشـیار بـر نمـی گـیرد

ترجمہ: میرے دل سے معشوق کی خواہش نہیں نکلے گی۔ اور یہ عیاروں کی راہ پر نہیں چلتا۔

بـلای عشـق خـدایا ز جـان مـا برگـیر
کـہ جـان مـن دل از ایـن کـار بـر نمی گیرد

ترجمہ: اے خدا مجھ سے یہ بلائے عشق مجھ سے دور کر کیونکہ یہ میرے بس کی بات نہیں تو ہی یہ کرسکتا ہے۔

ہمـی گـدازم و مـی سـازم و شکیبا ییسـت
کـہ پـردہ از سـر اسـرار بـر نمـی گـیرد

ترجمہ: کسی طرح سے نبھا کر رہا ہوں لیکن رازوں کا راز مجھ پر ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔

وجـود خسـتہ مـن زیـر بـار جـور فلـک
جفـای یـار بـہ سـر بار بـر نمـی گـیرد

ترجمہ: میرا جو دفلک کے بوجھ کے نیچے ٹوٹ چکا ہے اب دل دوست کی جفا کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے۔

رواست گر نکند یار دعوی یاری
چو بار غم زدل یار برنمی گیرد

ترجمہ: دوست کے لئے روا ہے کہ وہ دوستی کا دعویٰ ترک کرے۔ کیونکہ معشوق کا دل بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

چه باشدار به و فاد ست گیردم یک بار
گرم زدست به یک بار برنمی گیرد

ترجمہ: کیا ہوگا اگر میں ایک بار معشوق کا پکڑلوں اور وہ ایک بھی ہاتھ نہ چھڑائے یعنی میرا ہاتھ پکڑ رکھے۔

بسوخت سعدی در دوزخ فراق و ہنوز
طمع زوعده دیدار برنمی گیرد

ترجمہ: سعدی کو فراق کے دوزخ نے جلا کر رکھ دیا ہے۔ اب بھی اس کو یار کے وعدہ دیدار پر بھروسہ ہے۔

غزل ۲۰-

سلسلهٔ موی دوست حلقه دام بلاست
هر که درا ین حلقه نیست فارغ ازا ین ماجرا ست

ترجمہ: معشوق کے گھنگریالے بال بلا کے جال کے حلقے ہیں جو اس حلقے میں نہیں پھنسا وہ یہ لطف کیا جانے۔

گر بزنندم به تیغ در نظرش بی دریغ
دیدن او یک نظر صد چو منش خونبهاست

ترجمہ: اگراس کے سامنے مجھ پر تیغ بھی چلائے تو بھی اس کی ایک مجھ سے سینکڑوں کا خون بہا ہے۔

گــر بــرود جــان مــادر طلــب وصــل دوســت

حیف نبا شد که دو ست دو ست تراز جان ما ست

ترجمہ: اگر معشوق کی طلب میں میری جان بھی چلی جائے تو بھی مجھے افسوس نہیں ہوگا کیونکہ وہ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر پیارا ہے۔

دعــویٔ عشــاق راشــرع نخواہــد بیــان

گونــۂ زردش دلیــل نالــہ زارش گواســت

ترجمہ: عاشق کا دعوی بیان کا محتاج نہیں ہوتا اس کا پیلا چہرہ اور گریہ زاری ہی اس کے عشق کے گواہ ہیں۔

مایــۂ پرہیزگــار قــوت صــبر اســت وعقــل

عقــل گرفتــار عشــق صــبر زبــون ہواســت

ترجمہ: پرہیز گاروں کی دولت، صبر ہے اور خردمندی لیکن میرے معاملہ میں عقل عشق میں گرفتار ہے اور صبر ہوا ہے یعنی رخصت ہو چکا ہے۔

دلشــدۂ پایبنــد گــردن جــان درکمنــد

زہرۂ گفتار نہ کاین چہ سبب وان چرا ست

ترجمہ: دل گرویدہ ہوا اور روح عشق میں مبتلا ہوگئی یہ اور وہ اس کا سبب پوچھنے کی ہمت نہیں۔

مالــک ملــک وجــود حــاکم ردو قبــول

ہر چہ کند جور نیست ور تو بنالی جفا ست

ترجمہ: وہ جسم کا مالک اور ردو قبول کا سزاوار بھی وہی ہے۔ وہ جو بھی کرے اور اگر تو نالہ وفریاد کرتا ہے تو یہ جفا ہے یعنی ناشکری۔

تیــغ بــرآر از نیــام زہــر بــر افکن بــہ جــام

کــز قبــل مــا قبــول وز طــرف مــا رضاســت

ترجمہ: چاہے تو نیام سے تلوار نکال یا جام میں زہر ڈال مجھے سب قبول ہے۔ تیری رضا میں میری رضا ہے۔

گر بنوازی به لطف ور بگدازی به قهر

حکم تو بر من روان زجر تو بر من رواست۔

ترجمہ: اگر لطف سے نوازو یا مجھے سختی سے پگھلاؤ تیرا حکم میرے سر ماتھے تیری ڈانٹ بھی روا ہے۔

ہر که به جور رقیب یا به جفای حبیب

عهد فرامش کند مدعی بی وفاست

ترجمہ: جو دوست کی جفا یا رقیب کی جور سے وفا ترک کرے وہ بے وفا اور جھوٹا دعوے دار ہے۔

سعدی از اخلاق دوست ہر چه برآید نکوست

گو ہمه دشنام گو کز لب شیرین دعاست

ترجمہ: سعدی دوست جو بھی سلوک کرے وہی درست ہوتا ہے شیرین ہونٹوں سے گالی بھی دعا ہے۔

غزل ۲۱-

ہر شب اندیشه دیگر کنم و رای دگر

که من از دست تو فردا بروم جای دگر

ترجمہ: ہر رات کو میرے دل میں نئے خیال آتے ہیں کہ کل میں تم سے دور کہیں چلا جاوں گا۔

بامدادان که برون می نهم از منزل پای

حسن عهدم نگذارد که نهم پای دگر

ترجمہ: صبح کو جب میں گھر سے نکلتا ہوں تو تیرا وعدہ مجھے کسی طرف قدم اٹھانے سے روک لیتا ہے۔

ہر کسی را سر چیزی و تمنای کسیست

ما به غیر از تو نداریم تمنای دگر

ترجمہ: ہر کسی کو کسی چیز یا کسی شخص کی تمنا ہوتی ہے۔ مجھے تمہارے بغیر کسی کی تمنا نہیں۔

زان کہ ہرگز بہ جمال تو در آیینہ وہم

متصور نشود صورت و بالای دگر

ترجمہ: کسی کے وہم کے آئینہ میں تمہارے جیسے حسین و جمیل کا کر تصور پیدا نہیں ہو سکا۔

وامقی بود کہ دیوانہ عذرایی بود

منم امروز و تویی وامق و عذرای دگر

ترجمہ: کسی وقت وامق عذرا کا دیوانہ تھا اس عہد کے وامق و عذرا میں اور تم ہی ہیں۔

و قت آن ست که صحرا گل و سنبل گیرد

خلق بیرون شده ہر قوم به صحرای دگر

ترجمہ: صحراوں میں پھولوں کی چادر بچھنے کا وقت آ گیا ہے لوگ گروہ در گروہ سیر کو نکلے ہیں۔

بامدادان بہ تماشای چمن بیرون آی

تا فراغ از تو نماند بہ تماشای دگر

ترجمہ: تم صبح سویرے چمن کی سیر کے لئے آ جاو تا کہ دوسرے کام تمہاری فراغت میں مخل نہ ہو جائیں۔

ہر صباحی غمی از دور زمان پیش آید

گویم این نیز نہم بر سر غم ہای دگر

ترجمہ: ہر صبح دور کہیں سے اک نیا غم درپیش آتا ہے۔ میں سوچتا ہوں میں ہر نئے غم کو پرانے کے اوپر ڈال دوں گا۔ یعنی غم پر غم لادے جا رہا ہوں۔

باز گویم نه که دوران حیات این ہمه نیست

سعدی امروز تحمل کن و فردای دگر

ترجمہ: پھر دوہرا رہا ہوں کہ زندگی کا یہ دور ہمیشہ نہیں رہے گا۔ سعدی صرف آج اور کل

برداشت کر زندگی کٹ جائے گی۔

غزل ۲۲-

مـــارا ہمـــہ شـــب نمـــی بـــرد خـــواب
ای خفتـــــہ روزگـــــار دریـــــاب

ترجمہ: مجھے ایک رات بھی نیند نہیں آئی اے ہمیشہ سوئے رہنے والے معشوق جاگ اور میری خبر لے۔

در بادیـــــہ تشـــــنگان بمردنـــــد
وز حلـــہ بـــہ کوفـــہ مـــی رود آب

ترجمہ: پیاسے صحرا میں پانی پانی کرتے مر گئے اور حِلہ سے کوفہ کی طرف پانی اب بھی بہہ رہا ہے۔

ای ســـخت کمـــان سســـت پیمـــان
ایـــن بـــود وفـــای عہـــد اصـــحاب

ترجمہ: اے بانکی کمان اور کمزور عہد والے معشوق، کیا دوستوں کی یہی روش ہوا کرتی ہے۔

خـــار اســـت بـــہ زیـــر پہلـــوانم
بـــی روی تـــو خوابگـــاہ ســـنجاب

ترجمہ: تمہارے بغیر مجھے پہلوؤں کے نیچے گلہری کی چمڑی کا نرم بستر بھی کانٹوں بھرا لگتا ہے۔

ای دیـــدہ عاشـــقان بـــہ رویـــت
چـــون روی مجـــاوران بـــہ محـــراب

ترجمہ: تمہارے چہرہ پر عاشقوں کی آنکھیں اس طرح ٹھہری ہیں جس طرح نمازیوں کی نظر محراب پر ہوتی ہے۔

مـــن تـــن بـــہ قضـــای عشـــق دادم
پیرانـــہ ســـر آمـــدم بـــہ کتـــاب

ترجمہ: میں نے تن بدن کو عشق کے آگے دوتا کر دیا۔اور بڑھاپے میں یہ درس سیکھ رہا ہوں۔

زہر از کف دست نازنینان
در حلق چنان رود که جلاب

ترجمہ: معشوقوں کے ہاتھ سے پلایا گیا زہر حلق سے عرق گلاب کی طرح اتر رہا ہے۔

دیوانہ کوی خوبرویان
دردش نکند جفای بواب

ترجمہ: معشوقوں کا چاہنے والا چوکیداروں اور دربانوں کی جھڑکوں سے سے نہیں ڈرتا۔

سعدی نتوان بہ ہیچ کشتن
الا بہ فراق روی احباب

ترجمہ: ناتواں سعدی کو معشوق سے جدا کئے بغیر کبھی موت نہیں آسکتی۔

غزل ۲۳-

اگر تو فارغی از حال دوستان یارا
فراغت از تو میسر نمی شود مارا

ترجمہ: اے معشوق اگر تم دوستوں سے فارغ ہو گئے یعنی انہیں بھلا دیا ہے لیکن ہمیں تو تم سے فراغت نہیں ہوئی یعنی ہم اب بھی تمہیں چاہتے ہیں۔

تو را در آینہ دیدن جمال طلعت خویش
بیان کند کہ چہ بود دست ناشکیبارا

ترجمہ: تمہیں آئینے میں اپنا جمال دیکھتے ہو تمہیں کوئی دکھی اپنا حال کیا سنائے۔

بیا کہ وقت بہار ست تا من و تو بہم
بہ دیگران بگذاریم باغ و صحرارا

ترجمہ: بہار کا موسم آچکا ہے آؤ تم اور ہم مل بیٹھیں اور باقی لوگوں کو باغ اور میدان کی سیر

کرنے دو۔

به جای سرو بلند ایستاده بر لب جوی

چرا نظر نکنی یار سرو بالا را

ترجمہ: تم لوگ نہر کے کنارے سرو کے اونچے پیڑ کو کس لئے دیکھتے ہو تم معشوق کے قد بالا کو کیوں نہیں دیکھتے ہو۔

شمایلی که در اوصاف حسن ترکیبش

مجال نطق نماند زبان گویا را

ترجمہ: کیا مجال ہے زبان میں طاقت گویائی ہی نہیں کہ وہ معشوق کی شکل و بیان کر سکے۔

که گفت در رخ زیبا نظر خطا باشد

خطا بود که نبینند روی زیبا را

ترجمہ: کون کہتا ہے کہ معشوق کے چہرے کو دیکھنا گناہ ہے۔ گناہ تو یہ ہوگا کہ اس کے چہرے کو نہ دیکھیں۔

به دوستی که اگر زهر باشد از دستت

چنان به ذوق ارادت خورم که حلوا را

ترجمہ: اگر معشوق نے اپنے ہاتھ سے زہر ہی کیوں نہ ملایا ہوا ہو تو بھی ہم اس کو شیرینی سمجھ کر شوق سے کھالیں گے۔

کسی ملامت وامق کند به نادانی

حبیب من که ندیدست روی عذرا را

ترجمہ: جس نے عذرا کا چہرہ نہیں دیکھا وہ نادان وامق کو برا بھلا کہے گا۔

گرفتم آتش پنهان خبر نمی داری

نگاه می نکنی آب چشم پیدا را

ترجمہ: میں نے مانا وہ چھپی ہوئی آگ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن وہ ظاہری آنسوؤں کو بھی نہیں دیکھتا۔

نگفتمت کہ بہ یغما رود دلت سعدی
چو دل بہ عشق دہی دلبران یغما را

ترجمہ: میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ سعدی کا دل لوٹ لیا جائے گا۔ جب غارت گر معشوق کو دل دیا جائے تو یہی ہوتا ہے۔

ہنوز با ہمہ دردم امید درمانست
کہ آخری بود آخر شبان یلدا را

ترجمہ: اس درد و رنج کے باوجود مجھے امید ہے کہ وہ میرا درمان ہوگا کیونکہ سردیوں کی بہت لمبی رات کی بھی تو صبح ہوتی ہے۔

غزل ۲۴۔

آن نہ عشقست کہ از دل بدہان می آید
وآن نہ عاشق کہ ز معشوق بجان می آید

ترجمہ: عشق وہ نہیں جو دل سے زباں پر آئے۔ وہ بھی عاشق نہیں جو معشوق سے سخت رنجیدہ ہو۔

گو برو در پس زانوی سلامت بنشین
آنکہ از دست ملامت بفغان می آید

ترجمہ: جو معشوق کو برا بھلا کہہ رہا ہے اور رو رہا ہے اس سے کہو وہ جائے سر زانو پر رکھ کر آرام سے بیٹھ جائے۔

کشتی ہر کہ درین ورطۂ خونخوار افتاد
نشنیدیم کہ دیگر بکران می آید

ترجمہ: اس خونخوار گرداب میں جس کی کشتی پھنسی ہے اس نے واپسی کا ارادہ نہیں کیا۔

یا مسافر کہ درین بادیہ سرگردان شد
دیگر از وی خبر و نام و نشان می آید

ترجمہ: اس دشت میں سرگرداں آنے والے عاشق نے اپنے علاوہ کسی دوسرے کا نام ونشاں نہیں دیکھا۔

چشم رغبت کہ بد یدارکسی کردی باز
باز برہم منہ ارتیروسنان می آید

ترجمہ: جب تم کسی کو محبت کی نظر سے دیکھو تو پھر تیروسنان کی برسات میں نظر اسی پر ٹکی رہنا چاہئے۔

عاشق آنست کہ بیخویشتن از ذوق سماع
پیش شمشیر بلا رقص کنان می آید

ترجمہ: عاشق وہ ہے جو ذوق سماع سے بے قابو ہو کر دشمن کی ننگی تلوار کے سامنے رقص کرے۔

حاش للہ کہ من از تیر بگردانم روی
گر بدانم کہ ازان دست وکمان می آید

ترجمہ: خدا معاف کرے میں معشوق کے پھینکے ہوئے تیر سے بھاگوں یا پیٹھ پھیر جاؤں۔

کشتہ بیذند و مقا تل نشنا سند کہ کیست
کاین خدنگ از نظر خلق نہان می آید

ترجمہ: وہ کشتگاں کو تو دیکھ رہے لیکن قاتل کو پتہ نہیں کہ کون ہے کیونکہ یہ نظر کا تیر لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا۔

اندرون باتو چنان انس گرفتست مرا
کہ ملالم ز ہمہ خلق جہان می آید

ترجمہ: میں تم سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ ساری دنیا کی ملامت جھیلنا پڑ رہی ہے۔

شرط عشقست کہ از دوست شکایت نکنند
لیکن از شوق حکایت بزبان می آید

ترجمہ: عشق کی پہلی شرط ہے کہ معشوق کی شکایت نہ کی جائے لیکن اگر حکایت شوق سے زباں پر چلی آئے تو معاملہ الگ ہے۔

غزل ۲۵-

یـــار بـــا مـــا بـــی وفـــایی مـــی کنـــد
بـــی گنـــاه از مـــن جـــدایی مـــی کنـــد

ترجمہ: میرا معشوق بے وفا ہو گیا ہے اور میرے قصور کے بغیر ہی مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔

شـــمع جـــانم را بکشـــت آن بـــی وفـــا
جـــای دیگـــر روشـــنایی مـــی کنـــد

ترجمہ: اس بے وفا نے میری شمعِ جان بجھا دی اور وہ کہیں اور اپنی روشنی بکھیر رہا ہے۔

مـــی کنـــد بـــا خـــویش خـــود بیگـــانگی
بـــا غریبـــان آشـــنایی مـــی کنـــد

ترجمہ: وہ اپنوں سے غیروں جیسا سلوک کرتا ہے اور اجنبی لوگوں سے آشنائی کرتا ہے۔

جو فـــروش اســـت آن نگـــار ســـنگدل
بـــا مـــن او گنـــدم نمـــایی مـــی کنـــد

ترجمہ: وہ سخت دل معشوق جوفروش ہے اور مجھے گندم دکھاتا ہے یعنی مجھ سے دوغلا سلوک کرتا ہے۔

یـــار مـــن اوبـــاش و قـــلاش اســـت و رنـــد
بـــر مـــن او خـــود پارســـایی مـــی کنـــد

ترجمہ: میرا دوست اوباش قلاش اور بدچلن ہے لیکن مجھ پر اپنی پارسائی ظاہر کرتا ہے۔

ای مســـلمانان بـــه فریـــادم رســـید
کـــان فلانـــی بـــی فـــایی مـــی کنـــد

ترجمہ: اے مسلمانو میری فریاد سنو کہ فلاں نے مجھ سے بے وفائی کی ہے۔ اسلام میں عہد

شکنی اور وعدہ خلافی کی گنجائش نہیں اس لئے مسلمانوں سے شکایت کی۔

کشتی عمرم شکسته ست از غمش

از من مسکین جدایی می کند

ترجمہ: غم کی موجوں نے میری عمر کی کشتی کو توڑ دیا ہے دیکھو وہ مجھ مسکین سے الگ ہو گیا۔

آنچه با من می کند اندر زمان

آفت دور سمایی می کند

ترجمہ: جو سلوک فلک جور پیشہ کرتا ہے اس نے میرے ساتھ وہی سلوک کیا ہے۔

سعدی شیرین سخن در راه عشق

از لبش بوسی گدایی می کند

ترجمہ: شیریں زبان سعدی عشق کی راہ میں معشوق کے ہونٹوں کے بوسی کی گدائی کرتا ہے۔

غزل ۲۶-

در آن نفس که بمیرم در آرزوی تو باشم

بدان امید دهم جان که خاک کوی تو باشم

ترجمہ: جب میری موت ہو تو تیری آرزو میں ہوتا کہ میری روح تیرے کوچہ کا پیوند ہو جائے۔

به وقت صبح قیامت که سر ز خاک برآرم

به گفت و گوی تو خیزم به جست و جوی تو باشم

ترجمہ: قیامت کی صبح جب میں خاک جھاڑتا ہوا اُٹھوں تو میری زباں پر ترا ذکر ہوگا اور میرے دل میں تیری جستجو ہوگی۔

به مجمعی که درآیند شاهدان دو عالم

نظر به سوی تو دارم غلام روی تو باشم

ترجمہ: جس مجمع اور محفل میں دو عالم کے حسین جمع ہوں گے وہ سب جب تجھے دیکھیں گے

تیرے غلام بن جائیں گے۔

به خوابگاه عدم گر هزار سال بخسبم

ز خواب عاقبت آگه به بوی موی تو باشم

ترجمہ: اگر میں عدم کی خوابگاہ میں ہزار سال بھی سویا رہوں تو بھی عاقبت کار تمہاری زلفوں کی خوشبو سونگھ کر جاگ اٹھوں گا۔

حدیث روضه نگویم گل بهشت نبویم

جمال حور نجویم دوان به سوی تو باشم

ترجمہ: جنت کے باغوں کی بات نہیں کرتا میں بہشت کے پھول نہیں سونگھتا مجھے حور کا جمال نہیں چاہئے جہاں تو ہوگا میں وہی۔ دوڑ کر پہنچوں گا۔

می بهشت ننوشم ز دست ساقی رضوان

مرا به باده چه حاجت که مست روی تو باشم

ترجمہ: میں جنت کے پاسبان کے ہاتھوں سے شراب نہیں پیوں گا مجھے شراب کی کیا ضرورت ہے میں تو تمہارے چہرے کو دیکھ کر مست ہوں۔

غزل ۲۷-

تا حال منت خبر نباشد

در کار منت نظر نباشد

ترجمہ: جب تم میری بے بسی اور بے سروسامانی کا سنو تم میری حالت پر ایک نظر ڈال دو۔

تا قوت صبر بود کردیم

دیگر چه کنیم اگر نباشد

ترجمہ: جہاں تک ہوسکا میں نے صبر کیا اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرسکتا ہوں۔

آیین وفا و مهربانی

در شهر شما مگر نباشد

ترجمہ: اے معشوق تمہارے شہر میں مگر وفا ومہر کا دستور نہیں۔

گوینـــد نظـــر چـــرا نبســـتی

تـــا مشـــغله و خطـــر نباشـــد

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب تم نے اردگرد خطرہ دیکھا تو اپنی نظر بند کیوں نہ کی۔

ای خواجـــه بـــرو کـــه جهـــد انســـان

بـــا تـــیر قضـــا اســـپر نباشـــد

ترجمہ: آؤ، آؤ، اے مالک تمہیں یہ پتہ نہیں جب موت آتی ہے تو ڈھال کام نہیں کرتی ہے۔

ایـــن شـــور کـــه در ســـر اســـت مـــارا

وقـــتی بـــرود کـــه ســـر نباشـــد

ترجمہ: یہ عشق کا جوش وولولہ، جب تک ہمارا سر ہے تب تک رہے گا ناں۔

بیچـــاره کجـــا رود گرفتـــار

کـــز کـــوی تـــو ره بـــه در نباشـــد

ترجمہ: تمہارے کوچہ کا اسیر تیرا در چھوڑ کر اور کہاں جائے گا۔

چـــون روی تـــو دلفریـــب و دلبنـــد

در روی زمیـــن دگـــر نباشـــد

ترجمہ: تمہارے جیسا دلچسپ اور دل کو لبھانے والا اس زمیں ہر اور کوئی چہرہ نہیں۔

در پـــارس چنیـــن نمـــک ندیـــدم

در مصـــر چنیـــن شـــکر نباشـــد

ترجمہ: میں نے فارس میں ایسا نمکین حسن نہیں دیکھا اور نہ ہی مصر میں ایسا شیرین معشوق دیکھا۔

گـــر حکـــم کـــنی بـــه جـــان ســـعدی

جـــان از تـــو عـــزیزتر نباشـــد

ترجمہ: اگر تم سعدی کی جان بھی طلب کرو گے تو وہ اپنی جان عزیز بھی دیدے گا۔

غزل ۲۸-

مرا خود با تو چیزی در میان ہست

وگرنہ روی زیبا در جہان ہست

ترجمہ: میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز آڑے آ گئی ہے ورنہ تیرا خوبصورت رخ اس دنیا میں موجود ہے۔

وجودی دارم از مہرت گدازان

وجودم رفت و مہرت ہمچنان ہست

ترجمہ: میرا وجود تیری مہر سے پگھل چکا ہے وجود مٹ گیا لیکن محبت جوں کی توں باقی ہے۔

مبر ظن کز سرم سودای عشقت

رود تا بر زمینم استخوان هست

ترجمہ: جب تک میری ہڈیاں اس زمین پر ہیں تب تک میرے سر سے تیری محبت نہیں نکلے گی۔

اگر پیشم نشینی دل نشانی

وگر غایب شوی در دل نشان هست

ترجمہ: اگر تم میرے پاس رہو تو یہ دل تمہاری رہائش گاہ ہے اگر تم چلے جاو بھی تو بھی تمہارے نشان باقی رہیں گے۔

بہ گفتن راست ناید شرح حسنت

ولیکن گفت خواہم تا زبان هست

ترجمہ: تمہارے حسن کا بیان ممکن نہیں جب تک منہ زبان ہے میں یہ شغل جاری رکھوں گا۔

ندانم قامتست آن یا قیامت

کہ می گوید چنین سرو روان ہست

ترجمہ: میں نہیں جانتا وہ قامت ہے یا کہ قیامت، گویا سرو کا پیڑ چلتا ہے۔

توان گفتن بہ مہ مانی ولی ماہ
نپندارم چنین شیرین دھان ہست

ترجمہ: تمہیں چاند کہتا ہوں لیکن کیا تمہارے مکھڑے جیسا چاند ہے بھی یا نہیں۔

بجز پیشت نخواہم سر نہادن
اگر بالین نباشد آستان ہست

ترجمہ: میں تمہارے علاوہ کہیں سر نہیں رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تکیہ نہیں ملتا تمہارا آستانہ ہی سہی۔

برو سعدی کہ کوی وصل جانان
نہ بازاریست کان جا قدر جان ہست

ترجمہ: جاؤ سعدی معشوق کے وصال کی گلی کوئی بازار نہیں کہ وہاں جان کی قیمت ہوتی ہے۔ یعنی وہاں جان بے قیمت شئے ہے۔

غزل ۲۹-

منم این بی تو کہ پروای تماشا دارم
کافرم گر دل باغ و سر صحرا دارم

ترجمہ: میں تیرے علاوہ اگر کسی کو دیکھوں یا کسی باغ و میدان کی سیر کروں تو یہ سخت ناشکری ہوگی۔

بر گلستان گذرم بی تو و شرمم ناید
در ریاحین نگرم بی تو و یارا دارم

ترجمہ: اگر تمہارے بغیر باغ میں جاؤں تو کیا مجھے شرم نہیں آئے گی۔ میں تجھے چاہتا ہوئے اور گل و سبزہ کو دیکھوں؟

کہ نہ بر نالہ مرغان چمن شیفتہ ام
کہ نہ سودای رخ لالہ حمرا دارم

ترجمہ: میں مرغان چمن کے نالوں کا بھی رسیانہیں اور نہ مجھے کسی رخِ سرخ لالہ سودا یا تمنا ہے۔

بر گل روی تو چون بلبل مستم والہ

بہ رخ لالہ و نسرین چہ تمنا دارم

ترجمہ: میں بلبل کی طرح تمہارے چہرہ پر عاشق ہوں، مجھے رخِ لالہ و نسرین کے دیکھنے کی بھی تمنانہیں۔

گرچہ لایق نبود دست من و دامن تو

ہر کجا پای نہی فرق سر آن جا دارم

ترجمہ: کیونکہ میرا ہاتھ تمہارے دامن کو تھامنے کے لائق نہیں، اس لئے جہاں تو پاوں رکھتا ہے میں اس کے نیچے سر رکھتا ہوں یعنی تمہارے پاوں کے نیچے سر رکھتا ہوں۔

گر بہ مسجد روم ابروی تو محراب من است

ور بہ آتشکدہ زلف تو چلیپا دارم

ترجمہ: جب مسجد میں جاتا ہوں تو اس کا محراب تیرا ابرو دکھائی دیتا ہے اگر آتش کدہ میں جاتا ہوں تیری زلف، زرین صلیب دکھائی دیتی ہے۔

دلم از پختن سودای وصال تو بسوخت

تو من خام طمع بین کہ چہ سودا دارم

ترجمہ: میرا دل سوز نہانی سے جل گیا تم ذرا مجھ، خامِ طمع شخص کا سودائی پن تو دیکھو۔

عقل مسکین بہ چہ اندیشہ فرادست کنم

دل شیدا بہ چہ تدبیر شکیبا دارم

ترجمہ: شیدائی دل کو کس طرح صبر و قرار آئے وہ بیچارہ عقل کی کس طرح مان لے۔؟

سر من دار کہ چشم از ہمگان در دوزم

دست من گیر کہ دست از دو جہان وا دارم

ترجمہ: میرے سر کی لاج رکھنا کہ میں نے ہر طرف سے آنکھ بند کرلی ہے۔ میرا ہاتھ تھام لے کہ میں نے دو جہانوں سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا ہے۔

با تو ام یک نفس از بہشت بہشت اولی تر

من کہ امروز چنینم غم فردا دارم

ترجمہ: لحظہ بھر کی تیری رفاقت جنت سے بڑھ کر ہے میں آج جس بھی حال میں ہوں کل کی فکر کرتا ہوں۔

سعدی خویشتنم خوان کہ بہ معنی ز تو ام

کہ بہ صورت نسب از آدم و حوا دارم

ترجمہ: سعدی آدم و حوا سے ظاہری نسبت رکھتا ہوں اے معشوق تم مجھے اپنا ہی کہو کہ میری حقیقت تم ہو۔

غزل ۳۰۔

بگذار تا مقابل روی تو بگذریم

دزدیده در شمایل خوب تو بنگریم

ترجمہ: مجھے اجازت دے تا کہ میں اپنا چہرہ تیرے چہرے کے سامنے کروں اور پنہاں طور پر تمہارے خوبصورتی کو دیکھوں۔ نیاوریم دز دیدہ نگریستن یعنی نگاہ پنہانی۔

شوق است در جدایی و جور است در نظر

ہم جور بہ کہ طاقت شوقت نیاوریم

ترجمہ: جدائی حالت میں اضطراب برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی اس لئے تیرے وصال (کے بعد ممکنہ) جور و ستم جھیلے، بہتر ہیں۔

روی ار بہ روی ما نکنی حکم از آن تو ست

باز آکہ روی در قدمانت بگستریم

ترجمہ: تم اگر اپنا چہرے میری طرف نہیں کرتے ہو یا دوسری طرف پھیر دیتے ہو ایسا مت کرو کہ میں اپنا چہرہ تیرے قدموں میں رکھ دوں گا۔ حکم از آن توست یعنی اختیار با تو است۔

ما را سریست با تو که گر خلق روز گار
دشمن شوندو سر برودہم برآن سریم

ترجمہ: مجھے تم سے مطلب یعنی کام ہے اگر تمام لوگ میرے دشمن ہو جائیں اگر سر بھی چلا جائے تو بھی میں اپنے مقصد اور ارادہ پر ڈٹا رہوں گا۔ سر برود یعنی کشتہ ہونا۔ بر سری بودن یعنی بران قصد ونیت بودن یعنی اسی ارادہ پر قائم رہنا۔ سر با کسی داشتن یعنی کسی سے سروکار رکھنا۔

گفتی ز خاک بیشترند اہل عشق من
از خاک بیشتر نہ کہ از خاک کمتریم

جس نے کہا کہ میرے عشاق کی تعداد خاک کے برابر بے شمار ہے معشوق کو یہ کہنے کا حق ہے کیونکہ ہم خاک سے کمتر ہیں۔

تجاہل عارفانہ: سعدی نے جان بوجھ کر معشوق بات سے بات نکالتا ہے اور اپنی نادانی پر محمول کرتا ہے لہذا تجاہل عارفانہ کی صنعت مرتب ہوئی ہے۔

ما با توایم و با تو نہ ایم اینت بلعجب
درحلقہ ایم با تو و چون حلقہ بردریم

ترجمہ: تعجب کی بات ہے ہم تمہارے پاس ہو کر بھی تمہارے پاس نہیں یعنی تمہاری ہم نشینی سے محروم ہیں ہر مجلس میں ہماری مثال دروازے کے حلقہ جیسی ہے۔

لفظ حلقہ شعر میں دو بار استعمال ہوا ہے پہلی بار حلقہ سے مراد مجلس ہے اور دوسری بار حلقہ سے مراد آویز در (Door Handle) با تو نہ ایم سے با تو نبودم مراد ہے۔

نہ بوی مہر می شنویم از تو ای عجب
نہ روی آن کہ مہر دگر کس بپروریم

ترجمہ: ہم نے کبھی بھی تم سے مہر و محبت نہیں دیکھی تعجب کی بات ہے اس کے باوجود ہم نے کبھی کسی اور کی طرف دیکھا تک نہیں۔

از دشمنان برند شکایت به دوستان

چون دوست دشمن است شکایت کجا بریم

ترجمہ: معمول تو یہ دشمنوں کی شکایت اپنے دوستوں سے کی جاتی ہے جب اپنا دوست ہی دشمن ہوجائے تو شکایت کس سے کی جائے۔

ما خود نمی رویم دوان در قفای کس

آن می برد که ما به کمندوی اندریم

ترجمہ: ہم کسی کے پیچھے دوڑ کر جانے والے نہیں اگر ایسا کریں تو اس کا مطب ہوگا کہ اس کے اسیر ہو گئے ہیں۔یعنی ہم تو فقط تمہارے اسیر و غلام ہیں۔

سعدی توکیستی که درا ین حلقه کمند

چندان فتاده اند که ما صید لاغریم

ترجمہ: سعدی معشوق کے حلقہ میں طاقت ور شکار بھی خود کو حقیر سمجھتے ہیں سعدی تو کون ہوتا ہے کہ خود کو کسی شمار میں سمجھتا ہے۔

غزل ۱۳۱-

هر که نازک بود تن یارش

گو دل نازنین نگه دارش

ترجمہ: جس کا معشوق نازک تن ہے اس کو کہو کہ نازنین کے دل کا خیال رکھے۔

عاشق گل دروغ می گوید

که تحمل نمی کند خارش

ترجمہ: گلاب کا عاشق جھوٹ کہتا ہے کہ وہ کانٹوں کی چبھن برداشت نہیں کرسکتا۔یعنی اگر وہ

اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو کانٹا چبھنے کی شکایت نہیں کرتا۔

نیکخواہا در آتشم بگذار

وین نصیحت مکن کہ بگذارش

ترجمہ: اے مہربان مجھے آگ میں جھونک دے لیکن مجھے اپنی قربت سے دور جانے کے لئے مت کہو۔

کاش بادل ہزار جان بودی

تا فدا کردمی بہ دیدارش

ترجمہ: کاش میری ہزار جانیں ہوتی میں ایک ایک کر کے تیرے دیدار پر قربان کرتا۔ یعنی ہر جان کے عوض دیدار کی دولت پاتا۔

عاشق صادق از ملامت دوست

گر برنجد بہ دوست مشمارش

ترجمہ: جو عاشق ملامت سے رنجیدہ ہو جائے اس کو دوست مت شمار کرو۔

کس بہ آرام جان ما نرسد

کہ نہ اول بہ جان رسد کارش

ترجمہ: جب تک وہ جان نہیں دیتے معشوق تک رسائی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

خانہ یار سنگدل این است

ہر کہ سر می زند بہ دیوارش

ترجمہ: سنگدل دوست کا یہ گھر ہے جہاں عاشق دیواروں پر سر مارتے ہیں۔

خون ما خود محل آن دارد

کہ بود پیش دوست مقدارش

ترجمہ: میرے خون معشوق کے بہانے کا محل تو معشوق کے سامنے ہے۔

سعدیا گر به جان خطاب کند

ترک جان گوی و دل به دست آرش

ترجمہ: سعدی اگر وہ جان مانگے تو اس کو خوش کرنے کے لئے یہ نذرانہ بھی پیش کردے۔

غزل ۳۲-

ای چشم تو دلفریب و جادو

در چشم تو خیره چشم آہو

ترجمہ: اے معشوق تمہاری آنکھ دلفریب ہے اور جادو بھری۔ تیری آنکھ کو دیکھ کر آہو کی آنکھ بھی خیرہ ہو جاتی ہے۔

در چشم منی و غایب از چشم

زآن چشم ہمی کنم به ہرو

ترجمہ: تم میری آنکھ میں ہو اور دکھائی نہیں دیتے اس لئے ہر طرف دیکھتا ہوں۔

چشمم بستی به زلف دلبند

ہوشم بردی به چشم جادو

ترجمہ: تم نے اپنی زلف کے ساتھ میرا دل باندھ دیا اور اپنی آنکھ کی شوخی سے میرا ہوش اڑا دیا۔

سعدی به دو چشم تو که دارد

چشمی و ہزار دانه لولو

ترجمہ: سعدی تمہاری دو آنکھوں کے اشتیاق میں اپنی آنکھ میں ہزار موتی رکھتا ہے یعنی آنسو۔

غزل ۳۳-

چنان به موی تو آشفته ام به بوی تو مست

که نیستم خبر از ہرچه در دو عالم ہست

ترجمہ: میں تمہاری زلف معطر سے کس قدر مست ہوں کہ مجھے دو عالم سے بے خبر ہوں۔

دگر به روی کسم دیده بر نمی باشد
خلیل من همه بت های آزری بشکست

ترجمہ: مجھے تو کسی اور کی طرف دیکھا بھی نہیں جاتا میرے خلیل نے سارے آذری بت توڑ ڈالے ہیں۔

مجال خواب نمی باشدم ز دست خیال
در سرای نشاید بر آشنایان بست

ترجمہ: کیا مجال ہے میری آنکھ میں نیند کا گذر ہو، اس سرایے کا دروازہ آشناؤں کے لئے بند نہیں کرنا تھا۔

نگاه من به تو و دیگران به خود مشغول
معاشران ز می و عارفان ز ساقی مست

ترجمہ: میرے نگاہ تجھ پر ٹک چکی ہے اور باقی اپنے آپ میں مشغول ہیں ہمارے ساتھی شراب سے اور ہم ساقی کی نظر سے مست ہیں۔

حذر کنید ز باران دیده سعدی
که قطره سیل شود چون به یک دگر پیوست

ترجمہ: سعدی کی آنکھ سے لگی جھڑی سے ڈرو کہ قطرہ قطرہ مل کر سیلاب بن جاتا ہے۔

غزل ۳۴۔

تو با این لطف طبع و دلربایی
چنین سنگین دل و سرکش چرایی

ترجمہ: تم اس قدر خوبصورت اور دلربا ہو کر کتنے سرکش اور پتھر دل ہو۔

شب تاریک هجرانم بفرسود
یکی از در درآی ای روشنایی

ترجمہ: شب ہجر نے مجھے فرسودہ حال کیا اے سراپا روشنی تم کسی دروازے درآؤ۔

سری دارم مہیا بر کف دست
که در پایت فشانم چون درآیی

ترجمہ: ہم نے سر کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا ہے تا کہ تمہارے قدموں میں نچھاور کردوں۔

ختای محض باشد با تو گفتن
حدیث حسن خوبان ختایی

ترجمہ: معشوق کے سامنے مشرق اقصی یعنی ملک ختا کے حسن کی تعریف کرنا سخت غلطی ہے۔

غزل ۳۵-

روی بپوش ای قمر خانگی
تا نکشد عقل به دیوانگی

ترجمہ: اپنا چہرے پر نقاب ڈالو تا کہ عقل دیوانگی سے بچ جائے۔

بوالعجبی ہای خیالت ببست
چشم خردمندی و فرزانگی

ترجمہ: تیرے خیال کی بوالعجبی نے خردمندی اور عقل کی آنکھ سی دی۔

با تو بباشم به کدام آبروی
یا بگریزم به چه مردانگی

ترجمہ: تمہارے بغیر میری کیا آبرو ہے یا کس مردانگی سے بھاگ جاؤں۔

با تو برآمیختنم آرزوست
وزہمه کس وحشت و بیگانگی

ترجمہ: تجھے سے آشنائی کی امید ہے اور ہر کسی سے وحشت اور بیگانگی ہے۔

پرده برانداز شبی شمع وار
تا ہمه سوزیم به پروانگی

ترجمہ: ایک رات کو اپنے چہرہ سے پردہ اٹھاؤ تا کہ ہم سب پروانوں کی طرح جل جائیں۔

یا ببرد خانہ سعدی خیال

یا ببرد دوست بہ ہم خانگی

ترجمہ: کبھی ایسا ہو کہ عشق سعدی کا گھر تباہ کردے گا اور معشوق اس کو اپنے گھر لے جائے۔اور اپنے ساتھ رکھے۔

غزل ۳۶-

گر یکی از عشق برآرد خروش

بر سر آتش نہ غریب است جوش

ترجمہ: اگر کوئی غریب عاشق جوش میں آ جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں بیچارہ پانی آگ پر ابل ہی جاتا ہے۔

پیرہنی گر بدرد ز اشتیاق

دامن عفوش بہ گنہ بر بپوش

ترجمہ: اگر کوئی تیرے عشق میں گریباں پھاڑتا ہے تو اس کا دامن اپنی بخشش کی چادر سے ڈھانپ دے۔

اصغر نے یہی خیال سعدی سے مستعار لیا ہے:

گریباں پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی

غزل ۳۷-

روندگان مقیم از بلا نپرہیزند

گرفتگان ارادت بہ جور نگریزند

ترجمہ: تیری اقامت گاہ کے مسافر بلا سے نہیں ڈرتے تیرے ارادت کے اسیروں کو جورو

جفا کی پروانہیں؟

امیدواران دست طلب زدامن دوست

اگر فروگسلانند درکہ آویزند

ترجمہ: تیرے دستِ طلب کے اُمیدوار اگر تجھ سے دامن چھڑائیں گے تو پھر اپنا دست اور کس کا دامن پکڑیں گے؟

مگر تو روی بپوشی و گر نہ ممکن نیست

کہ اہل معرفت از تو نظر بپرہیزند

ترجمہ: تم خود ہی اپنے چہرہ پر پردہ ڈال دو ورنہ عرفاء پرہیز نہیں کرنے والے۔

ذ شان من بہ سر کوی می فرو شان دہ

من از کجا و کسانی کہ اہل پرہیزند

ترجمہ: مے فروشوں کی گلی میں جلوہ دکھا میں کون ہوتا ہوں اور مجھے اہل پرہیز سے کیا واسطہ ہے؟

بگیر جام صوفی بیار جام شراب

کہ نیک نامی و مستی بہ ہم نیامیزند

ترجمہ: صوفی کا جامہ پکڑ اور جامِ شراب لا، نیک نامی اور مستی کو آپس میں مت ملا۔

رضای دوست بہ دست آر و دیگران بگذار

ہزار فتنہ غم باشد ار برانگیزند

ترجمہ: دوست کی رضا کا خیال رکھ اور دوسروں کو چھوڑ اگر وہ چہ وہ ہر از فتنہ انگیزیوں پر مصر کیوں نہ ہوں۔

مرا کہ با تو کہ مقصودی آشتی افتاد

روا ست گر ہمہ عالم بہ جنگ برخیزند

ترجمہ: اے دوست میری تجھ سے آشنائی ہو چکی ہے اگر ساری دنیا آمادہ جنگ ہوتی ہے تو

ہو جائے۔

طریق ما سر عجز ست و آستان رضا

که از تو صبر نباشد که با تو بستیزند

ترجمہ: رقیب تجھ سے جھگڑا کرتے ہیں اور تم بے صبری؟ لیکن میرا طریق عاجزی ہے اور میری منزل تیری رضا کا پانا ہے۔

غزل ۳۸-

یک روز به شیدایی در زلف تو آویزم

زان دو لب شیرینت صد شور براندگیزم

ترجمہ: ایک روز میں نے دیوانگی میں تیری زلف کو چھوا تو ساز بجنے لگے میں نے تیرے ہونٹوں کو بوسہ دینا چاہا دنیا میں شور اٹھا۔

گر قصد جفاداری اینک من و اینک سر

ور راه وفاداری جان در قدمت ریزم

ترجمہ: اگر تو نے جفا کا ارادہ کرلیا ہے تو یہ سر حاضر ہے اگر تم چاہو تو تمہارے قدموں میں جان نچھاور کروں۔

بس توبه و پرهیزم کز عشق تو باطل شد

من بعد بدان شرطم کز توبه بپرهیزم

ترجمہ: تیرے عشق سے توبہ و پرہیز باطل ہے۔اس لئے آئندہ ایسا ارادہ بھی نہیں کروں گا۔

سیم دل مسکینم در خاک درت گم شد

خاک سر هر کویی بی فایده می بیزم

ترجمہ: میرے دل کا سکہ تیرے دروازے پر کھو گیا ہے میں اسے محلے میں یونہی ڈھونڈ رہا ہوں۔

در شہر بہ رسوایی دشمن بہ دف م برزد

تا بردف عشق آمد تیرنظر تیزم

ترجمہ: جب سے تیر نظر کا شکار ہوا ہوں تب سے دشمن نے مجھے جا بجا رسوا کیا ہے۔ بردف زدن یعنی رسوا کرنا۔

مجنون رخ لیلی چون قیس بنی عامر

فرہاد لب شیرین چون خسرو پرویزم

ترجمہ: جس طرح قیس رخ لیلی کا عاشق تھا اور خسرو، شیریں کا میں تمہارا عاشق ہوں اور سرگشتہ وصال۔

گفتی بہ غمم بنشین یا از سر جان برخیز

فرمان برمت جانا بنشینم و برخیزم

ترجمہ: اس نے کہا یا میرا غم عشق برداشت کر یا جان دیدے، تمہارا فرمان دل میں بٹھاتا ہوں اور جاتا ہوں۔

با یاد تو گر سعدی در شعر نمی گنجد

چون دوست یگانہ شد با غیرنیامیزم

ترجمہ: اگر تمہارے بغیر جنت میں جانا ہو تو نامنظور ہے اگر تمہارے دوزخ یعنی مصیبت بھی برداشت کرنا پڑے تو منظور ہے۔

غزل ۳۹-

ساقی بدہ آن شراب گلرنگ

مطرب بزن آن نوای بر چنگ

ترجمہ: ساقی مجھے گلابی شراب پلا اور اے مغنی تو اس نغمہ کو چنگ پر بجا۔

کز زہد ندیدہ ام فتوحی

تا کی زنم آبگینہ بر سنگ

ترجمہ: زہد سے کوئی اصلاح نہیں ہوسکی، میں کب تک پیالے کو اس پہاڑ سے ٹکراتا رہوں۔یعنی کاوش بے سود ہے۔

عشق آمد و عقل ہمچو بادی

رفت از بر من ہزار فرسنگ

ترجمہ: عشق آیا اور عقل مجھ کو چھوڑ ہزار فرسنگ دور بھاگ گیا۔

سعدی ہمہ روز عشق می باز

تا در دو جہان شوی بہ یک رنگ

ترجمہ: اے سعدی جب تک یکرنگی نہیں آجاتی عشق کی مشق جاری رکھنی چاہئے۔

غزل ۴۰-

چشم خدا بر تو ای بدیع شمایل

یار من و شمع جمع و شاہ قبایل

ترجمہ: خدا تجھے اپنی حفاظت میں رکھے اے خوش خصال دوست۔میرا دوست مجمع کی شمع ہے اور قبیلوں کا سردار ہے۔

ہر صفتی را دلیل معرفتی ہست

روی تو بر قدرت خدای دلایل

ترجمہ: ہر صفت معرفت کی دلیل ہے تیرا چہرہ، خدا کی قدرت کی واضح دلیل ہے۔

قصہ لیلیٰ مخوان و غصہ مجنون

عہد تو منسوخ کرد ذکرِ اوایل

ترجمہ: اب لیلیٰ کا قصہ چھوڑ و اور مجنوں کے غم کا بھی ذکر نہ کرو اے دوست تیرے عہد نے عشق کے صحیفے منسوخ کر دیے ہیں۔

نام تو می رفت و عارفان بشنیدند

ہر دو بہ رقص آمدند سامع و قایل

ترجمہ: تیرانام مبارک چلااور عارفوں نے بھی پسند کیا بلکہ سننے اور کہنے والا ہر کوئی رقص کرنے لگا۔

پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق

سد سکندر نہ مانع است و نہ حایل

ترجمہ: عاشق و معشوق کے درمیان کوئی سد سکندری حایل نہیں ہو سکتی۔

گو ہمہ شہر م نگہ کنند و ببینند

دست در آغوش یار کردہ حمایل

ترجمہ: میرا دست تیری آغوش کو حمال کئے ہوتا اور سارا شہر مجھے اس حالت میں دیکھتا۔

دور بہ آخر رسید و عمر بہ پایان

شوق تو ساکن نگشت و مہر تو زایل

ترجمہ: دور ختم ہو گیا اور عمر بھی اپنی ختم ہونے والی ہے نہ تو تیرا عشق ساکن ہوا اور نہ ہی تیری محبت دل سے زایل ہوئی۔

گر تو برانی کسم شفیع نباشد

رہ بہ تو دانم دگر بہ ہیچ وسایل

ترجمہ: اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو کون میری سفارش کرے گا میں تو تمہارے علاوہ کسی کو جانتا ہی نہیں۔

با کہ نگفتم حکایت غم عشقت

این ہمہ گفتیم و حل نگشت مسائل

ترجمہ: میں اپنے غم کی مشکل کس کس سے بیان نہیں کی اور پوری وضاحت سے مگر کوئی حل نہیں نکلا۔

سعدی از این پس نہ عاقلست نہ ہشیار

عشق بچربید بر فنون فضایل

ترجمہ: اس کے بعد سعدی نہ تو عاقل ہے اور نہ ہی باہوش عشق نے فضائل اعمال کو تہس نہس کر دیا ہے۔

غزل ۴۱۔

تو را نا دیدن ما غم نباشد
که در خیلت به از ما کم نباشد

ترجمہ: تمہیں مجھے دیکھ کر غم نہیں ہوگا کیونکہ تمہارے عشاق کے حلقہ میں اکثر لوگ مجھ سے کمتر نہیں۔

من از دست تو در عالم نهم روی
ولیکن چون تو در عالم نباشد

ترجمہ: تم سے معشوق کو پانے کے لئے میں نے ساری دنیا میں تلاش۔کی لیکن تجھ سا کوئی ہے ہی نہیں تو ملنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔

عجب گر در چمن برپای خیزی
که سرو راست پیشت خم نباشد

ترجمہ: اگر تم کسی روز چمن میں (سرو کے سامنے) کھڑے ہو جاؤ تو عجب نہیں کہ سرو کا پیڑ تمہارے سامنے جھک جائے۔

مبادا در جهان دلتنگ رویی
که رویت بیند و خرم نباشد

ترجمہ: ہو نہیں سکتا کہ کوئی دلتنگ اور پریشان آدمی تجھے دیکھے اور خوش وخرم نہ ہو جائے۔

من اول روز دانستم که این عهد
که با من می کنی محکم نباشد

مجھے پہلے روز سے ہی پکا یقین تھا کہ جو عہد تم مجھ سے کر رہے تھے وہ بودا اور کچا ہی ہوگا۔

کہ دانستم کہ ہرگز سازگاری
پری را با بنی آدم نباشد

ترجمہ: جیسا کہ جانتا ہوں پری زار اور بنی آدم کی ہمراہی وسازگاری ہو ہی نہیں سکتی۔

مکن یارا دلم مجروح مگذار
کہ ہیچم در جہان مرہم نباشد

ترجمہ: اے معشوق میرے دل مجروح کو آزاد نہ کر کیونکہ دنیا میں کہیں بھی اس کی مرہم موجود نہیں۔

بیا تا جان شیرین در تو ریزم
کہ بخل و دوستی با ہم نباشد

ترجمہ: ایک لحظہ کے لئے میرے پاس آؤ تا کہ میں اپنی جان شیریں نچھاور کردوں۔ کیونکہ بخیلی اور دوستی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔

(یہاں جان نچھاور نہ کرنے کی رعایت سے لفظ بخیلی استعمال ہوا ہے۔)

نخواہم بی تو یک دم زندگانی
کہ طیب عیش بی ہمدم نباشد

ترجمہ: تمہارے بغیر ایک پل کے لئے بھی میں جینا نہیں چاہتا کیونکہ معشوق کے بغیر خوشی و شادمانی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

نظر گویند سعدی با کہ داری
کہ غم با یار گفتن غم نباشد

ترجمہ: مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تیری توجہ کس کی طرف ہے اس لئے کہ اگر فرصت ہو اور معشوق اپنا غم بیان کردیا جائے تو پھر وہ غم، غم نہیں رہتا۔

حدیث دوست با دشمن نگویم
کہ ہرگز مدعی محرم نباشد

ترجمہ: میں معشوق کے راز رقیب سے نہیں کہتا کیونکہ رقیب یعنی مدعی ہرگز محرم راز نہیں ہونا چاہیئے۔ نباشد یہاں نخواہد بود کا مفہوم ادا کر رہا ہے۔

غزل ۴۲-

شب عاشقان بی دل چه شبی دراز باشد

تو بیا کز اول شب در صبح باز باشد

ترجمہ: اے معشوق تیرے بغیر عشاق کی رات دیر گذر اور طولانی ہوگئی ہے۔ اے معشوق تو آ تا کہ رات کے پہلے پہر ہی صبح ظاہر ہو جائے درِ صبح استعارہ ممکنہ ہے۔

عجبست اگر توانم که سفر کنم ز دستت

به کجا رود کبوتر که اسیر باز باشد

ترجمہ: یہ تعجب کی بات ہوگی کہ اگر تجھ سے دور چلا جاؤں کیونکہ کبوتر باز کے چنگل سے ہرگز نہیں نکل سکتا۔

ز محبتت نخواهم که نظر کنم به رویت

که محب صادق آنست که پاکباز باشد

ترجمہ: محبت کی شدت کا یہ عالم ہے کہ میں تمہارے چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا کیونکہ۔ سچا محب وہ ہے کہ جو پاکباز و حیادار ہو۔

به کرشمه عنایت نگهی به سوی ما کن

که دعای دردمندان ز سر نیاز باشد

ترجمہ: اپنی عنایت و مہر کے کرشمے سے نظر ہماری طرف کر کیونکہ دردمند عشاق بطور احتجاج یہ دعا کر رہے ہیں۔

سخنی که نیست طاقت که ز خویشتن بپوشم

به کدام دوست گویم که محل راز باشد

ترجمہ: ایسی باتیں جنہیں میں خود چھپانے کی طاقت نہیں رکھتا میں انہیں کس دوست کو بتاؤں کہ جوراز دار ہو۔

چه نماز باشد آن را که تو در خیال باشی

تو صنم نمی گذاری که مرا نماز باشد

ترجمہ: نماز تو یہ ہے کہ تم ہر وقت نماز گذار کے خیال میں رہو اس کے علاوہ کوئی نماز نہیں تم ایسے دوست ہو جو میرے خیال سے نہیں نکلتے تا کہ میری نماز درست ہو جائے۔

نه چنین حساب کردم چو تو دوست می گرفتم

کــه ثنــا و حمــد گــوییم و جفــا و نــاز باشــد

ترجمہ: جب میں نے تمہیں اپنا دوست چنا، میں نے تو یہ سوچا تک بھی نہیں، میں تمہاری حمد و ثنا کروں گا اور تم مجھ پر جفا کرو گے۔

دگرش چو باز بینی غم دل مگوی سعدی

که شب وصال کوتاه و سخن دراز باشد

ترجمہ: سعدی اگر تم معشوق کو دوسری بار دیکھو تو اس غم دل نہیں بیان کرنا کیونکہ وصال کی رات مختصر اور غم دل کی حکایت دراز ہے۔

قــدمی کــه برگرفــتی بــه وفــا و عهــد یــاران

اگــر از بــلا بترســی قــدم مجــاز باشــد

ترجمہ: انجام کار مصمم ارادہ رکھتے ہو اور عہد وفا پر قائم ہو اگر تم بلا سے ڈرتے ہو تو تمہارا قدمِ راست غیر واقعی ہو جائے گا۔

غزل ۴۳۔

من چرا دل به تو دادم که دلم می شکنی

یا چه کردم که نگه باز به من می نکنی

ترجمہ: میں نے دل تمہیں کیا دیا کہ تم نے میرا دل توڑا میں نے ایسا کیا جرم کیا کہ تو میری طرف نظر نہیں کرتا۔

دل و جانم به تو مشغول و نظر در چپ و راست

تا ندانند حریفان که تو منظور منی

ترجمہ: اگرچہ میں دل وجان سے تمہاری یاد میں مشغول ہوں لیکن دائیں بائیں بھی دیکھتا ہوں تا کہ دشمنوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ تم میرے منظورِ نظر ہو۔

دیگران چون بروند از نظر از دل بروند

تو چنان در دل من رفته که جان در بدنی

ترجمہ: جب دوسرے لوگ نظر سے جاتے ہیں تو دل سے بھی چلے جاتے ہیں یعنی ہم انہیں بھلا دیتے ہیں۔ لیکن تم میرے دل میں ایسے اترے ہو کہ جس طرح بدن میں روح ہو۔

تو همای و من خسته بیچاره گدای

پادشاهی کنم ار سایه به من برفکنی

ترجمہ: تم ہما جیسے ہو اور میں بیچارہ گیا گزرا ہوا اگر تم مجھ پر سایہ ڈالو گے تو میں بادشاہ ہو جاؤں گا۔

بنده وارت به سلام آیم و خدمت بکنم

ور جوابم ندهی می رسدت کبر و منی

ترجمہ: میں تمہارا خادم ہوں سلام کرنے کے لئے تمہاری محفل میں آتا ہوں اگر تم جواب نہیں دیتے تو تمہیں اس تکبر وغرور کے سزاوار ہو۔

مرد راضیست که در پای تو افتد چون گوی

تا بدان ساعد سیمینش به چوگان بزنی

ترجمہ: ہر کوئی تمہارے پاؤں میں گیند کی طرح پڑا رہنا چاہتا ہے تا کہ تم اپنی چاندنی جیسی ساق سے اس کے ساتھ کھیلو۔

مست بی خویشتن از خمر ظلوم است وجه ول

مستی از عشق نکو باشد و بی خویشتنی

ترجمہ: شراب سے مستی حاصل کرنا فضول ہے عشق و مستی تو تمہارے عشق سے حاصل ہوتی ہے اور خودفراموشی کی لذت بھی۔

تو بدین ذعت و صفت گر بخرامی در باغ

باغبان بیند و گوید که تو سرو چمنی

ترجمہ: تم اگر اپنے اوصاف جمیلہ کے ساتھ باغ میں وارد ہوتے ہوتو باغبان تمہیں کو سرو بالا سمجھے گا یعنی تمہیں دیکھ کر وہ سرو کے نظارے کو دیکھنا تک بھول جائے گا۔

من بر از شاخ امیدت نتوانم خوردن

غالب الظن و یقینم که تو بیخم بکنی

ترجمہ: میں نے اب تک شاخ امید سے کوئی پھل نہیں توڑا اور کھایا اب تمہارے رویہ سے میرا یقین پکا ہو چکا ہے کہ تم میری جڑ اکھاڑنا چاہتے ہو۔

خوان درویش به شیرینی و چربی بخورند

سعدیا چرب زبانی کن و شیرین سخنی

ترجمہ: درویش لوگ تو ہمیشہ ایسے دسترخوان پر بیٹھتے ہیں کہ جہاں چرب و شیریں خوراک چنی گئی ہو۔ سعدی تو چرب زبانی کر اور شیریں بیانی۔ یعنی شعر کہنے سے تجھے آسودگی اور سیری حاصل ہوگی۔ اور یہی تیری غذا ہے۔

غزل ۴۴-

هر که سودای تودارد چه غم از هر که جهانش

نگران تو چه اندیشه و بیم از دگرانش

ترجمہ: جو کوئی تیرا عاشق ہے وہ دنیا سے کوئی رغبت نہیں رکھتا جو تیری آنکھوں کی زیرنگرانی ہو

اس کو دوسروں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔

آن پی مہر تو گیرد که نگیرد پی خویشش

وان سر وصل تو دارد که ندارد غم جانش

ترجمہ: جو تیرے عشق میں گرفتار ہوتا ہے اس کو اپنی بھی پروانہیں ہوتی تیرے وصل کے خواہاں کو جان دینے سے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔

هر که از یار تحمل نکند یار مگویش

وان که در عشق ملامت نکشد مرد مخوانش

ترجمہ: جو معشوق کے جور و جفا کو برداشت نہیں کرتا وہ سچا عاشق نہیں جو عشق میں مورد ملامت نہیں ہوتا وہ مرد نہیں۔

چون دل از دست به در شد مثل کره توسن

نتوان باز گرفتن به همه شهر عنانش

ترجمہ: جب انسان عشق میں مبتلا ہوتا ہے تو اگر سارا شہر اس کے پیچھے دوڑتا رہے تو بھی سرکش گھوڑی کی طرح اس کو قابو میں نہیں لا سکتا

(از دست برشدن: عاشق ہونے کا کنایہ ہے)

به جفایی و قفایی نرود عاشق صادق

مژه بر هم نزند گر بزنی تیر و سنانش

ترجمہ: سچ عاشق معشوق کے جور و جفا سے عشق ترک نہیں کرتا حتی کہ وہ تیر و سنان کے سامنے آنکھ نہیں جھپکاتا ہے۔ جفا و قفا اور عاشق صادق میں صنعت اجناس مرتب ہوئی ہے۔

خفته خاک لحد را که تو ناگه به سر آیی

عجب ار باز نیاید به تن مرده روانش

ترجمہ: اگر تو لحد میں سور ہے مردہ کے پاس سے گذرے تو عجب نہیں کہ اس میں روح داخل

ہواور وہ زندہ ہو جائے۔ خفتہ خاک لحد، مردہ سے کنایہ ہے۔

شرم دارد چمن از قامت زیبای بلندت

که همه عمر نبوده ست چنین سرو روانش

ترجمہ: چمن تمہارا سرو بالا جیسا قد دیکھ کر شرمسار ہے کیونکہ اس نے کبھی بھی ایسا سرِ رواں یعنی معشوق نہیں دیکھا۔

گفتم از ورطه عشقت به صبوری به در آیم

باز می بینم و دریا نه پدیدا ست کرانش

ترجمہ: میں نے چاہا تھا کہ تیرے گرداب عشق سے صبر و تمکین کی ساتھ باہر آ جاؤں لیکن جب باریکی سے دیکھا تو تمہارے عشق کو بیکراں پایا۔ دریائے بیکران، عشق کا استعارہ ہے۔

عهد ما با تو نه عهدی که تغیر بپذیرد

بوستانیست که هرگز نزند باد خزانش

ترجمہ: جو عہد میں نے تم سے باندھا ہے ممکن نہیں کہ تغیر پذیر ہو، یہ ایسا باغ ہے کہ جس کو خزاں کا کھٹکا نہیں۔ نزد بادِ خزاں، زوال اور آفت سے دو چار نہ ہونے کا خوبصورت استعارہ ہے۔

چه گنه کردم و دیدی که تعلق ببریدی

بنده بی جرم و خطایی نه صواب است مرانش

ترجمہ: میں نے کونسا گناہ کیا ہے کہ تم نے مجھ سے تعلق توڑ دیا ہے بغیر کسی جرم اور خطا کہ مجھ کو چھوڑنا درست نہیں۔

نرسد ناله سعدی به کسی در همه عالم

که نه تصدیق کند کز سر دردیست فغانش

ترجمہ: جس کسی نے بھی سعدی کا نالہ وفریاد سنا ہے اس نے اس کے درد عشق کی گواہی دی ہے۔

گـر فلا طـون بـہ حکیمـی مـرض عشـق بپوشـد

عاقبــــت پــــردہ برافتــــد ز ســــر راز

ترجمہ: اگر حکیم فلاطون بھی عشق کی بیماری کی تشخیص کرے اور اس کو دبانے کی کوشش کرے کسی دن اس کا راز نہاں بھی کھل جائے گا۔

غزل ۴۵۔

دســت بیچــارہ چــون بــہ جــان نرسـد

چــارہ جــز پــیرہن دریــدن نیســت

ترجمہ: جب عاشق معشوق کے سامنے جان نہیں دے سکتا تو اپنا گریبان پھاڑنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

مـــا خـــود افتادگـــان مســـکینیم

حاجـــت دام گســـتریدن نیســـت

ترجمہ: ہم خود ہی تمہارے پاس آن کھڑے ہوئے ہیں تمہیں جال بچھانے کی ضرورت نہیں۔

دســـت در خـــون عاشـــقان داری

حاجـــت تیـــغ برکشـــیدن نیســـت

ترجمہ: عاشقوں کے قتل میں تمہارا ہاتھ ہے تیغ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ یعنی عاشقوں کو تمہارے ناز و ادا نے قتل کر دیا ہے۔

گفتـــم ای بوســـتان روحـــانی

دیـــدن میـــوہ چـــون گزیـــدن نیســـت

ترجمہ: میں نے کہا اے روحانیت کے باغ یعنی معشوق میوہ دیکھنا اور کھانا برابر نہیں۔

غزل ۴۶۔

ہمہ عمر بر ندارم سر از این خمار مستی

کہ ہنوز من نبودم کہ تو در دلم نشستی

ترجمہ: ساری عمر مستی نشہ میں رہا جب میں پیدا نہیں ہوا تھا تب بھی عالم مثال میں تم میرے دل میں تھے۔

تو نہ مثل آفتابی کہ حضور و غیبت افتد
دگران روند و آیند و تو ہم چنان کہ ہستی

ترجمہ: تم آفتاب کی طرح نہیں ہو کہ آ کر چلے جاؤ گے دوسرے لوگ آئے اور چلے گئے تمہاری اقبال مندی یونہی رہے گی۔

چہ حکایت از فراقت کہ نداشتم ولیکن
تو چو روی باز کردی دَرِ ماجرا ببستی

ترجمہ: تمہارے فراق میں کیا کیا گلے شکوے ہیں لیکن اکبار تم جب میرے سامنے آؤ گے تو ہر شکوہ دور ہو جائے گا۔

نظری بہ دوستان کن کہ ہزار بار از آن بِہ
کہ تحیّتی نویسی و ہدیتی فرستی

ترجمہ: دوستوں پر ایک مہر کی نظر کافی ہے بجائے اس کے تم سلام و دعا لکھتے رہو۔

دل دردمند ما را کہ اسیر توست یارا
بہ وصال مرہمی نِہ چو بہ انتظار خستی

ترجمہ: میرا دکھی دل تمہارا اسیر ہے اور انتظار میں حالت بگڑ رہی ہے لہٰذا اس پر وصال کی مرہم لگا۔

نہ عجب کہ قلب دشمن شکنی بہ روز ہَیجا
تو کہ قلب دوستان را بہ مفارقت شکستی

ترجمہ: عجب نہیں ہوتا کہ جنگ کے دن تم دشمن کا توڑتے لیکن تم نے الٹا ہجر میں مبتلا کر کے عاشقوں کو برباد کر دیا۔

برو ای فقیہ دانا بہ خدای بخش ما را
تو و زہد و پارسایی من و عاشقی و مستی

ترجمہ: اے فقیہ خدا کے لئے ہمیں اپنے حال میں رہنے دے تم کو تمہارا زہد اور پارسائی مبارک ہو اور مجھے یہ عاشقی و مستی۔

دل ہوشمند باید کہ بہ دلبری سپاری
کہ چو قبلہ ایت باشد بہ از آن کہ خود پرستی

ترجمہ: دانا لوگ خود کو معشوق کے سپرد کردیتے ہیں کیونکہ خود پرستی سے کسی قبلہ کا ہونا بہتر ہے۔

چوز مام بخت و دولت نہ بہ دست جہد باشد
چہ کنند اگر زبونی نکنند و زیردستی

ترجمہ: جب کوشش سے مقصد حل نہ ہو اور مقصد بر نہ آئے تو پھر زبونی اور اور زیردستی کے سوا کیا چارہ ہے۔

گِلہ از فراق یاران و جفای روزگاران
نہ طریق توست سعدی کم خویش گیر و رستی

ترجمہ: سعدی معشوق کے جور و جفا کا گلہ کرنا تیرے شایان شان نہیں لہٰذا خود کو فراموش کردو اور محفوظ رہو۔

غزل ۴۷-

ز اندازہ بیرون تشنہ ام ساقی بیار آن آب را
اول مرا سیراب کن وآنگہ بدہ اصحاب را

ترجمہ: اے ساقی میں بیحد تشنہ ہوں لہٰذا پہلے مجھے شراب کا پیالہ دو اور پھر میرے ساتھیوں کو۔ آب یہاں شراب کا استعارہ ہے۔

من نیز چشم از خواب خوش بر می نکردم پیش از این
روز فراق دوستان شب خوش بگفتم خواب را

ترجمہ: میں عشق میں مبتلا ہونے سے پہلے آسودگی سے سویا ہوا تھا جب بیدار ہوا تو ہجر کا

ذائقہ لیا اور پھر سونے خیال بھی چھوڑ دیا۔

ہر پارسا را کہ آن صنم در پیش مسجد بگذرد
چشمش برابرو افکند باطل کند محراب را

ترجمہ: جب بھی کسی پارسا کے سامنے سے معشوق گذرا تو اس کی آنکھ کے ابرو نے محراب کو مٹا دیا۔

یہی خیال حافظ نے یوں بیش کیا:

در نماز م خم ابروی تو یاد آمد
حالی رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

(حافظ)

من صید وحشی نیستم در بند جان خویشتن
گروی بہ تیرم می زند استادہ ام نشاب را

ترجمہ: میں وحشی شکار نہیں کہ اپنی جان بچانے کے لئے بھاگوں گا، اگر وہ مجھے تیر مارے گا تو میں تیر انداز کے سامنے سے ہلوں گا نہیں۔ یہاں تیر انداز، خورشید خرگاہ معشوق کو کہا ہے۔

مقدار یار ہمنفس چون من ندا ند ہیچ کس
ماہی کہ بر خشک او فتد قیمت بدا ند آب را

ترجمہ: معشوق کی قدر مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا جو مچھلی پانی سے باہر پڑی ہو وہی پانی کی قیمت جانتی ہے۔

سعدی نے عاشق کو ماہی بے آب کہا ہے۔

وقتی در آبی تا میان دستی و پایی می زدم
اکنون ہمان پندا شتم دریای بی پا یاب را

ترجمہ: جب تک آدمی پایاب دریا میں ہوتا ہے دست و پاوں مارتا ہے میں آج گہرے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں۔

امروز حالا غرقه ام تا با کناری او فتم

آنگه حکایت گویمت درد دل غرقاب را

ترجمہ: ابھی تو میں دریا میں ڈوبا ہوا ہوں میں کوئی بات نہیں کرسکتا جب کنارے پر پہنچوں گا تو دل کا حال بیان کروں گا۔

فریاد می دارد رقیب از دست مشتاقان او

آواز مطرب در سرا زحمت بود بواب را

ترجمہ: اس کے مشتاقوں کے ہاتھ سے رقیب جو کہ معشوق کا نگہبان ہے تنگ آ چکا ہے۔ کیونکہ حرم میں مطرب کی آواز دربان کے لئے زحمت بن جاتی ہے۔ یعنی وہاں لوگ جمع ہونے لگتے ہیں۔

غزل ۴۸-

گرم باز آمدی محبوب سیم اندام سنگین دل

گل از خارم برآوردی و خار از پا و پا از گل

ترجمہ: اگر میرا چاندی جیسے بدن والا معشوق میری طرف لوٹتا ہے تو پھول کانٹے سے الگ ہو جاتا ہے، کانٹا پاوں سے نکل جاتا ہے اور پاؤں کیچڑ سے یہ تینوں عاشق کی مشکلوں کے ہونے کے استعارے ہیں۔

ایا باد سحرگاہی گر این شب روز می خواہی

از آن خورشید خرگاہی برافکن دامن محمل

ترجمہ: اے صبح کی ہوا اگر تو چاہتی ہے کہ اس اندھیری رات کی سحر ہو تو اس معشوق کے کجاوے کا دامن اٹھا۔ دامن محمل برافگن: معشوق کا چہرہ دکھانے کا استعارہ ہے اور چہرہ مزید دن کے طلوع ہونے کا اشارہ ہے

گراو سرپنجه بگشاید که عاشق می کشم شاید

هزارش صید پیش آید به خون خویش مستعجل

ترجمہ: اگر وہ معشوق، عشاق کے قتل کا ارادہ کرے تو ہر طرف سے یہ ہزاروں اسیر ہتھیلیوں پر سر رکھ کر اس کے سامنے ہو جائیں گے۔

گروہی ہمنشین من خلاف عقل و دین من
بگیرند آستین من که دست از دامنش بگسل

ترجمہ: میرا ہم نشیں گروہ مجھ سے متفق نہیں وہ میرا دامن پکڑ کر کہتا ہے کہ میں معشوق کا دامن چھوڑ دوں۔

ملامتگوی عاشق را چه گوید مردم دانا
که حال غرقه در دریا نداند خفته بر ساحل

ترجمہ: بیچارہ ملامت کرنے والا تو ساحل امن پر سوئے ہوئے شخص کی طرح ہے جو دریا میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے حال سے بیخبر ہے۔

به خونم گر بیالاید دو دست نازنین شاید
نه قتلم خوش همی آید که دست و پنجه قاتل

ترجمہ: اگر قاتل یعنی معشوق اپنے ہاتھوں کو ہمارے خون سے رنگنا چاہتا ہے تو شوق سے رنگے ہمیں اپنے قتل کا شوق نہیں بلکہ معشوق کے ہاتھ کا لمس چاہیے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
(بسمل)

اگر عاقل بود داند که مجنون صبر نتواند
شتر جایی بخواباند که لیلی را بود منزل

ترجمہ: اگر خردمند ہوتا تو سمجھتا کہ مجنوں بے قرار ہے۔ اسی لئے مجنوں اپنے اونٹ کو لیلیٰ کی منزل کے قریب باندھتا ہے۔ یعنی عاشق، وصل کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

زعقل اندیشه ہا زاید کہ مردم را بفرساید

گرت آسودگی باید برو عاشق شو ای عاقل

ترجمہ: عقل اندیشوں اور افکار کو جنم دیتا ہے اگر آسودگی چاہتے ہو تو عشق پیشہ اختیار کرو۔

مرا تا پای می پوید طریق وصل می جوید

بهل تا عقل می گوید زہی سودای بی حاصل

ترجمہ: جب تک میرے پاؤں میں طاقت ہے عشق کے راستے پر ہی چلوں گا۔ مجھے یونہی رہنے دو تا کہ عقل پکار اُٹھے یہ ہوا ناں بے حاصلی کا سودا۔

عجایب نقشه ہا بینی خلاف رومی و چینی

اگر با دوست بنشینی ز دنیا و آخرت غافل

ترجمہ: اگر معشوق کے پاس بیٹھو گے تو تمام دنیا کے نقش و نگار کو بھلا دو گے برخلاف رومیوں اور چینیوں کے ہنر دیکھو گے۔ یعنی معشوق کی صحبت کے سامنے تمام نقش و نگار ہیچ ہیں۔

در این معنی سخن باید کہ جز سعدی نیاراید

کہ ہر چہ از جان برون آید نشیند لاجرم بر دل

ترجمہ: عشق کے معاملات کے بیان میں سعدی کا مقابلہ نہیں کیونکہ اس کے شعر روح کی گہرائی سے آتے ہیں اور اسی لئے وہ سیدھے دلوں میں اتر جاتے ہیں۔

غزل ۴۹-

ہر کہ دلارام دید از دلش آرام رفت

چشم ندارد خلاص ہر کہ در این دام رفت

ترجمہ: جس نے معشوق کو دیکھا وہ مزید بیقرار ہوا جو آنکھ بھی اس دام میں پھنسی پھر نہیں نکلی۔ آرام رفت یہاں وصل کے بعد کی بیقراری کا استعارہ ہے۔ جیسا کہ وصل کے بعد دل میں اور وصال تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

یاد تو می رفت و ما عاشق و بیدل بدیم

پـردہ برانـداختی کـاربـہ اتمـام رفـت

ترجمہ: جب تک تمہاری یاددرمیان تھی ہم عاشق و بیدل تھےتم نے پردہ اٹھایااور ہمارا کام کردیا۔

ماہ نتابد بہ روز چیست کہ درخانہ تافت

سرو نروید بہ بام کیست کہ بر بام رفت

ترجمہ: دن کوتو چاندنہیں چمکتا ہے پھر یہ کون ہے کہ جوگھر میں چمکتا ہے سروتو آسمان میں نہیں اگتا پھر یہ کون ہے جوآسمان میں ہے۔

گر بہ ہمہ عمر خویش با تو برآرم دمی

حاصل عمرآن دمست باقی ایام رفت

ترجمہ: اگرتمام عمرمیں ایک لمحہ تیراساتھ میسر ہوجائے تو میری عمر کا سرمایہ یہی ہوگا۔اور باقی سب ضائع۔

ہر کہ ہوایی نپخت یا بہ فراقی نسوخت

آخرعمراز جہان چون برود خام رفت

ترجمہ: جس کوعشق کی آنچ نےنہیں پکایااورفراق نے نہ جلایاوہ یونہی خامکارہی دنیا سے جائے گا۔ ھواپختن:- یعنی کسی چیز کی فکرکامل کرنایا آرزوئے پختہ۔

مـا قـدم از سـر کنیـم در طلـب دوسـتان

راہ بـہ جـایی نبُـرد ہـر کـہ بـہ اَقـدام رفـت

ترجمہ: ہم نے دوستوں کو پوری شدت شوق سےطلب کیا کیونکہ یہاں معمولی حرکت یا قدم پیمائی سے بات نہیں بنتی قدم از سر کردن یعنی پورے شوووا شتیاق سے چلنا۔

ہمت سعدی بہ عشق میل نکردی ولی

می چو فرو شد بہ کام عقل بہ ناکام رفت

ترجمہ: سعدی عشق کا سراغ نہیں ڈھوتا مگر شراب عشق اس کے منہ میں انڈیل دی گئی عقل انتظار میں کھڑی تھی سامان باندھا اور چل دی۔یعنی عقل ناکام ہوگئی۔

غزل ۵۰-

ای ساربان آہسته رو کآرام جانم می رود

وآن دل که با خود داشتم با دلستانم می رود

ترجمہ: اے ساربان آہستہ چل کہ میری آرامِ جان یعنی معشوق محمل میں جارہی ہے۔وہ دل جو میرے پاس اب معشوق کے ساتھ سفر میں ہے۔

من مانده ام مهجور از او بیچاره و رنجور از او

گویی که نیشی دور از او در استخوانم می رود

ترجمہ: میں اس سے دور ہوں سخت دکھی اور رنجیدہ دل ہوں اس جدا ہو کر میری ہڈیوں میں نشتر سا چبھ گیا ہے۔

نیش در استخوان۔کثرت درد کا استعارہ ہے۔

گفتم به نیرنگ و فسون پنهان کنم ریش درون

پنهان نمی ماند که خون بر آستانم می رود

ترجمہ: میں نے سوچا تھا کہ معشوق کی جدائی میں لگے ہوئے زخم کو چھپالوں گا لیکن ایسا نہیں ہوسکا میرا خون میرے گھر کے باہر رواں ہوا ہے۔

محمل بدارای ساروان تندی مکن با کاروان

کز عشق آن سرو روان گویی روانم می رود

ترجمہ: محمل و کجاوہ کا خیال رکھ اور کارواں کو احتیاط سے چلا کیونکہ اس معشوق کے جانے سے گویا میری روح جارہی ہے۔یعنی جان ہی نکالنی ہے۔

او می رود دامن کشان من زہر تنهایی چشان

دیگر مپرس از من نشان کز دل نشانم می رود

ترجمہ: معشوق ناز و انداز سے جاتا ہے میں زہر جیسی تنہائی کی تلخی جھیلتا ہوں معشوق کیا گیا کہ میرے دل کا ہر نشان بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

برگشت یار سرکشم بگذاشت عیش ناخوشم

چون مجمری پر آتشم کز سر دخانم می رود

ترجمہ: سرکش دوست مجھ سے جدا ہوا اور مجھے رنجیدہ کر گیا میری حالت جلتی ہوئی انگیٹھی جیسی ہے جس کے اوپر دھواں ہی دھواں ہوتا ہے۔

یہاں دھواں کو غم واندوہ سے تشبیہ دی ہے، عاشق کی اپنی حالت کو جلتی ہوئی انگیٹھی سے

با آن ہمہ بیداد او وین عہد بی بنیاد او

در سینہ دارم یاد او یا بر زبانم می رود

ترجمہ: اس بے بنیاد عہد کے باوجود میرے دل میں اس معشوق کی یاد ہے اور میری زباں پر اس کا ذکر ہے۔

باز آی و بر چشمم نشین ای دلستان نازنین

کآشوب و فریاد از زمین بر آسمانم می رود

ترجمہ: اے معشوق نازنین لوٹ کر آ اور میری آنکھوں پر قدم رکھ کیونکہ میرے نالے زمیں سے آسماں تک پہنچ رہے ہیں۔

شب تا سحر می نغنوم و اندرز کس می ذشنوم

وین رہ نہ قاصد می روم کز کف عنانم می رود

ترجمہ: رات سے صبح تک مجھے نیند نہیں آتی اور میں کسی کی نصیحت نہیں سنتا میں عشق کی راہ میں مکمل طور سے بے اختیار ہوں۔

عنان از کف رفتن، عدم اختیار کا استعارہ ہے۔

گفتم بگریم تا ابل چون خر فرو ماند بہ گل

و ین نیز ذتوانم کہ دل با کاروانم می رود

ترجمہ: میں نے سوچا تھا کہ میں اس قدر روؤں گا کہ ناقہ گدھے کی طرح کیچڑ۔میں پھنس جائے لیکن ناتواں ہوں میرا دل ہی کارواں کے ساتھ چلا گیا ہے۔

صبر از وصال یار من برگشتن از دلدار من

گر چه نباشد کار من ہم کار از آنم می رود

ترجمہ: اگر راہ وصال میں صبور ہونا یا معشوق سے تو گرداں ہونا میرا کام نہیں لیکن میری مشکل ایسے ہی سامان کے ساتھ پہنچ جاتی ہے۔

کار از آن رفتن، کا مطلب اہل لغت نے کنایہ از بہ سامان شدن کار لکھا ہے۔

در رفتن جان از بدن گویند ہر نوعی سخن

من خود بہ چشم خویشتن دیدم کہ جانم می رود

ترجمہ: روح کے جسم سے نکلنے کی بابت لوگوں نے شعر کہے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے اپنی جان کو بدن سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔

سعدی فغان از دست ما لایق نبود ای بی وفا

طاقت نمی آرم جفا کار از فغانم می رود

اے سعدی بے وفا نالہ وفریاد کرنا تجھے زیب نہیں دیتا تھا لیکن تیرے جور سہنے کی طاقت صبر نہیں رہی اس لئے شکوہ بھی رخت سفر کے ساتھ باندھ لیا ہے۔

غزل ۱۵-

ہر کہ سودای تو دارد چہ غم از ہر کہ جہانش

نگران تو چہ اندیشہ و بیم از دگرانش

ترجمہ: جو کوئی تیرا عاشق ہے وہ دنیا سے کوئی رغبت نہیں رکھتا جو تیری آنکھوں کی زیر نگرانی ہو اس کو دوسروں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔

آن پی مہر تو گیرد کہ نگیرد پی خویشش

وان سر وصل تو دارد کہ ندارد غم جانش

ترجمہ: جو تیرے عشق میں گرفتار ہوتا ہے اس کو اپنی بھی پروانہیں ہوتی تیرے وصل کے خواہاں کو جان دینے سے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔

ہر کہ از یار تحمل نکند یار مگویش

وان کہ در عشق ملامت نکشد مرد مخوانش

ترجمہ: جو معشوق کے جور و جفا کو برداشت نہیں کرتا وہ سچا عاشق نہیں جو عشق میں مورد ملامت نہیں ہوتا وہ مرد نہیں۔

چون دل از دست بہ در شد مثل کرہ توسن

نتوان باز گرفتن بہ ہمہ شہر عنانش

ترجمہ: جب انسان عشق میں مبتلا ہوتا ہے تو اگر سارا شہر اس کے پیچھے دوڑتا رہے تو بھی سرکش گھوڑی کی طرح اس کو قابو میں نہیں لاسکتا۔

از دست برشدن: عاشق ہونے کا کنایہ ہے۔

بہ جفایی و قفایی نرود عاشق صادق

مژہ برہم نزند گر بزنی تیر و سنانش

ترجمہ: سچ عاشق معشوق کے جور و جفا سے عشق ترک نہیں کرتا حتی کہ وہ تیر و سنان کے سامنے آنکھ نہیں جھپکاتا ہے۔

جفا و قفا اور عاشق صادق میں صنعت اجناس مرتب ہوئی ہے۔

خفتہ خاک لحد را کہ تو ناگہ بہ سر آیی

عجب ار باز نیاید بہ تن مردہ روانش

ترجمہ: اگر تو لحد میں سو رہے مردہ کے پاس سے گذرے تو عجب نہیں کہ اس میں روح داخل ہو اور وہ زندہ ہو جائے۔

شرم دارد چمن از قامت زیبای بلندت

کہ ہمہ عمر نبودہ ست چنین سرو روانش

ترجمہ: چمن تمہارا سرو بالا جیسا قد دیکھ کر شرمسار ہے کیونکہ اس نے کبھی بھی ایسا سر رواں یعنی معشوق نہیں دیکھا۔

گفتم از ورطه عشقت به صبوری به درآیم

باز می بینم و در یا نه پدیداست کرانش

ترجمہ: میں نے چاہا تھا کہ تیرے گرداب عشق سے صبر و تمکین کی ساتھ باہر آجاؤں لیکن جب باریکی سے دیکھا تو تمہارے عشق کو بیکراں پایا۔

عهد ما با تو نه عهدی که تغیر بپذیرد

بوستانیست که هرگز نزند باد خزانش

ترجمہ: جو عہد میں نے تم سے باندھا ہے ممکن نہیں کہ تغیر پذیر ہو یہ ایسا باغ ہے کہ جس کو خزاں کا کھٹکا نہیں۔

چه گنه کردم و دیدی که تعلق ببریدی

بنده بی جرم و خطایی نه صواب است مرانش

ترجمہ: میں نے کون سا گناہ کیا ہے کہ تم نے مجھ سے تعلق توڑ دیا ہے بغیر کسی جرم اور خطا کہ مجھ کو چھوڑنا درست نہیں۔

نرسد ناله سعدی به کسی در همه عالم

که نه تصدیق کند کز سر دردیست فغانش

ترجمہ: جس کسی نے بھی سعدی کا نالہ وفریاد سنا ہے اس نے اس کے درد عشق کی گواہی دی ہے۔

گر فلاطون به حکیمی مرض عشق بپوشد

عاقبت پرده برافتد ز سر راز نهانش

ترجمہ: اگر حکیم فلاطون بھی عشق کی بیماری کی تشخیص کرے اور اس کو دبانے کی کوشش کرے کسی دن اس کا راز نہاں بھی کھل جائے گا۔

غزل ۵۲-

بگذار تا بگرییم چون ابر در بهاران

کز سنگ گری خیزد روز وداع یاران

ترجمہ: مجھے اجازت دے کہ میں ابر نیساں کی طرح اشک بہاؤں دوستوں سے بچھڑنے پر پتھر بھی نالہ وفریاد کرتا ہے یعنی پتھر بے حس ہوتے ہوئے جدائی کا نغمہ برداشت نہیں کرسکتا اور میں تو انسان ہو۔

ہر کو شراب فرقت روزی چشیدہ باشد

داند کہ سخت باشد قطع امیدواران

ترجمہ: جس کسی نے جدائی کا تلخ ذائقہ چکھا ہے اس کو پتہ ہے جب کسی سے امید سے جدا ہونا سخت جان فرسا اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔

با ساربان بگویید احوال آب چشمم

تا بر شتر نبندد محمل بہ روز باران

ترجمہ: میری شدت گریہ کے متعلق قافلہ سالار کو خبر دو کہ اس بارش کے دوران سفر کرنا مناسب نہیں کہ اس کے اونٹ اور سواریاں دلدل اور کیچڑ میں پھنس جائیں گے۔

ای صبح شب نشینان جانم بہ طاقت آمد

از بس کہ دیر ماندی چون شام روزہ داران

ترجمہ: اے صبح شب زندار عشاق کی جان لبوں پر آچکی ہے تم نے توزہ داروں کی شام کی طرح آنے میں بہت دیر کردی۔

چندین کہ بر شمردم از ماجرای عشقت

اندوہ دل نگفتم الا یک از ہزاران

ترجمہ: اگرچہ میں نے دلدادگی اور عشق کا ماجرا بیان کیا ہے لیکن یقین جانو کہ میں نے اپنے

اندوہِ دل کا ہزارواں حصہ بھی نہیں احاطے میں لایا۔

سعدی به روز گارامہری نشد سته دردل

بیرون نمی توان کرد الا به روزگاران

ترجمہ: ماضی کے عشقیہ حالات سعدی کے دل میں نقش ہو چکے ہیں جنہیں اس کے دل سے نہیں نکالا جا سکتا ہاں مگر زمانہ بدل جائے تو الگ بات ہے۔

چندت کنم حکا یت شرح این قدر کفا یت

باقی نمی توان گفت الا به غمگساران

ترجمہ: میں حکایت عشق کی شرح کہاں تک کروں اس پر کفایت کرتا ہوں اس کے علاوہ باتیں محرم ہائے راز لوگوں سے کروں گا۔

کیونکہ خواص کی بات عوام سے کرنا ہرگز مناسب نہیں۔

غزل ۵۳-

سر آن ندارد امشب که برآید آفتابی

چه خیال ها گذر کرد و گذر نکرد خوابی

ترجمہ: آج رات اتنی طویل ہے کہ شاید سورج چڑھے گا ہی نہیں دل میں کیا کیا خیالوں کا گذر ہوا اور نیند نہیں آئی۔

سر چیز داشتن: محاورہ ہے۔

به چه دیر ماندی ای صبح که جان من برآمد

بزه کردی و نکردند مؤذنان ثوابی

ترجمہ: اے صبح تو نے کیوں دیر کی میری جان لبوں پر آ گئی اور تو نے گناہ کیا ان اذان دینے کو کیوں نہیں بھیجا کہ بشارت دیتے۔ بزہ یعنی گناہ۔

ذفس خروس بگر فت که نو بتی بخوا ند

همه بلبلان بمردند و نماند جز غرابی

ترجمہ: (صبح نہیں ہو رہی) لگتا ہے کہ مرغ کی سانس بند ہوگئی ہے کہ وہ پل بھر بولتا لگتا ہے تمام خوش صوت پرندے کہیں چلے گئے ہیں ان کی جگہ کوے رہ گئے ہیں۔ یہاں خروس وبلبل خوشی اورشادمانی کا پیغامبروں کا استعارہ ہے اور کوا غم واندوہ کا پیام لانے والوں کا۔

نفحات صبح دانی ز چه روی دوست دارم

که به روی دوست ماند که برافکند نقابی

ترجمہ: صبح کی ہوا کے جھونکے مجھے اس لئے اچھے لگتے ہیں کہ معشوق اپنے چہرہ سے برقع اٹھاتا ہے اور اپنا چہرہ آشکار کرتا ہے۔

سرم از خدای خواهد که به پایش اندر افتد

که در آب مرده بهتر که در آرزوی آبی

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ اپنا سر معشوق کے قدموں میں رکھ دوں کیونکہ پانی کی تلاش میں مرنے سے پانی میں مرنا بہتر ہے۔

دل من نه مرد آنست که با غمش برآید

مگسی کجا تواند که بیفکند عقابی

ترجمہ: میرے دل میں اتنی طاقت کہاں کہ تیرا غمِ عشق برداشت کرسکوں مکھی شہباز کو شکست نہیں دے سکتی۔

نه چنان گناهگارم که به دشمنم سپاری

تو به دست خویش فرمای اگرم کنی عذابی

ترجمہ: ہر چند ہم گناہگار ہیں لیکن اتنے بھی گناہ گار نہیں کہ تو ہمیں دشمن کے سپرد کردے اگر تجھے ہمیں عذاب دینا ہے تو اپنے ہاتھ سے دے۔

دل همچو سنگت ای دوست به آب چشم سعدی

عجب است اگر نگردد که بگردد آسیابی

ترجمہ: اے معشوق تیرا پتھر سا دل سعدی کے آنسوں سے نہیں پگھلتا اور مہربان ہوتا اگرچہ ان سے پن چکی چل سکتی ہے۔ کثرتِ گریہ۔

بروای گدای مسکین و دری دگر طلب کن

کہ ہزار بار گفتی و نیامدت جوابی

ترجمہ: اے بیچارے عاشق نیاز منداس جگہ سے جا کوئی اور دروازہ تلاش کر کہ یہاں ہزار بار صدا دینے پر کوئی جواب نہیں ملا۔

غزل ۵۴-

به پایان آمد این دفتر حکایت هم چنان باقی

به صد دفتر نشاید گفت حسب الحال مشتاقی

ترجمہ: اگرچہ یہ شعری دفتر ختم ہو رہا ہے لیکن عشق کی حکایت جوں کی توں باقی ہے یہ تو سیکڑوں دفاتر میں بھی سمیٹی نہیں جا سکتی۔

کتاب بالغ منی حبیبا معرضا عنی

ان افعل ما تری انی علی عهدی و میثاقی

ترجمہ: معشوق میرے عشق کی کتاب ہے اور مجھ سے روگرداں۔ میں تو کہتا ہوں وہ جو چاہے کرے میں اپنے عہد پر قائم ہوں۔

نگویم نسبتی دارم به نزدیکان درگاهت

که خود را بر تو می بندم به سالوسی و زراقی

ترجمہ: میں یہ دعوئی نہیں کرتا کہ تیری درگاہ کے مقربین سے نسبت رکھتا ہوں ورنہ میں نے حیلہ وریاکاری سے خود کو منسوب کر لیا ہوتا۔

اخلّایی و احبابی ذَروا مِن حُبّه مابی

مریضُ العشق لا یبری و لا یشکو الی الرّاقی

ترجمہ: میرے دوستوں نے مجھے اس کے عشق میں یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ کہ مرض عشق کا کوئی علاج نہیں اور جادوگر سے کوئی شکوہ نہیں۔

نشان عاشق آن باشد که شب با روز پیوندد

تو را گر خواب می گیرد نه صاحب درد عشاقی

ترجمہ: عاشق کی پہچان یہ ہے شام سے صبح تک اس کو نیند نہیں آتی اگر تجھے نیند آتی ہے تو سمجھ لے کہ تو عشاق کے گروہ سے نہیں۔

قدح چون دور ما باشد به ہشیاران مجلس ده

مرا بگذار تا حیران بماند چشم در ساقی

ترجمہ: جب میری باری آئے تو پیالہ مجلس کے ہوشیاروں کو دے اور۔ میں تو ساقی کی انکھوں سے مست و مدہوش ہوں۔

سعی فی ہتکی الشّانی و لما یدر ماشانی

انا المجنون اعیاباحراق و اِغراقی

ترجمہ: میرے دشمن نے میری ہتک و بے حرمتی کی کوشش کی لیکن میں نے ان سنی کی کیونکہ کہ میں سودائی ہوں مجھے جلنے اور ڈوبنے کا کوئی ڈر نہیں۔

مگر شمس فلک باشد بدین فرخنده دیداری

مگر نفس ملک باشد بدین پاکیزه اخلاقی

ترجمہ: تم جیسا فرخندہ چہرہ صرف فلک کا ہے کہ اس میں خورشید طلوع ہوتا ہے تم جیسا پاکیزہ اخلاق فرشتوں کا ہے۔

لقیت الاسد فی الغابات لا تقوی علی صیدی

و ہذا الظبی فی شیراز یسبینی باحداقی

ترجمہ: شیروں کی کچھار میں کوئی شکار نہیں کرسکتا لیکن اس سیاہ چشم آہوئے شیراز نے مجھے

شکار کرلیا۔

نہ حسنت آخری دارد نہ سعدی را سخن پایان

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چنان باقی

ترجمہ: تمہارے حسن اور سعدی کے کلام کی کوئی انتہا نہیں دریا بہتا رہا اور تمہارا پیاسا مر گیا۔ یعنی تم نے توجہ نہیں کی۔

غزل ۵۵-

روی در مسجد و دل ساکن خمار چه سود؟

خرقه بر دوش و میان بسته به زنار چه سود؟

ترجمہ: تمہارا جسم مسجد میں ہے لیکن دل میخانہ میں کیا فائدہ؟ خرقہ پہنا ہے لیکن اس کے نیچے زنار بھی باندھا ہے کیا فائدہ؟

ہر که او سجده کند پیش بتان در خلوت

لاف ایمان زدنش بر سر بازار چه سود؟

ترجمہ: وہ کہ خلوت میں بتوں کو پوجتا ہے اور بازار میں ایمان کی لاف مارتا ہے بے فائدہ؟

دل اگر پاک بود خانه ناپاک چه باک

سر چو بی مغز بود نغزی دستار چه سود؟

ترجمہ: دل اگر پاک ہو تو ناپاک گھر کا کیا خدشہ آدمی اگر بے مغز ہو تو پگڑی کا کیا فائدہ؟

چون طبیعت نبود قابل تدبیر حکیم

قوت ادویه و ناله بیمار چه سود؟

ترجمہ: جب حکیم کی تدبیر ہی ناقص ہو تو پھر دوا کس کام کی اور بیمار کی پکار کا کیا فائدہ؟

قوت حافظه گر راست نیاید در فکر

عمر اگر صرف شود در سر تکرار چه سود؟

ترجمہ: اگر قوتِ حافظہ ہی معطل ہو جائے تو ساری عمر سر مارا جائے اور وظائف دہرائے جائیں تو کیا فائدہ؟

عاشقی راست نیاید به تکبر سعدی

چون سعادت نبود کوشش بسیار چه سود؟

ترجمہ: سعدی جس دل میں تکبر ہو اس کو عاشقی راس نہیں آتی جب تک سعادت و توفیق نہ ملے کوشش بسیار کا کیا فائدہ؟

انکساری تھی مرے گارے میں

اور جلن غیر کے انگارے میں

(راغب)

غزل۵۶-

برخیز تا یک سو نہیم این دلق ازرق فام را

بر باد قلاشی دہیم این شرک تقوا نام را

ترجمہ: آؤ تا کہ ہم اس نیلی گودڑی کو اتار کر ایک طرف رکھ دیں۔ اور اس پرہیز گاری کو جو کہ شرک و گناہ ہے کو ہوا میں اڑا دیں۔

یک سونہادن یعنی ایک طرف رکھنا۔ یا ایک کنارے پر کرنا۔

ہر ساعت از نو قبله ای با بت پرستی می رود

توحید بر ما عرضه کن تا بشکنیم اصنام را

ترجمہ: یہ جہان سراسر بت پرستی ہے اور ہر پل نیا قبلہ پیدا ہوتا ہے ہمیں یگانہ پرستی و توحید پرستی کا کوئی طریقہ دکھا تا کہ ہم تمام بتوں کو توڑ دیں۔

می با جوانان خوردنم باری تمنا می کند

تا کودکان در پی فتند این پیرِ دُردآشام را

ترجمہ: میری آرزو ہے کہ جوان مردوں کے ساتھ شراب پیوں اور تا کہ اس پیر سیاہ مست کے پیچھے بچے دوڑیں اور رسوا کریں۔

از مایۂ بیچارگی قطمیر مردم می شود
ماخولیای مہتری سگ می کند بلعام را

ترجمہ: عاجری سے قطمیر کتا آدمی ہو گیا جب کہ ماخولیا سے بلعم حیوان ہو گیا۔

زین تنگنای خلوتم خاطر به صحرا می کشد
کز بوستان باد سحر خوش می دہد پیغام را

ترجمہ: اگر اس تنگنائے خلوت سے میرا دل صحرا کی طرف ملتفت ہوتا ہے کیونکہ باغ و بوستان سے صبح کی ہوا خوشی کا پیغام لاتی ہے۔

غافل مباش ار عاقلی، دریاب اگر صاحب دلی
باشد که نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ترجمہ: اگر تم عقل مند ہو تو تم اپنی عمر غفلت و نادانی میں مت گذارو، اگر تم صاحب ذوق ہو اور دل کے اشارات سمجھتے ہو تو فرصت کے لمحوں کو غنیمت سمجھو شاید پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے۔

جایی که سرو بوستان با پای چوبین می چمد
ما نیز در رقص آوریم آن سرو سیم اندام را

ترجمہ: جب کہ سرو کا پیڑ چوبی اور خشک تنا رکھتے ہوئے حرکت کرتا ہے یعنی ہوا کے زیر اثر ہلتا اور ڈولتا ہے تو میں معشوق کے عشق اور چاہت میں کیوں نہ رقص کروں۔

دلبندم آن پیمان گسل منظور چشم آرام دل
نی نی دلا رامش مخوان کز دل ببرد آرام را

ترجمہ: میرا دل بند اور دلآرام یعنی معشوق عہد شکن ہے اور اس نے میرا سکون اور آرام ختم کر دیا ہے۔ نہیں نہیں اس کو اس کو دلآرام نہیں کہو۔

دنیا و دین و صبر و عقل از من برفت اندر غمش

جایی که سلطان خیمه زد غوغا نماند عام را

ترجمہ: معشوق کے غم میں صبر وقرار اور دین و دنیا سب کچھ گیا سچ ہے کہ جہاں بادشاہ خیمہ گاڑتا ہے وہاں عوام کا غوغا وفریاد کوئی نہیں سنتا۔

یعنی یہاں سلطان عشق کا استعارہ ہے۔

باران اَشکم می رود وز اَبرَم آتش می جهد

با پختگان گوی این سخن سوزش نباشد خام را

ترجمہ: میرے آنسو بارش کی طرح بہہ رہے ہیں میرے دل سے غم واندوہ دھواں کی طرح باہر آرہا ہے۔ یہ سخن پختہ کار لوگوں تک پہنچاؤ کہ یہ غذا خام طبع لوگوں کی نہیں۔

سعدی ملامت نشنود ور جان در این سر می رود

صوفی گران جانی بِبَر ساقی بیاور جام را

ترجمہ: اگر اس راہ میں سعدی جان بھی دیدے تو بھی وہ کسی کی پند ونصیحت نہیں قبول کرے گا۔ اے صوفی تم زحمت نہ اٹھاؤ اے میرے ساقی شراب کا جام لاؤ۔

غزل ۵۷-

امشب سبکتر می زنند این طبل بی هنگام را

یا وقت بیداری غلط بودست مرغ بام را

ترجمہ: آج کی رات منادی کرنے والے نے ڈھول غلط بجادیا ہے صبح کے مرغ نے بے وقت ہی بانگ دے دی ہے۔ یعنی رات کے ختم ہونے کا پتہ ہی نہیں چلا۔

یک لحظه بود این یا شبی کز عمر ما تاراج شد

ماهم چنان لب بر لبی نابرگرفته کام را

ترجمہ: یہ رات تھی یا ایک پل جسے ہماری عمر سے چرایا گیا تھا ابھی تو ہم نے ہونٹ میں ہونٹ

ہی لیا تھا ابھی تو خواہش کا پورا ہونا باقی تھا۔

ہم تازہ رویم ہم خجل ہم شادمان ہم تنگ دل

کز عہدہ بیرون آمدن نتوانم این انعام را

ترجمہ: میں تازہ رو ہوں، شرمندہ ہوں، خوش ہوں اور دکھی ہوں کیونکہ عشق کے اس انعام سے عہدہ برآ ہوں۔

گرپای بر فرقم نہی تشریف قربت می دہی

جز سر نمی دانم نہادن عذر این اقدام را

ترجمہ: میرے سر پر پاوں رکھو مجھے اپنی قربت کا احساس دلاو۔ اس احسان کے عوض میرا سر بھی حاضر ہے۔

چون بخت نیک انجام را با ما به کلی صلح شد

بگذار تا جان می دہد بدگوی بدفرجام را

ترجمہ: بخت کا ستارا میری طرف طلوع ہو چکا ہے میرے مخالف سے کہو کہ اب وہ کہیں جا کر ڈوب مرے۔

سعدی عَلَم شد در جہان صوفی و عامی گو بدان

ما بت پرستی می کنیم آن گه چنین اصنام را

ترجمہ: سعدی زمانے میں بدنام ہوا صوفی اور عامی کو بتا دو میں اس قسم کے بتوں کی پرستش کرتا ہوں۔

غزل ۵۸-

گر یکی از عشق بر برآرد خروش

بر سر آتش نه غریب است جوش

ترجمہ: جس کسی کو عشق کی خروش پہنچی ہو اس بیچارہ پر آنچ کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔

از تو نپرسند درازای شب

آن کس داند که نخفته ست دوش

ترجمہ: جو شخص پہلے نہیں سویا وہ کبھی نہیں پوچھتا کہ رات کتنی لمبی ہے۔ یعنی نیا عاشق ہی یہ پوچھتا ہے۔

حیف بود مردن بی عاشقی

تا نفسی داری و نفسی بکوش

ترجمہ: عشق کئے بغیر مر جانے پر افسوس جب تک سانس چلتی ہے عشق کی کوشش کرنی چاہئے۔

سر که نه در راه عزیزان رود

بار گران است کشیدن به دوش

ترجمہ: جو سر عزیزوں کی راہ میں نہیں جاتا اس کو کندھوں پر اٹھانا بوجھ ہے۔

سعدی اگر خاک شود ہم چنان

ناله زاریدنش آید به گوش

ترجمہ: سعدی اگر مر بھی جائے گا تو بھی اس کی آہ وزاری تمہارے کانوں میں پہنچے گی۔

ہر که دلی دارد از انفاس او

می شنود تا به قیامت خروش

ترجمہ: جو بھی صاحب دل ہوگا اس کی ہر سانس سے قیامت تک یہ خروش آئے گی۔

غزل ۵۹-

سرمست ز کاشانه به گلزار برآمد

غلغل ز گل و لاله به یک بار برآمد

ترجمہ: معشوق سرمستی کے عالم میں میخانہ سے باغ میں آیا اس کو دیکھ کر گل و لالہ ایکبار کھل اُٹھے۔

مرغان چمن نعرہ زنان دیدم و گویان

زین غنچہ کہ از طرف چمن زار برآمد

ترجمہ: مرغان چمن معشوق کو دیکھ کر بول اٹھے یہ نیا غنچہ لب معشوق اور نیا چمن زاد کون ہے۔

آب از گل رخسارہ او عکس پذیرفت

وآتش بہ سر غنچہ گلنار برآمد

ترجمہ: پھول نے اس کی رخسار سے آب وتاب حاصل کی اور غنچہ نے گلنار یعنی لالی پائی۔

سجادہ نشینی کہ مرید غم او شد

آوازہ اش از خانہ خمار برآمد

ترجمہ: سجادہ نشین اس کے غم کا مرید ہو گیا اور اس کا آوازہ خانہ خمار سے آیا۔

زاہد چو کرامات بت عارض او دید

از چلہ میان بستہ بہ زنار برآمد

ترجمہ: زاہد نے جب اس کے خد وخال اور عوارض کے کرامات دیکھے تو کمر سے زنار باندھ کر چلہ سے باہر آ گیا۔

بر خاک چو من بی دل و دیوانہ نشاندش

اندر نظر ہر کہ پری وار برآمد

ترجمہ: جس کسی نے اس پری زاد کو دیکھا وہ میری طرح بیدل اور دیوانہ ہو کر خاک پر لوٹا۔

من مفلس از آن روز شدم کز حرم غیب

دیبای جمال تو بہ بازار برآمد

ترجمہ: جب تمہارا دیبائے جمال بازار میں آیا تو میں اسی روز سے حرم غیب ہو گیا۔

کام دلم آن بود کہ جان بر تو فشانم

آن کام میسر شد و این کار برآمد

ترجمہ: میرے دل کی خواہش یہ تھی کہ جان تم پر نچھاور کر دوں یہ جستجو پیدا ہوئی اور یہ کام نکل

آیا۔یعنی روزگار۔

سعدی چمن آن روز به تاراج خزان داد
کز باغ دلش بوی گل یار برآمد

ترجمہ: جس دن دل کے چمن سے گل یار کی مہک آئی اس روز باغ و بہار تاراج ہو گئے یعنی بے وقعت۔

غزل ٦٠-

چون است حال بستان ای باد نوبہاری
کز بلبلان برآمد فریاد بی قراری

ترجمہ:اے بادنو بہار باغ کے پھولوں کا کیا حال ہے کیونکہ بلبل بیقرار ہو کر شور کر رہے ہیں۔

ای گنج نوشدارو با خستگان نگہ کن
مرہم بہ دست و مارا مجروح می گذاری

ترجمہ:اے زخم مندمل کرنے والے معشوق خستہ حال عشاق پر رحم کر۔تمہارے پاس ہر مرض کی دوا ہے لیکن تم میرا علاج کئے بغیر ہی مجھے چھوڑ رہے ہو۔

یا خلوتی برآور یا برقعی فروہل
ورنہ بہ شکل شیرین شور از جہان برآری

ترجمہ: یا تو خلوت میں مجھ سے ملو یا چہرے پر برقع ڈال کر سامنے آؤ ورنہ تمہاری صورت دیکھ کر دنیا میں جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔

ہر ساعت از لطیفی رویت عرق برآرد
چون بر شکوفہ آید باران نوبہاری

ترجمہ: تمہارے چہرے پر پسینہ ایسے لگتا ہے جیسے بہار کی بارش میں نہائی ہوئی کلیاں ہوں۔

عـوداسـت زیـردامـن یـاگـل درآسـتینت

یـامشـک درگریبـان بنمـای تـاچـه داری

ترجمہ: تمہارے دامن میں عود ہے یا تمہاری آستین میں پھول ہیں یا تمہارے گریبان میں مشک ہے ذرا مجھے دکھاؤ کہ ہے کیا؟

سعدی نے تجاہل کی صنعت استعمال کی ہے۔

گـل نسـبتی نـداردبـاروی دلفریـبـت

تودرمیان گل ها چون گل میان خاری

ترجمہ: پھول میں تمہارے چہرے جیسی زیبائی ودلفریبی نہیں تم پھولوں میں ایسے ہو جیسے کہ کانٹوں میں پھول۔

وقـتی کمنـدزلفـت دیگـرکمـان ابـرو

این می کشدبه زورم وآن می کشدبه زاری

ترجمہ: کبھی تو تمہاری زلف کی کمند مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے اور کبھی تمہارے ابروں کی کمان مجھے ہلاک کرتی ہے۔

ورقیـدمـی گشـاییـ وحشـی نمـی گـریزد

دربندخوبرو یان خوشترکه رستگاری

ترجمہ: تم اگر اپنے قید و بند کے دروازے کھول دو تو کوئی قیدی فرار نہیں ہوگا کیونکہ معشوقوں کی قید میں مزہ ہی مزہ ہوتا ہے۔

زاول وفـانمـودی چنـدان کـه دل ربـودی

چون مهر سخت کردم سدست آمدی به یاری

ترجمہ: پہلے پہل تم نے وفا کا اظہار کیا اور میرا دل لیا جب میری محبت راسخ ہوگئی تو تم ڈھیلے ہوگئے اور سست عہد۔

عمری دگر بباید بعد از فراق ما را

کاین عمر صرف کردیم اندر امیدواری

ترجمہ: جدائی میں مجھے دوسری عمر درکار ہے تا کہ اس کو میں تمہارے وصال کے انتظار میں خرچ کروں۔

ترسم نماز صوفی با صحبت خیالت

باطل بود که صورت بر قبله می نگاری

ترجمہ: صوفی تمہارے تصویر لئے نماز پڑھتا ہے اس کی نماز باطل ہے تم نے اس کے قبلہ پر قبضہ کرلیا ہے۔

نکتہ یہ ہے کسی کی صحبت میں نماز نہیں ہوتا صوفی جو پرہیزگار بنتا اس نے بھی تمہاری تصویر اپنے پاس رکھی ہوئی۔ نماز میں تمہارا چہرہ دیکھتا ہے۔

ہر درد را که بینی درمان و چاره ای ہست

درمان درد سعدی با دوست سازگاری

ترجمہ: جو بھی درد ہے اس کا کوئی نہ کوئی علاج بھی ہے لیکن سعدی کے درد کا چارہ فقط سعدی کے پاس ہے۔

غزل ۶۱-

غم زمانه خورم یا فراق یار کشم

به طاقتی که ندارم کدام بار کشم

ترجمہ: میں زمانے کا غم جھیلوں یا معشوق کی جدائی کا غم۔ مجھ میں سکت نہیں کونسا بوجھ اٹھاؤں۔

نه قوتی که توانم کناره جستن از او

نه قدرتی که به شوخیش در کنار کشم

ترجمہ: نہ تو معشوق سے دور ہو جانے کی قوت ہے اور نہ ہی اس کے پہلو میں جانے کی قدرت ہے۔

نہ دست صبر کہ در آستین عقل برم

نہ پای عقل کہ در دامن قرار کشم

ترجمہ: میں دست صبر کو عقل کی آستین میں نہیں ڈال سکتا اور نہ عقل کے پاؤں کو قرار و سکون کے دامن میں کھینچ سکتا ہوں۔

دست صبر، آستین عقل، پای عقل اور دامن قرار یہ استعارات مکنیہ ہیں۔

ز دوستان بہ جفا سیرگشت مردی نیست

جفای دوست، ز نم گر، نہ مردوار کشم

ترجمہ: جو دوستوں کی جور و جفا سے بیزار ہو جائے وہ مرد نہیں میں مردوں کی طرح، دوست کی جفا برداشت کروں گا۔

سیر گشت یہاں بیزار ہونے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

چو می توان بہ صبوری کشید جور عدو

چرا صبور نباشم کہ جور یار کشم

ترجمہ: جب میں وصال کے جام سے سرشار ہو جاؤں تو یہ ضروری ہے کہ مستی کے بعد رنج درد سر بھی اٹھاؤں۔

شراب خوردہ ساقی ز جام صافی وصل

ضرورت است کہ درد سر خمار کشم

ترجمہ: وصل کے شراب صافی سے جام پی لیا ہے اب ضروری ہے کہ خمار ٹوٹنے پر درد سر بھی برداشت کروں۔

گلی چو روی تو گر در چمن بہ دست آید

کمینہ دیدہ سعدیش پیش خار کشم

ترجمہ: اگر اس چمن میں تجھ سا کوئی پھول اُگ آئے تو یہ سعدی اس کے خار پر اپنی آنکھ نثار کر دے۔

غزل ۶۲-

تو را سریست که با ما فرو نمی آید

مرا دلی که صبوری از او نمی آید

ترجمہ: تمہاری سوچ اور فکر مجھ سے نہیں ملتی اور مجھے ایسا دل ملا ہے کہ صبر و شکیبائی سے محروم ہے۔

کدام دیده به روی تو باز شد همه عمر

که آب دیده به رویش فرو نمی آید

ترجمہ: کون سی آنکھ ہے کہ جو تمہیں ایک بار دیکھنے کے بعد عمر بھر روئی نہ ہو۔

جز این قدر نتوان گفت بر جمال تو عیب

که مهربانی از آن طبع و خو نمی آید

ترجمہ: تمہارے جمال میں کوئی عیب ہے تو یہ ہے کہ اس میں مہر و الفت نہیں۔

چه جور کز خم چوگان زلف مشکینت

بر او فتاده مسکین چو گو نمی آید

ترجمہ: کیا جور ہے کہ چوگان کے بلے جیسی زلف تمہاری کی گرفت میں عاشق کا دل نہیں آتا، شکوہ کیا ہے۔

اگر هزار گزند آید از تو بر دل ریش

بد از منست که گویم نکو نمی آید

ترجمہ: اگر تمہاری طرف سے میرے زخمی دل پر ہزار مصیبت وارد ہو اور میں ان کی تفسیر نیکی سے نہ کروں تو یہ میری بدی ہوگی۔

گر از حدیث تو کوته کنم زبان امید

که هیچ حاصل از این گفت و گو نمی آید

ترجمہ: اگر میری اور تمہاری گفتگو بے نتیجہ ہو اور میں پر امید سخن میں کمی کروں لاتعلق ہو جاوں

تو ایسی صورت میں۔

گمان برند که در عود سوز سینه من
بمرد آتش معنی که بو نمی آید

ترجمہ: سب لوگ یہی مطلب اخذ کریں گے کہ میرے سینہ میں آگ نہیں اس کئے عود خوشبو نہیں دے رہی۔

چه عاشقست که فریاد درد ناکش نیست
چه مجلسست کز او های و هو نمی آید

ترجمہ: یہ کیسا عاشق ہے کہ کوئی اس کی دردناک فریاد نہیں کرتا ہے یہ کیسی مجلس ہے کہ اس میں کوئی ہاؤ ہو نہیں۔

به شیر بوده گر شور عشق سعدی را
که پیر گشت و تغیر در او نمی آید

ترجمہ: شور و فریاد تو سعدی کو گھٹی میں پلایا گیا ہے اور وہ اسی حال بوڑھا ہو گیا ہے بالکل بھی نہیں بدلا ہے۔

غزل ۶۳۔

گفتمش سیر ببینم مگر از دل برود
وآن چنان پای گرفته ست که مشکل برود

ترجمہ: پہلے پہل میں نے اندازہ لگایا کہ میرے دل سے محبت نکل جائے گی۔لیکن اس نے قدم سختی سے جمایا ہے اور نکلنے کی نہیں۔

دلی از سنگ ببایدبه سر راه وداع
تا تحمل کند آن روز که محمل برود

ترجمہ: جب معشوق کا محمل جدا ہو اس گھڑی آدمی کا دل پتھر کا ہونا چاہیے تا کہ اس صدمہ کو

برداشت کیا جا سکے۔

چشم حسرت به سر اشک فرو می گیرم

که اگر راه دہم قافل بر گل برود

ترجمہ: میں اپنی نگاہ حسرت کو آنکھوں کے اندر ہی بند رکھتا ہوں کہیں ایسا نہ اس کے ساتھ تو معشوق کی یادوں کا کارواں یعنی اشک مٹی میں نہ مل جائیں۔

رہ ندیدم چو برفت از نظرم صورت دوست

ہمچو چشمی که چراغش ز مقابل برود

ترجمہ: جب دوست رخصت تو مجھے راستہ نہیں دکھائی دے رہا تھا گویا میرے آنکھوں کے آگے سے چراغ چلا گیا۔

موج از این بار چنان کشتی طاقت بشکست

که عجب دارم اگر تخته به ساحل برود

ترجمہ: اس بار جدائی کی موج نے میرے صبر کی کشتی کو تباہ کر دیا ممکن نہیں کہ اس کا کوئی تختہ ساحل تک پہنچ سکے۔

سہل بود آن که به شمشیر عتابم می کشت

قتل صاحب نظر آن است که قاتل برود

ترجمہ: اگر معشوق چاہے تو مجھے اپنے عتاب کی شمشیر سے مجھے قتل کر ڈالے صاحب نظر وہ عاشق کہ وہ معشوق کی نظر میں چڑھے۔

نه عجب گر برود قاعده صبر و شکیب

پیش هر چشم که آن قد و شمایل برود

ترجمہ: صاحب نظر عاشق کا استعارہ ہے اور قاتل معشوق کا۔

کس ندانم که در این شہر گرفتار تو نیست

مگر آن کس که به شہر آید و غافل برود

ترجمہ: کون نہیں اس شہر میں جو تیرا اسیر نہیں یہ الگ بات ہے کوئی بے خبر اور غافل یہاں سے اسی طرح چلا جائے۔ مطلب جو بھی صاحب نظر تیرے شہر میں آیا لوٹ کر نہیں گیا۔

گر ہمه عمر نداده ست کسی دل به خیال

چون بیاید به سر راه تو بی دل برود

ترجمہ: اگر کسی نے گمان میں کسی کو دل نہ دیا ہو وہ تیرے راستہ پر تجھے دیکھ کر اپنا دل دے بیٹھے گا۔

روی بنمای که صبر از دل صوفی ببری

پرده بردار که ہوش از تن عاقل برود

ترجمہ: اپنا چہرہ دکھا تا کہ عارف کا صبر جواب دیدے، پردہ اٹھا تا کہ دانا کا عقل برباد ہوجائے۔

سعدی ار عشق نبازد چه کند ملک وجود

حیف باشد که ہمه عمر به باطل برود

ترجمہ: اگر سعدی عشق نہ کرتا تو کیا کرتا۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے اپنی عمر بیہودہ کاموں میں صرف کردی۔

قیمتِ وصل نداند مگر آزرده ہجر

مانده آسوده بخسبد چو به منزل برود

ترجمہ: جو ہجر کا ستایا ہو اس کو وہی وصل کی قیمت جان سکتا ہے جب تھکا ہوا آدمی منزل پر پہنچتا ہے تو اس کو بہت اچھی نیند آتی ہے۔

غزل ۶۴-

خبرت خراب تر کرد جراحت جدایی

چو خیال آب روشن که به تشنگان نمایی

ترجمہ: جس طرح پیاسے کو پانی کا خیال اور پریشان کرتا ہے تیری خبر نے میری جدائی کے زخم کو مزید خراب کر دیا۔

تو چه ارمغانی آری که به دوستان فرستی

چه از این به ارمغانی که تو خویشتن بیایی

ترجمہ: تم نے دوستوں کو کیا تحفہ دیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے کہ تو خود ہی ہمارے پاس آ جائے۔

بشدی و دل ببردی و به دست غم سپردی

شب و روز در خیالی و ندانمت کجایی

ترجمہ: تم مجھے چھوڑ کر جاتے ہوئے میرا دل بھی لے گئے اور پتہ نہیں کہاں چلے گئے رات دن مجھے یاد آتے ہو۔

دل خویش را بگفتم چو تو دوست می گرفتم

نه عجب که خوبرویان بکنند بی فایی

ترجمہ: جب میں نے تم سے دوستی کی تھی مجھے اسی وقت یقین تھا کہ خوبرو بے وفا ہوتے ہیں۔

تو جفای خود بکردی و نه من نمی توانم

که جفا کنم ولیکن نه تو لایق جفایی

ترجمہ: تم نے جفا کی لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں جفا کروں تم جفا کے لائق نہیں ہو۔

چه کنند اگر تحمل نکنند زیردستان

تو هر آن ستم که خواهی بکنی که پادشایی

ترجمہ: اگر زیردست برداشت نہ کریں تو کیا کریں تم جو بھی ظلم و ستم چاہو وہ کرو کہ تم تو بادشاہ ہو۔

سخنی که با تو دارم به نسیم صبح گفتم

دگری نمی شناسم تو ببر که آشنایی

ترجمہ: میں جو پیغام تجھے دینا چاہتا ہوں وہ بادِ صبح سے کہتا ہوں تا کہ تم تک پہنچائے کیونکہ اس کے علاوہ میرا کوئی آشنا نہیں۔

من از آن گذشتم ای یار که بشنوم نصیحت
برو ای فقیه و با ما مفروش پارسایی

ترجمہ: میں اس مرحلے سے گذر گیا ہوں کہ کسی کی نصیحت سنوں اے زاہد تو اپنی پارسائی میرے سامنے مت بکھیر۔

تو که گفته ای تأمل نکنم جمال خوبان
بکنی اگر چو سعدی نظری بیازمایی

ترجمہ: تم کہتے ہو کہ سعدی حسینوں کے جمال کو دیکھنا نہیں چھوڑتا اور اپنے کو اگر تم بھی ایک بار آزماؤ گے تو سعدی جیسے ہو جاؤ گے۔

در چشم بامدان به بهشت برگشودن
نه چنان لطیف باشد که به دوست برگشایی

ترجمہ: تم صبح کے وقت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بہشت کا نظارہ کرنے سے معشوق کا چہرہ دیکھنا بہتر اور زیادہ پر لطف ہے۔

غزل ٦٥-

خوبرویان جفا پیشه وفا نیز کنند
به کسان درد فرستند و دوا نیز کنند

ترجمہ: یہ جفا پیشہ معشوق وفا بھی کرتے ہیں۔ جب کسی کو درد دیتے ہیں تو اس کی دوا بھی دیتے ہیں۔

پادشاهان ملاحت چو به نخجیر روند
صید را پای ببندند و رها نیز کنند

ترجمہ: یہ ملاحت کے بادشاہ اپنے شکار کے پاوں باندھ کر اسے رہا کرتے ہیں۔ یعنی کہیں اور جانے کے قابل نہیں چھوڑتے۔

نظری کن به من خسته که ارباب کرم

به ضعیفان نظر از بهر خدا نیز کنند

ترجمہ: اے میرے معشوق مجھ خستہ حال پر کرم کی اک نظر کیجئے، کیونکہ اہل کرم خدا کی خوشنودی کے لئے ایسا ہی کرتے ہیں۔

عاشقان را ز بر خویش مران تا بر تو

سر و زر هر دو فشانند و دعا نیز کنند

ترجمہ: عاشقوں کو اپنے پہلو سے مت اٹھا کہ تا کہ یہ اپنا سر اور دونوں ہی تجھ پر نچھاور کریں۔

گر کند میل به خوبان دل من عیب مکن

کاین گناهیت که در شهر شما نیز کنند

ترجمہ: اگر میں خوبرویوں سے عشق کرتا ہوں تو مجھے برا بھلا مت کہہ کیونکہ یہ تیرے شہر کی عام رسم ہے۔

بوسه ای زان دهن تنگ بده یا بفروش

کاین متاعیست که بخشند و بها نیز کنند

ترجمہ: اپنے تنگ دہن سے خوشی سے مجھے بوسہ دے، قیمتاً ہی دے، کہ یہ چیز بخش دی جاتی یا بیچی جاتی ہے یعنی میں ہر دو طرح سے اس کا خواستگار ہوں۔

تو ختایی بچه ای از تو ختا نیست عجب

کان که از اهل صوابند ختا نیز کنند

ترجمہ: تم ملکِ ختا کے پھول جیسے لڑکی ہو اور اہل صواب یعنی راستبازوں سے کوئی خطا نہیں ہوسکتی۔

حل لغات: ختائی صفت نسبی، منسوب بہ ختا، سرزمینی در ترکستان شرقی قدیم۔

۱-از مردم ختا۔ ۲-(اسم) طرحی بہ شکل گل۔

گر رود نام من اندر دہنت باکی نیست

پادشاہان بہ غلط یاد گدا نیز کنند

ترجمہ: اگر تمہارے ہونٹوں پر میرا نام آجائے گا تو کچھ ڈر نہ ہوگا کیونکہ بعض دفعہ بادشا گداوں کا نام لیتے ہیں۔

سعدیا گر نکند یاد تو آن ماہ مرنج

ما کہ باشیم کہ اندیشہ ما نیز کنند

ترجمہ: اے سعدی گر تجھے وہ ماہرو نہیں یاد کرتا تو رنجیدہ نہ ہو ہم وہ لوگ ہیں جو اپنی فکر خود ہی کرتے ہیں۔

غزل ٦٦-

اگرم حیات بخشی و گرم ہلاک خواہی

سر بندگی بہ خدمت بنہم کہ پادشاہی

ترجمہ: اگر تو مجھ کو حیات بخشے یا ہلاک کرے، تو میں ہر حال میں سر تیری خدمت میں رکھے رہوں گا کہ تو کل جہانوں کا بادشاہ ہے۔

من اگر ہزار خدمت بکنم گناہگارم

تو ہزار خون ناحق بکنی و بی گناہی

ترجمہ: میں اگر میں تیری ہزار خدمت کروں اور تو مجھے اگر قتل بھی کرے تو بھی مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے، اور بے گناہ ہے۔

بہ کسی نمی توانم کہ شکایت از تو خوانم

ہمہ جانب تو خواہند و تو آن کنی کہ خواہی

ترجمہ: میں کسی سے تمہاری شکایت نہیں کرتا کیوں ہر کوئی تیر اطرف دار نکلتا ہے اس لئے جو تیری مرضی ہے مجھ سے وہی سلوک کر۔

منم ای نگار و چشمی که در انتظار رویت

همه شب نخفت مسکین و بخفت مرغ و ماهی

ترجمہ: میں ہوں اور اے معشوق تیرے انتظار میں جاگتی ہوئی میری آنکھ۔

وگر این شبِ درازم بکشد در آرزویت

نه عجب که زنده گردم به نسیم صبحگاهی

ترجمہ: اگر میں تیری آرزو میں اس شبِ دراز کے دوران مر بھی جاؤں، عجب نہیں کہ نسیم سحر کے ساتھ زندہ جاوید ہو جاوں۔

غم عشق اگر بکوشم که ز دوستان بپوشم

سخنان سوزناکم بدهد بر آن گوای

ترجمہ: اگر چہ میں غم عشق کو دوستوں سے چھپاتا ہوں لیکن میرے درد بھرے اشعار میری حالت ان پر ظاہر کر دیتے ہیں۔

خضریٰ چو کلک سعدی همه روز در سیاحت

نه عجب گر آب حیوان به درآید از سیاهی

ترجمہ: خضر بھی سعدی کے قلم کی طرح سارا دن سیاحت کرتا رہا، عجب نہیں ہے کہ چشمۂ آب حیواں، سیاہی سے ظاہر ہو جائے۔

غزل ٦٧-

زنده شود هر که پیش دوست بمیرد

مرده دوست آن که هیچ دوست نگیرد

ترجمہ: جو شخص اپنے دوست کے سامنے مرتا ہے وہ زندہ جاوید ہے۔ جس شخص کا کوئی دوست

نہیں وہ شخص مردہ دل ہے۔

ہرکہ زذوق‌ش درون سینہ صفاییست

شمع دلش راز شاہدی نگزیرد

ترجمہ: ہروہ شخص جس کے دل میں ذوق وشوق نے چمک پیدا کی ہو، اسے چاہئے کہ وہ کسی معشوق کے تصور سے اپنے دل کی شمع کو جلائے رکھے۔

طالب عشقی دلی چو موم بہ دست آر

سنگ سیہ صورت نگین نپذیرد

ترجمہ: محبت صرف نرم دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے، گرینائٹ یعنی کالے پتھر میں عقیق نہیں جڑ تا۔ یعنی فٹ نہیں کیا جاتا۔

صورتِ سنگین دلی کشندہ سعدیست

ہرکہ بدین صورتش کشند نمیرد

ترجمہ: سعدی کو ایک سنگ دل معشوق نے قتل کردیا ہے جو بھی اس طرح مرتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ یعنی سعدی ہر کشتہ عشق کی طرح لافانی ہے۔

غزل ۶۸-

این باد بہار بوستان است

یا بوی وصال دوستان است

ترجمہ: کیا یہ موسم بہار کی معطر اور خنک ہوا باغ سے آئی ہے یا پھر کہیں دوستوں کے وصال کی خوشبو ہے۔

دل می برد این خط نگارین

گویی خط روی دلستان است

ترجمہ: یہ خوبصورت خط یعنی شعروشاعری دل کوموہ رہی ہے کیونکہ اس کے حروف معشوق

کے خدوخال کی طرح نہایت جذاب و دلکش ہیں۔

ای مرغ بہ دام دل گرفتار
باز آی کہ وقت آشیان است

ترجمہ: اے دل کے جال میں پھنسے ہوئے پرندے، اب تو لوٹ کر آ جا کہ اشیانہ بندی کا موسم ہے۔

شب ہا من و شمع می گدازیم
این است کہ سوز من نہان است

ترجمہ: ہجر کی رات میں، میں ہوں اور جلتی ہوئی شمع ہے دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ شمع بزم میں جل رہی ہے اور میں اندر ہی اندر دل میں جلتا ہوں۔

گوشم ہمہ روز از انتظارت
بر راہ و نظر بر آستان است

ترجمہ: ہر روز میرے کان انتظار سے راستہ پر ہیں اور میری نظر تمہارے دروازے پر لگی رہتی ہے۔

ور بانگ مؤذنی میاید
گویم کہ درای کاروان است

ترجمہ: اگر موذن کی پیاری آواز دور سے آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں تیرے قافلے کے حدی خوانوں کی آواز ہے۔

با آن ہمہ دشمنی کہ کردی
باز آی کہ دوستی ہمان است

ترجمہ: تم نے مجھے غلط سمجھ کر دشمنی کی ہے، باز آ جا کہ میں نے ہمیشہ دوستی کا ہاتھ ہی بڑھایا ہے۔

با قوت بازوان عشقت
سرپنجۂ صبر ناتوان است

ترجمہ: میرے صبر کا پنجہ بہت ہی کمزور ہے اور عشق کے قوی بازوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنی عشق زور آور ہے اور صبر ناتواں۔

بیزاری دوستان دمساز
تفریق میان جسم و جان است

ترجمہ: دو ہم نوا دوستوں کا جدا ہونا جسم سے جان نکل جانے کے مترادف ہے۔

نالیدن دردناک سعدی
بر دعوی دوستی بیان است

ترجمہ: سعدی کے دردناک شیون و نالہ اس کے عشق کا بین ثبوت ہے۔

آتش بہ نی قلم در انداخت
وین خبر کہ می رود دخان است

ترجمہ: اس معشوق کے عشق نے میرے قلم کو آگ لگا دی ہے اور دھواں اٹھ رہا ہے البتہ کچھ کالی سیاہی کاغذ پر بچ گئی ہے۔ یعنی میرے تحریر کردہ اشعار جن کے حروف میرے عشق میں جلنے سے کالے ہو گئے ہیں۔ زبردست شعر ہے۔

غزل ۶۹۔

ما ہمہ چشمیم و تو نور ای صنم
چشم بد از روی تو دور ای صنم

ترجمہ: ہم سبھی آنکھیں ہیں اور اے معشوق تم ان میں روشنائی ہو، اے معشوق تیرے چہرے کو بری نظر نہ لگے۔

روی مپوشان کہ بہشتی بود
ہر کہ ببیند چو تو حور ای صنم

ترجمہ: تم اپنے چہرہ کو حجاب سے مت ڈھانپو جو تمہیں دیکھے گا جنت میں جائے گا۔

حور خطا گفتم اگر خواندمت

ترک ادب رفت و قصور ای صنم

ترجمہ: اے معشوق تجھے حور کہتا ہوں مجھ سے خطا ہوگئی یہ میرا قصور یعنی گناہ ہے۔ یعنی تم حور سے برتر و اعلیٰ ہو۔

تا بہ کرم خردہ نگیری کہ من

غایبم از ذوق حضور ای صنم

ترجمہ: تم لوگوں سے مہربانی سے پیش آتے ہو اور کہیں مجھ میں نقص نہ ڈھونڈنے لگ جائیو۔ یعنی مجھ پر بھی ویسے ہی لطف و کرم کرنا۔

روی تو بر پشت زمین خلق را

موجب فتنہ ست و فتور ای صنم

ترجمہ: تیرا چہرہ روئے زمیں کی مخلوق کے لئے فتنہ و فتور بن چکا ہے۔ یعنی ہر کوئی تمہارا شیدائی و عاشق ہے۔

این ہمہ دلبندی و خوبی تو را

موضع ناز است و غرور ای صنم

ترجمہ: اس خوبصورتی و زیبائی نے تمہیں سراپا ناز بنادیا ہے اور بجا طور پر مغرور بھی۔

سرو بنی خاستہ چون قامتت

تا ننشینیم صبور ای صنم

ترجمہ: تمہاری قامت سرو کے پیڑ جیسی ہے تم ایک جگہ ساکت نہیں ٹھہر سکتے ہو۔ یعنی ہلنا اور ڈولنا تمہاری سرشت میں ہے۔

این ہمہ طوفان بہ سرم می رود

از جگری ہمچو تنور ای صنم

ترجمہ: میرے اس سر میں، میرے جگر کے جلتے ہوئے تنور سے کئی طوفاں اٹھ رہے ہیں۔

سعدی از این چشمه حیوان که خورد

سیر نگردد به مرورای صنم

ترجمہ: اے معشوق سعدی نے تمہارے چشمہ حیات سے سیری حاصل کی ہے اس کی پیاس قطرہ بھر بھی کم نہیں ہوسکتی۔

غزل ۷۰-

من چرا دل به تو دادم که دلم می شکنی

یا چه کردم که نگه باز به من می نکنی

ترجمہ: میں نے دل تمہیں کیا دیا کہ تم نے میرا دل توڑا میں نے ایسا کیا جرم کیا کہ تم میری طرف نظر نہیں کرتے۔

دل و جانم به تو مشغول و نظر در چپ و راست

تا ندانند حریفان که تو منظور منی

ترجمہ: اگر چہ میں دل و جان سے تمہیں سے مشغول ہوں لیکن دائیں بائیں بھی دیکھتا ہوں تا کہ دشمنوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ تم میرے منظور نظر ہو۔

دیگران چون بروند از نظر از دل بروند

تو چنان در دل من رفته که جان در بدنی

ترجمہ: جب دوسرے لوگ نظر سے جاتے ہیں تو دل سے بھی چلے جاتے ہیں یعنی ہم انہیں بھلا دیتے ہیں۔لیکن تم میرے دل میں ایسے اترے ہو کہ جس طرح بدن میں روح ہو۔

تو همای و من خسته بیچاره گدای

پادشاهی کنم ار سایه به من بر فکنی

ترجمہ: تم ہما جیسے ہو اور میں بیچارہ گیا گزرا ہوا۔اگر تم مجھ پر سایہ ڈالو گے تو میں بادشاہ

ہوجاؤں گا۔

بنده وارت به سلام آیم و خدمت بکنم

ور جوابم ندهی می رسدت کبر و منی

ترجمہ: میں تمہارا خادم ہوں، سلام کرنے کے لئے تمہاری محفل میں آتا ہوں اگر تم جواب نہیں دیتے تو اس تکبر و غرور کے سزاوار ہو۔

مرد را ضیست که در پای تو افتد چون گوی

تا بدان ساعد سیمینش به چوگان بزنی

ترجمہ: ہر کوئی تمہارے پاؤں میں گیند کی طرح پڑا رہنا چاہتا ہے تاکہ تم اپنی چاندنی جیسی ساق سے اس کے ساتھ کھیلو۔

مست بی خویشتن از خمر ظلوم است و جهول

مستی از عشق نکو باشد و بی خویشتنی

ترجمہ: شراب سے مستی حاصل کرنا فضول ہے عشق و مستی تو تمہارے عشق سے حاصل ہوتی ہے اور خود فراموشی کی لذت بھی۔

تو بدین نعت و صفت گر بخرامی در باغ

باغبان بیند و گوید که تو سرو چمنی

ترجمہ: تم اگر اپنے اوصاف جمیلہ کے ساتھ باغ میں وارد ہوتے ہو تو باغبان تمہیں کو سرو بالا سمجھے گا یعنی تمہیں دیکھ کر وہ سرو کے نظارے کو دیکھنا تک بھول جائے گا۔

من بر از شاخ امیدت نتوانم خوردن

غالب الظن و یقینم که تو بیخم بکنی

ترجمہ: میں نے اب تک شاخ امید سے کوئی پھل نہیں توڑا اور کھایا اب تمہارے رویہ سے میرا یقین پکا ہو چکا ہے کہ تم میری جڑ اکھاڑنا چاہتے ہو۔

خوان درویش بہ شیرینی و چربی بخورند

سعدیا چرب زبانی کن و شیرین سخنی

ترجمہ: درویش لوگ تو ہمیشہ ایسے دستر خوان پر بیٹھتے ہیں کہ جہاں چرب وشیریں خوراک چنی گئی ہو۔ سعدی تو چرب زبانی کر اور شیرین بیانی۔ یعنی شعر کہنے سے تجھے آسودگی اور سیری حاصل ہوگی۔ اور یہی تیری غذا ہے۔

غزل ۷۱-

بخت باز آید از آن در کہ یکی چون تو در آید

روی میمون تو دیدن در دولت بگشاید

ترجمہ: کوئی تجھ سا جب کسی دروازے سے اندر آتا ہے تو بخت واقبال بھی اس کے ساتھ اندر چلے آتے ہیں تمہارے چہرے کو دیکھنے سے خوشبختی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

صبر بسیار بباید پدر پیر فلک را

تا دگر مادر گیتی چو تو فرزند بزاید

ترجمہ: آسمان بوڑھے باپ کو بہت صبر و انتظار کرنا پڑے گا تب کہیں جا کر دھرتی ماں تجھ سا بیٹا جنے گی۔

میرؔ نے اسی خیال کو یوں اس طرح پیش کیا ہے۔ شعر دیکھیں:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں

تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

این لطافت کہ تو داری ہمہ دلہا بفریبد

وین بشاشت کہ تو داری ہمہ غمہا بزداید

ترجمہ: تمہاری نرمی ولطافت نے سب دلوں کو لبھالیا ہے اور تمہاری شادابی وبشاشت نے

سب غموں کو کافور کردیا ہے۔

رشکم از پیرہن آید کہ در آغوش تو خسبد

زہرم از غالیہ آید کہ بر اندام تو ساید

ترجمہ: جب تمہارا جامہ تمہارے پہلو میں سوتا ہے تو میں رشک سے مرتا ہوں جب تمہارے بدن پر خوشبو ملی جاتی ہے تو حسد سے ناراحت و بیقرار ہوتا ہوں۔

نیشکر باہمہ شیرینی اگر لب بگشایی

پیش نطق شکرینت چو نی انگشت بخاید

ترجمہ: جب تم ہونٹ کھولتے ہو تو گنّا اپنی مٹھاس کے باوجود نے یعنی بانسری پر رشک کھاتا ہے۔

گر مرا ہیچ نباشد نہ بہ دنیا نہ بہ عقبی

چون تو دارم ہمہ دارم دگرم ہیچ نباید

ترجمہ: اگر دنیاو آخرت میں مرا کچھ نہ ہو، تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی ضرورت یا حاجت نہیں۔

دل بہ سختی بنہادم پس از آن دل بہ تو دادم

ہر کہ از دوست تحمل نکند عہد نپاید

ترجمہ: جب میں نے تجھے دل دیا تو مجھے بہت دکھ اٹھانے پڑے جن کی تاب لانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ تمہارا عہد بودا تھا۔

باہمہ خلق نمودم خم ابرو کہ تو داری

ماہ نو ہر کہ ببیند بہ ہمہ کس بنماید

ترجمہ: میں نے تمہارے ابرو ساری مخلوق کو دکھائے پہلی کا چاند جس نے بھی دیکھا، وہ اس نے دوسروں کو بھی دکھایا۔ معشوق کے ابرو کو چاند سے تشبیہہ دی جسے لوگ ایک دوسرے کو دکھاتے ہیں کمال کا شعر ہے۔

چشم عاشق نتوان دوخت که معشوق نبیند

نای بلبل نتوان بست که بر گل نسراید

ترجمہ: عاشق کو معشوق دیکھنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور بلبل پھول کو دیکھ کر نہ چہکے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

سعدیا دیدن زیبا نه حرامست ولیکن

نظری گر بربایی دلت از کف برباید

ترجمہ: سعدی معشوق کا چہرہ دیکھنا منع نہیں البتہ جو اسے ایکبار دیکھتا ہے دل سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

غزل ۷۲-

شب فراق نخواهم دواج دیبا را

که شب دراز بود خوابگاه تنها را

ترجمہ: جدائی کی رات میں مجھے ریشمی لحاف کی ضرورت نہیں کہ رات لمبی ہے ور میں خوابگاہ یعنی بستر میں تن تنہا ہوں۔

یہاں سعدی نے کس سادگی اور بلاغت سے معشوق کی کمی کا اظہار کیا ہے۔

گرش ببینی و دست از ترنج بشناسی

روا بود که ملامت کنی زلیخا را

ترجمہ: جس نے ترنجوں کو ہاتھ میں لینے والے ہاتھوں کو کٹتے ہوئے نہیں دیکھا وہ اگر زلیخا کی ملامت کریں تو روا ہے۔یعنی انہیں کچھ علم ہی نہیں۔

دگر به هر چه تو گویی مخالفت نکنم

که بی تو عیش میسر نمی شود ما را

ترجمہ: تم جو بھی کہتے ہو مجھے تم سے کوئی اختلاف نہیں لیکن تمہارے بغیر مجھے آرام نہیں۔

حاصل غزل شعر ہے:

توہم چنان دل شہری بہ غمزہ ای ببری

کہ بندگان بنی سعد خوان یغمارا

ترجمہ: تمہارے غمزہ نے شہر ہی لوٹ لیا اور اور بنی سعد کے لوگ خوان یغما ہو گئے۔

در این روش کہ تویی برہزار چون سعدی

جفا و جور توانی ولی مکن یارا

ترجمہ: تم تو سعدی جیسے ہزاروں کو خاطر میں نہیں لاتے ہم پر یہ جور و جفا مت کرو۔

○○